سفرنامہ زامبیا(ZAMBIA)

زامبیا(Zambia) کی دعوت

حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم اہل برطانیہ کی دعوت پر 6۔13۔20۔27 جولائی ۲۰۰۹ء میں برطانیہ تشریف لے گئے بروز پیر لیسٹر شہر کے مشہور ومعروف عالم دین حضرت مولانا ایوب سورتی بندے الٰہی دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ ہردوئی شریف نے حضرت شیخ کا پروگرام اپنی مسجد دعوت الحق میں بعد نماز مغرب رکھا تقریبا پورے برطانیہ سے انہوں نے احباب کو دعوت دی.حضرت شیخ کا مغرب تا عشاء پر درد اور پراثر بیان ہوا بیان کے بعد زامبیا(Zambia) سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ حاجی محمد راوت صاحب دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت مولانا قمر الزمان صاحب دامت برکاتہم الٰہ آبادی نے حضرت شیخ کے بیان سے متاثر ہوکر آپ کو زامبیا(Zambia) چلنے کی دعوت دی.حضرت شیخ کو کچھ تردد ہوا تو مولانا محمد ایوب سورتی صاحب دامت برکاتہم اور مولانا محمد آصف صاحب دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم سے سفارش کروائی تو آپ نے مارچ میں سفر زامبیا(Zambia) کا وعدہ فرمایا اوراس دوران وقتاً فوقتاً مولانا آصف صاحب دامت برکاتہم کے توسط سے حاجی راوت صاحب یاددہانی کراتے رہے۔

زامبیا(Zambia) کا ویزہ اور احقر کی رفاقت

حضرت شیخ نے راقم الحروف سید محمد اختر غازی عفی عنہ کو ساتھ زامبیا(Zambia) چلنے کا حکم فرمایا جسکو بندہ نے اپنی سعادت سمجھا اور حضرت شیخ نے ویزہ کے لیے ضروری کاغذات زامبیا(Zambia) بھیجنے کی ذمہ داری بندہ کو

سونپی چنانچہ جنوری ۲۰۱۰ء میں ویزہ کی کاروائی شروع ہوگئی اور حاجی محمد روات صاحب کی ہدایت پر زامبیا(Zambia) کے دارالخلافہ لوساکا(Losaka) میں مقیم حاجی شبیر احمد صاحب دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت مولانا قمرالزمان صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ E.Mail کے ذریعے ضروری معلومات اور دستاویزات کا تبادلہ ہوتا رہا اور فروری میں الحمدللہ بہت آسانی کے ساتھ حضرت شیخ دامت برکاتہم اور بندہ کا ویزہ E.Mail کے ذریعے موصول ہوگیا۔

کراچی سے دبئی(Dubai) کا سفر

زامبیا(Zambia) کے دارالخلافہ لوساکا(Losaka) جانے کے لیے کئی روٹس(Routs) تھے سوچ وبچار کے بعد براستہ نیروبی (کینیا) کا آپشن اختیار کیا گیا اور کینیا ائیرویز کی ٹکٹ خریدی گئی اگرچہ کراچی سے کینیا ائیرویز نہیں چلتی لیکن ان کا معاہدہ پی.آئی.اے. کے ساتھ ہے چنانچہ 13مارچ 2010ء بروز ہفتہ کو دبئی(Dubai) پہنچے وہاں ٹرانسفر ڈیسک پر کینیا ائیرویز والوں سے رابطہ کیا اور دبئی(Dubai) تا نیروبی اور نیروبی تالوساکا (Losaka) کے بوڈنگ پاس حاصل کرلیے گئے دبئی(Dubai) ائیرپورٹ پر چار گھنٹے کا قیام تھا ٹرانسفر ڈیسک سے فارغ ہوکر متعلقہ گیٹ کے سامنے بیٹھ گئے اس دوران پی.آئی.اے. کے فلائٹ پر سر جناب صاحب سے ملاقات ہوئی بہت خوش ہوئے وہ حضرت دادا پیر مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے متوسلین میں سے تھے وہ بھاگ کر گئے اور دوسرے عملے کو بلالائے جو بڑی محبت سے ملے اور حضرت شیخ سے دین کی باتیں سنیں حضرت شیخ نے انہیں اپنی کچھ کتابیں ہدیہ کیں وہ تھوڑی دیر بعد پی.آئی.اے. کی فلائٹ سے پاکستان کے لیے روانہ ہوگئے۔

دبئ(Dubai) سے نیروبی

دبئ(Dubai) ائیر پورٹ پر stay چار گھنٹے کا تھا لیکن کینیا ائیر ویز تاخیر سے آنے کی وجہ سے یہ stay چھ گھنٹے کا ہوااوررات تین بجے یہ جہاز روانہ ہوگیا دبئ(Dubai) ائیر پورٹ پر کینیا ائیر ویز والوں کی یہ عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ سواریوں کے ہینڈ بیگ بھی تول رہے تھے اور ۸ کلو سے زائد وزن پر چارجز بھی وصول کرر ہے تھے حالانکہ تقریباً ساری سواریاں ٹرانزٹ تھیں اس فلائٹ میں کافی پاکستانی سفر کرر ہے تھے معلوم ہوا کہ کچھ عرصے سے پاکستانیوں کا رجحان افریقی ممالک کی طرف ہوگیا ہے اور تلاش معاش کے سلسلے میں افریقہ کے مختلف دور دراز ملکوں میں سفر کرتے ہیں بہر حال تین بجے جہاز روانہ ہوا جہاز والوں نے سروس میں دو دو بسکٹ ڈرائی فروٹ اور ایک منی پیپسی کین serve کیا اور واقعی یہ ان کی سمجھ داری تھی کہ مختصر میں نمٹا دیا کیونکہ ساری سواریوں پر نیند کا سخت غلبہ تھا جلد ہی جہاز میں سونے کا ماحول بنا دیا گیا راستے میں فجر ہوگئی 6 بجے کے بعد ناشتہ Serve کیا گیا اور ۸ بجے نیروبی ائیر پورٹ پر جہا ز لینڈ ہوا اور ۸ بجے ہی نیروبی سے لوساکا (Losaka) کا فلائٹ ٹائم تھا جونہی جہاز رن وے سے ائیر پورٹ کی عمارت کی طرف مڑا تو ایک جہاز رن وے پر دوڑنے کے لیے چلا تو حضرت شیخ نے فرمایا یہ ہمارا جہاز گیا اور وہ بات سچ نکلی اور جب ائیر پورٹ پہنچے تو پتہ چلا کہ وہ فلائٹ نکل چکی ہے اور دوسری فلائٹ ۱۴ گھنٹے بعد جائے گی ایک دفعہ تو سنتے ہی پیروں تلے زمین نکل گئی۔

نیروبی ائیر پورٹ پر

نیروبی ائیر پورٹ پر یکسر ہی مختلف سا ماحول تھا اور اجنبیت اور وحشت سی محسوس ہو رہی تھی سخت نیند اور تھکاوٹ کا غلبہ تھا خیر ٹرانسفر ڈیسک پر پہنچے تو وہاں لمبی قطار تھی اور کام بہت سست رفتاری سے ہو رہا تھا ہمیں دبئ(Dubai) سے جو بورڈنگ کارڈ

دیے گئے تھے وہ تو ۸ بجے والی فلائٹ کے تھے اب انہیں تبدیل کرا کر رات ۱۰ بجے والی فلائٹ کے بورڈنگ کارڈ لینے تھے ہمارے ساتھ چند گجراتی مسلمان بھی تھے جنہیں زمبابوے جانا تھا کافی دیر کے بعد بورڈنگ کارڈ ملے اب آرام کا سخت تقاضا تھا اور ائیر پورٹ پر اتنا طویل وقت گزارنا مشکل تھا کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں ہماری خستہ حالی پر کینیا ائیرویز والوں کو رحم آگیا اور انہوں نے ہمیں ہوٹل دینے کا فیصلہ کیا اور یہ بھی حضرت شیخ کی کرامت تھی کیونکہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ گجراتی مسلما ن آپس میں نیروبی میں کسی رشتے دار کے ہاں آرام کرنے اور وقت گزارنے کا مشورہ کر رہے تھے تو آپ کے دل میں آیا کہ میں بھی ان سے کہوں کہ ہمیں بھی ساتھ لے چلو۔اگلے ہی لمحے دل پر یہ بات وارد ہوئی کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (سورۃ الزمر آیت ۳۶) کیا اللہ کافی نہیں ہے بندے کے لیے؟ اور اپنی پہلی خام خیالی پر توبہ استغفار کیا اور رجوع الی اللہ کیا بس اسکے ساتھ ہی ہوٹل کی سبیل پیدا ہوگئی۔

پناری ہوٹل میں

کینیا ائیر پورٹ سے تقریباً ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر پناری ہوٹل ہے کینیا ائیرویز اپنے بھولے بسرے مسافروں کی رہائش کا انتظام یہاں ہی کرتی ہے۔ائیر پورٹ بس سے دس بارہ دوسرے مسافروں کے ہمراہ ہوٹل پہنچے جہاں ناشتہ کا وقت ختم ہوا جاتا تھا کینیا ائیرویز کی طرف سے کینیا کے پناری ہوٹل میں بارہ گھنٹے کے قیام میں تین وقت کا کھانا اور تین منٹ گھر بات کرنا مفت تھا موبائل کی بیٹری کا چارج ختم ہو جانے کی وجہ سے لوساکا کے میزبان حضرات کے ٹیلی فون نمبروں تک رسائی ممکن نہ رہی اور فلائٹ چھوٹنے کی اطلاع موبائل چارج کرنے کے بعد ہی کر سکے سبق ملا کہ ضروری نمبرز اور معلومات جیبی ڈائری میں رہنے چاہئیں تا کہ بحالت ضرورت مشکل نہ ہو گجراتی ڈشز (Dishes) اور سموسوں کی ابتدا یہاں سے ہی ہوگئی ناشتہ کے بعد

حضرت شیخ نے گھر فون کیا اور اپنی خیریت بتائی اسکے بعد آرام کیا جس کی وجہ سے سفر کی تھکاوٹ کم ہوگئی اور مغرب کے بعد ہم نے رات کا کھانا کھایا اور ائیر پورٹ کی گاڑی ہمیں لینے کے لیے آگئی اور رات پونے دس بجے ملاوی ائیرویز سے لوساکا(Losaka) زامبیا(Zambia) کے لیے روانہ ہوئے۔فلائٹ میں سوار ہونے سے پہلے جس انتظار گاہ میں بٹھایا گیا تھا اس میں پانی اور واش روم کا انتظام نہیں تھا اگر کوئی اپنے ساتھ پانی لانا چاہتا تھا تو انتظار گاہ سے پہلے رکھ لیا جاتا تھا اگر پانی پینے کی ضرورت ہوتی یا واش روم جانے کی تو اسکو کافی پیچھے ائیر پورٹ کے ابتدائی حصے میں آنا پڑتا تھا اور دوبارہ تفتیش کے مرحلے سے گزر کر انتظار گاہ پہنچنا پڑتا تھا بہر حال جہاز پونے دس بجے روانہ ہوا اسکی پہلی منزل ملاوی کا دارالخلافہ لولانگ وے تھا زمین پر انتہائی گہرا اندھیرا تھا بڑی مشکل سے کہیں کوئی روشنی نظر آتی تھی حقیقت تو یہ ہے کہ افریقہ میں دن کے وقت بھی اندھیرا معلوم ہوتا تھا اس لیے کسی انگریز نے براعظم افریقہ کا نام Darkconter رکھا تھا حضرت شیخ نے فرمایا کہ ایسے جنگلات میں اگر دین کی دعوت نہیں پہنچی تب بھی ان پر توحید کا اقرار فرض ہے کیونکہ عقل انسانی اس لیے دی گئی ہے کہ اس کائنات کے صانع کو پہچانے۔تقریباً ۲ گھنٹے میں جہاز لولانگ وے پہنچا تقریباً آدھے گھنٹے بعد دوبارہ لوساکا(Losaka) کے لیے روانہ ہوا اور تقریباً چالیس منٹ میں لوساکا(Losaka) ائیر پورٹ پر لینڈ ہوا۔

لوساکا(Losaka) ائیر پورٹ پر

تقریباً ایک بجے شب لوساکا(Losaka) ائیر پورٹ پر پہنچے بذریعہ بس ائیر پورٹ کی عمارت میں داخل ہوئے مزے کی بات یہ ہے کہ میزبان نے نہ ہمیں دیکھا تھا اور نہ ہم ان کو پہچانتے تھے بہر حال عمارت میں داخل ہوئے تو زیادہ تر سواریاں انگریز اور کالے لوگ تھے اسلامی لباس میں ہم دو شخص ہی تھے اور ہم سب

سے الگ تھلگ معلوم ہو رہے تھے تو ہمیں ایک بوڑھے بزرگ اپنی طرف آتے دیکھائی دیئے وہ بڑی محبت سے ملے اور بتایا میرا نام شبیر ہے غائبانہ ان کے ساتھ تعارف تھا اور وہی ہمارے میزبان تھے سواریوں کی لائن لگ گئی تھی ہم نے بھی سوچا کہ لائن میں جائیں۔

اتنی دیر میں ویزہ افسر اٹھ کر آیا ورشبیر بھائی سے بڑی محبت سے ملا اور افریقی زبان میں گفتگو کی اور پھر ہمارے ساتھ ہاتھ ملایا اور ہمیں کہا کہ اپنے پاسپورٹ دیجئے اور پاسپورٹ لیجا کر اس پر ویزہ سٹیمپ کر کے ہمیں واپس لا کر دیا ساری سواریاں ہمیں تعجب کی نگاہ سے دیکھ رہی تھیں کہ یہ کون سی وی.آئی. پی شخصیات ہیں بعد میں پتہ چلا کہ یہاں مسلمانوں کی بہت قدر وو قیمت ہے اور شبیر بھائی اس وقت کے صدر کے دوست ہیں اس لیے وہ ائیر پورٹ پر ہر جگہ چلے جاتے ہیں بلکہ جہاز تک بھی پہنچ جاتے ہیں بہر حال بڑی آسانی اور سہولت کے ساتھ ساری کاروائی ہوئی اور ہم سامان وغیرہ لے کر شبیر بھائی کے ساتھ باہر آئے ائیر پورٹ سے باہر بھائی سلیمان پٹیل مولانا عبدالرشید صاحب اور مولانا ادریس صاحب استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے ہم سلیمان بھائی کی گاڑی میں ان کے گھر پہنچ گئے۔

سلیمان بھائی کے گھر قیام اور مسجد عمر

سلیمان بھائی کے گھر کے قریب مسجد عمر تھی جو شہر کی بڑی مساجد میں سے ایک ہے وہاں اکابر علماء دین گاہے بہ گاہے تشریف لاتے رہتے ہیں سلیمان بھائی کے گھر ہفتہ قیام کے دوران اکثر نمازیں اسی مسجد میں ادا کی جاتی تھیں اور حضرت شیخ اکثر فجر کا درس قرآن دیا کرتے تھے اس دن بھی ظہر کی نماز اس مسجد میں ادا کی اور امام مسجد اور دیگر مسلمانوں سے ملاقات کی۔

اللہ والی محبت

سلیمان بھائی کے گھر قبل عصر بہت سے احباب ملنے کے لیے آئے تو حضرت نے ارشاد فرمایا حضرت مولانا مظہر جان جاناںؒ فرماتے ہیں کہ آدمی کے ہر عمل پر قیامت کے دن فی لگ سکتی ہے یعنی اس میں کوئی عیب نکل سکتا ہے لیکن اللہ والی محبت میں فیہ نہیں لگ سکتی کیونکہ وہ کسی کو دکھانے کے لیے نہیں ہوتی اور اللہ والی محبت میں اللہ والوں کی محبت اور علماء کی محبت داخل ہے۔

جامع مسجد لوسا کا(Losaka)

عصر کی نماز جامع مسجد لوسا کا(Losaka) میں ادا کی اصل مسجد تو دوبارہ تعمیر ہو رہی تھی عارضی طور پر اس کے ساتھ مسجد بنائی گئی تھی یہ عارضی مسجد بھی بہت بڑی تھی نمازیوں کی بہت بڑی تعداد تھی نماز کے بعد زیر تعمیر مسجد بھی دیکھی ماشاء اللہ بہت بڑی اور خوبصورت انداز میں تعمیر ہو رہی تھی اور تکمیل کے مراحل میں تھی بہت علماء اور عام مسلمانوں نے حضرت شیخ سے ملاقات کی۔

مولانا ادریس صاحب کے مکان پر

وہاں سے مولانا ادریس صاحب کے مکان پر گئے جہاں چائے کا انتظام تھا مولانا ادریس صاحب اور مولانا یوسف صاحب سنہ ۹۰ کی دہائی میں لوسا کا(Losaka) سے جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی پڑھنے کے لیے گئے تھے اور سند فراغت حاصل کی تھی اور حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کے ساتھ خاص تعلق تھا دارالعلوم لوسا کا(Losaka) کے یہ دونوں حضرات روح رواں ہیں مولانا ادریس صاحب نے بہت محبت اور عقیدت کا اظہار کیا اور بہت ہی پر تکلف چائے پارٹی کی تھی حضرت شیخ نے بہت دعائیں دی اور قُبیلِ مغرب جائے بیان کی طرف روانہ ہوئے۔

مسجد النور

یہ مسجد بھی شہر کی اہم مساجد میں سے ہے یہاں نمازیوں کی بہت بڑی تعداد ہوتی ہے اور یہاں اکثر بزرگان دین کے بیانات ہوتے رہتے ہیں یہ جگہ قلب شہر سے ہٹ کر تھی اور یہاں مسلمانوں کا بہت پرانا رفاہی مرکز تھا جس میں سکول مدرسہ مسجد ڈسپنسری وغیرہ بنے ہوئے تھے بہت اچھی اور خوبصورت جگہ تھی نماز کے بعد حضرت شیخ کا بیان شروع ہوا یہ حضرت کا پہلا بیان تھا بلکہ یوں سمجھیں کہ تعارفی بیان تھا مناسب تعداد میں سامعین موجود تھے حضرت شیخ نے جو بیان فرمایا وہ پیش خدمت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معرفت الٰہی مقصد حیات
(بیان)

حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام مسجد النور
وقت بعد مغرب
بتاریخ 14 مارچ 2010ء بروز اتوار

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُه وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِیْبَنَا وَشَفِیْعَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّم اَمّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.

وماخلقت الجنَّ والانس اِلّا لیعبدون. (سورۃ الذاریات آیت ۵۶)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ المرٔ مع من احبّ. اَوْکما قال علیه الصَّلٰوة والسَّلام. صدق اللّٰه وصدق رسوله النّبیّ الکریم.

اللہ والی ملاقات

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آج پہلی مرتبہ آپ حضرات کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل ہورہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب مسلمان دوسرے مسلمان بھائی سے ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ملتا ہے تو دونوں کے گناہوں کو معاف کردیا جاتا ہے۔

جس طرح سگے بھائی آپس میں محبت سے ملیں تو ابا خوش ہوتا ہے اسی طرح جب دو بندے آپس میں محبت سے ملتے ہیں تو ربّا خوش ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جذبہ

میرے دوستو! حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابی رسول ہیں اور یہ وہ صحابی ہیں جن کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا دی اور دعا کس موقع پر دی بخاری

شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باری حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تھی اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خالہ ہیں۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام عشاء کی نماز کے بعد تشریف لائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ بچہ کیسے آیا ہے؟ تو ان کی خالہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آج کی رات یہ آپ کے گھر گزارنا چاہتا ہے تاکہ میں دیکھوں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کو کیا اعمال کرتے ہیں۔ ابن عباسؓ کی عمر اس وقت دس سال تھی عمر دیکھیں اور جذبہ دیکھیں۔

آپ ﷺ کی شان محبوبیت

یادرکھو! پیغمبر علیہ الصلوٰۃ السلام اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی تھے اور عاشق بھی تھے۔ اس لیے امّاں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں یارسول اللہ ﷺ میں نے اللہ تعالیٰ کو اتنی جلدی کسی کی مرضی کے مطابق فیصلہ نازل کرتے نہیں دیکھا جتنا آپ کے بارے میں جلدی فیصلہ نازل کرتے دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے قبلہ کے مسئلہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ محبوبیت کو ظاہر کیا ''قَدْ نَرَی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِیْ السَّمَاءِ ''(سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۴) ہم دیکھتے ہیں آپ کا آسمان کی طرف بار بار دیکھنا یہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ محبوبیت ہے۔

آپ ﷺ کی شان عاشقی

لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عاشق بھی تھے کہ رات کو نماز پڑھتے تو پاؤں پر ورم آجاتا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینے سے رونے کی اس طرح آواز آتی تھی جس طرح ہنڈیا ابلنے کی آواز آتی ہے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں آپ تو بخشے بخشائے

ہیں اگر خلافِ اولیٰ اور خلاف افضل بھی کوئی کام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعے ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سب اگلا پچھلا معاف کر دیا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنا کیوں روتے ہیں فرمایا "افلا اکون عبدًا شکورًا" میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں کیونکہ شرافت انسانی کا تقاضا ہے کہ اس پر جتنی زیادہ نعمت ہوگی اتنا ہی زیادہ شکر ادا کرے گا اور ذلیل اور کمینہ ہوگا تو وہ نعمت پر شکر کے بجائے نافرمانی کرے گا۔

نعمت نعمت یا زحمت

یہ فرق ہے کہ نعمت اس کے حق میں نعمت ہے یا زحمت۔ نعمت ملنے کے بعد دیکھا جائے گا کہ اگر خدا تعالیٰ کا ہوگیا تو نعمت نعمت ہے اور اگر اللہ تعالیٰ سے دور ہوگیا وہ نعمت نہیں ہے زحمت ہے۔

کتنے لوگ ہیں غریب ہوتے ہیں مال نہیں ہوتا تو اللہ کے در پر پڑے ہیں لیکن جب پیسہ آیا تو نماز سے بھی چلے گئے تو کیا مطلب ہوا کہ نعمت اس کے حق میں نعمت نہ ہوئی۔

مصیبت یا رحمت

یہی فلسفہ مصیبت کا بھی ہے۔ حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ آدمی پر کوئی مشکل آئے بیماری آگئی کوئی تکلیف آگئی اپنے پر آگئی بچوں پر آگئی بیوی پر آگئی اس وقت اپنے دل کی حالت کو دیکھے کہ اس مشکل آنے کے بعد دل خدا سے زیادہ قریب ہوگیا تو یہ مصیبت نہیں ہے نعمت ہے جو آپ کو خدا کے قریب لے گئی ؎

آپ تک لائی جو موج رنج و غم
اس پہ قربان سینکڑوں ساحل ہوئے

(حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم)

بسا اوقات زیادہ موجیں اور ساحل جلدی منزل کے قریب کر دیتی ہیں۔

حضرت گنگوہیؒ کا پہلا حج

اس پر ایک واقعہ یاد آیا ہمارے اکابر میں بہت بڑا نام ہے قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے خلیفہ ہیں اور اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کتنے بڑے تھے کہ حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے دو پیر اور دو شیخ ہیں ایک حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ایک مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ دراصل انہی کو حضرت حکیم الامت نے درخواست دی تھی کہ میں آپ سے بیعت ہونا چاہتا ہوں تو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو میں اپنے پیر سے بیعت کراؤں گا آپ اس سے اندازہ کریں کتنے بڑے آدمی ہیں۔

تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلا بہاولنگر کے قریب دریائے ستلج کے ذریعے کیا ہے جو انڈیا سے آتا ہے آپ کشتی کے ذریعے کراچی گئے اور کراچی سے بحری جہاز میں سوار ہوئے جب جہاز سمندر میں چلا تو طوفان آ گیا اتنا طوفان آیا کہ تقریباً دس دن تک کچھ پتہ نہیں تھا کہ اوپر کیا ہے نیچے کیا ہے یہاں تک کہ جہاز کے جو آلات ہوتے ہیں جس کے ذریعے منزل کا رخ متعین کیا جاتا ہے وہ بھی ٹوٹ کر خراب ہو گیا۔ اول تو زندگی کا مسئلہ تھا کہ بچتے بھی ہیں یا نہیں اور پھر حج میں بھی دن تھوڑے رہ گئے تھے لیکن عجیب بات ہے حضرت کے ساتھ جو خادم تھے وہ کہتے ہیں کہ جتنے بھی لوگ تھے سب پریشان تھے۔ سوائے حضرت گنگواہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کہ وہ بالکل آرام سے تھے جیسے کوئی پریشانی نہیں تو لوگ آئے کہا مولانا صاحب! آپ پریشان نہیں ہیں۔ تو فرمایا بھئی جو وہ چاہیں گے ہم بھی وہی چاہیں گے۔ جب بلایا ہے

تو پہنچائیں گے بھی۔ اللہ اکبر اس کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا پر مرمٹ جانا۔ جگر مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

تیری خوشی سے اگر غم میں بھی خوشی نہ ہوئی
وہ زندگی تو محبت کی زندگی نہ ہوئی

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اخلاص سے اونچا بھی ایک مقام ہے اخلاص بہت اونچا مقام ہے لیکن اس سے اوپر بھی ایک مرتبہ ہے اور وہ ہے رضا بالقضاء خدا کے فیصلوں پر دل وجان سے خوش رہنا۔

پورے دس دن بعد مطلع کھل گیا اور سمندر کو بالکل سکون ہو گیا اب جو اندازہ کیا تو پتہ چلا کہ وہ سفر جو مہینے میں طے ہونا تھا وہ دس دنوں میں طے ہو گیا اور کپتان نے اعلان کیا کہ جلدی احرام باندھنے کی تیاری کرو ہم تو میقات کے قریب پہنچ گئے۔

وہ طوفان بجائے اس کے کہ دور کرتا اس نے قریب پہنچا دیا۔ تو یہ میں نے بطورِ مثال ایک واقعہ عرض کر دیا دوستو اگر انسان پر کوئی مشکل آتی ہے تو کو دیکھے اگر یہ دل اللہ تعالیٰ سے جڑ گیا تو یہ مصیبت نہیں ہے بلکہ یہ نعمت ہے جو تجھے خدا کے قریب کر رہی ہے اور اگر دل خدا سے دور ہو گیا تو پھر یہ مصیبت کسی گناہ کی سزا بن کر اتری ہے کہ جس کی وجہ سے بندہ بجائے خدا کے قریب ہونے کے دور ہو جاتا ہے۔

اہل اللہ کی توجہ کی قیمت

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک ملفوظ ہے کہ آج تھانہ بھون میں یہ جو اشرف علی کا کام چل رہا ہے یہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کا اثر ہے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ کاش میری آنکھیں ہوتیں میں تھانہ بھون جاتا میں اشرف علی کا کام دیکھتا۔ فرمایا کہ ان کے دل میں جو ہمارے لیے اتنی توجہ ہے ناں اسی سے ہمارا کام بن رہا ہے۔

یہ اللہ والوں کی دل کی توجہ کا حال ہے کہ اگر وہ توجہ بھی کر دیں کسی پر تو ان کا کام بن جاتا ہے۔

عبداللہ بن عباس

تو میں عرض کرر ہا تھا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما دس سال کی عمر ہے رات کو اپنی خالہ کے ہاں آئے یہ دیکھنے کے لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عاشقی کا منظر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کو مناتے کیسے ہیں یہ شانِ عشق تھی۔

عشاء کی نماز کے بعد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام فرماتے تھے ایک لمبا تکیہ تھا حدیث میں آتا ہے اس لمبے تکیے پر ادھر ہماری اماں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوگئیں یہاں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس طرف حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سلا دیا۔ تکیہ کی جو چوڑائی تھی (Width) اس پر ان کو سلا دیا آپ سو گئے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس سوئے نہیں کہتے ہیں میں جاگتا رہا اپنے کو جگاتا رہا میں سو گیا تو جس مقصد کے لیے میں آیا ہوں وہ پورا نہیں ہوگا (جو سویا اس نے کھویا)۔

فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نصف رات کے بعد اٹھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مشکیزے سے کھڑے کھڑے ہلکا وضو فرمایا اس کے بعد نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے بھی اسی مشکیزے سے ویسے ہی وضو کیا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بائیں جانب آ کر میں نے نماز شروع کر دی تو پیغمبر علیہ والصلوٰۃ والسلام نے میرا کان مروڑا جیسے بچوں کے کان مروڑتے ہیں اور کھینچ کر دائیں طرف لے آئے کیونکہ اگر ایک مقتدی ہو تو دائیں طرف کھڑا ہوتا ہے اس لیے تہجد کے وقت اگر بغیر اعلان کے جماعت ہو جائے تو پیغمبر کی سنت ہے اور اگر اعلان کر کے تہجد کی جماعت کرائیں تو یہ بدعت بن جاتی ہے اگر بغیر اعلان کے جمع ہو جائیں اور تہجد کی جماعت کرالیں تو یہ سنت ہے

کیونکہ سنت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راستے پر چلنے کا نام ہے اگر ذرا اِدھر اُدھر کریں گے تو وہ بدعت بن جائے گی۔

آپ ﷺ نے نماز پڑھی اس کے بعد فجر سے پہلے تھوڑا آرام کیا اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو تازہ کرنے کے لیے بیت الخلاء تشریف لے گئے تو جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت الخلاء جانے کے لیے تیاری کر رہے تھے تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دماغ میں تین باتیں آئیں یا تو میں استنجے کے لیے پانی پہلے جا کر رکھ دوں یا جب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام منگوائیں تو اس وقت لے جاؤں اور یا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اندر ہوں تو تب لے جاؤں۔تو وہ چھوٹا سا ننھا سا دماغ یہ سوچ رہا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے تو سوچا اگر میں بعد میں لے جاتا ہوں تو دیر جائے گا اگر دورانِ استنجاء لے جاتا ہوں تو بے پردگی کا اندیشہ ہے تو پہلے جا کر لوٹے میں پانی رکھ دیا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اندر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ لوٹے میں پانی رکھا ہوا ہے بہت خوش ہوئے جب باہر آئے تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وضو کا پانی پہلے سے رکھا ہوا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ خدمت دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔تو پوچھا حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ یہ پانی کس نے رکھا ہے؟ عرض کیا کہ حضرت! میرے بھانجے عبداللہ نے رکھا ہے پس اسی وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا "**اللّٰھم فقھہ فی الدین وعلمہ التاویل**" یااللہ! اس کو دین کا عالم بنادے اور تفسیر کا علم عطا فرمادے۔اسی دعا کی برکت سے آپ نے تفسیر میں بہت اونچا مقام پایا ہے اور پہلی تفسیر آپ کی بہت مشہور ہوئی جس کا نام المقباس فی تفسیر ابن عباس ہے آپ طائف میں مدفون ہیں۔

دعا کرانا اور دعا لینا

اس لیے میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

فرماتے ہیں ''دعائیں کرانا اور ہے اور دعائیں لینا اور ہے۔'' یہ دعائیں لینا ہے کہ آدمی ایسا کام کرے کہ خود بڑے کے دل سے دعا نکلے پس اس دعا کے لیے پھر کوئی رکاوٹ نہیں ہے سیدھی اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہے اور آدمی کا کام بن جاتا ہے۔

آیت کی تفسیر

''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُون ''(سورۃ الذاریات ۵٦) تو ''لِیـــعبـــدون'' کی تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کرتے ہیں ''لِیعرفون'' کہ ہمیں اس لیے پیدا کیا کہ ہم دنیا میں جا کر اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کریں اللہ تعالیٰ کی ذات کو پہچانیں کیونکہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جاتی ہے پھر اطاعت آسان ہو جاتی ہے تو اس کی عبادت حقیقی عبادت بن جاتی ہے ورنہ نماز میں کھڑا ہے لیکن اس کا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہے دل اس کا مخلوق کے ساتھ ہے جسم اس کا نماز میں ہے خدا کے ساتھ اور دل مخلوق کے ساتھ دل خدا کے ساتھ ہو اسی کا نام خشوع ہے اور اعضاء خدا کے ساتھ ہوں اسی نام خضوع ہے۔

خشوع وخضوع کی حقیقت

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا کہ حضرت! نماز کا خشوع وخضوع آسان طریقے سے سمجھا دیں۔ فرمایا بہت آسان ہے تمہارے اعضاء نماز میں ہوں کبھی خارش کر رہا ہے کبھی کچھ کر رہا ہے کبھی کچھ کر رہا ہے نماز میں۔ فرمایا یہ خضوع نہیں ہے اگر تمہارے اعضاء نماز میں مشغول ہیں تو یہ خضوع ہے اور گر تمہارا دل نماز میں ہے تو یہ خشوع ہے۔

جہاں دل وہاں حاضری

اگر دل اِدھر اُدھر چلا گیا دوکان میں چلا گیا مارکیٹ میں چلا گیا اِدھر اُدھر گھومتا پھر

رہا ہے تو اس کی حاضری نہیں لگے گی حاضری دل کی ہوتی ہے جسم کی حاضری بعد میں ہے پہلے دل کی حاضری ہے اسی لیے حدیث شریف میں آتا ہے سات آدمی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں ہوں گے ان میں ایک شخص وہ ہوگا "**قلبهٗ معلقٌ بالمساجد**" جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہے اور جس کا دل مسجد کے ساتھ چپکا ہوا ہے فرمایا کہ عرش کے سائے میں ہوگا۔ کیا مطلب؟ خود دوکان پر ہے دل مسجد میں ہے خود کھیت میں ہے دل مسجد میں ہے خود گھر میں ہے دل مسجد میں تو حاضری لگ رہی ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے حاضر ہے کیونکہ دل حاضر ہے جسم حاضر نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے حاضری لگا دی کہ یہ ہمارے دربار میں چوبیس گھنٹے حاضر ہے ہم اس کو اس دن عرش کا سایہ دیں گے جس دن کسی شئے کا سایہ نہیں ہوگا۔

معرفت ذریعہ محبت

میرے شیخ نے فرمایا کہ جب انسان کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معرفت ہو جاتی ہے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کی محبت بھی آ جاتی ہے آدمی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے عشق بھی آتا جاتا ہے پھر اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنا بھی سیکھتا ہے۔

تو میرے دوستو! حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم کیوں آئے ہیں "**لیعرفون**" تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کو پہچانیں جب آدمی کو پہچان ہو جاتی ہے تو تعارف ہو جاتا ہے تو پھر محبت ہو جاتی ہے جب آپ سے کسی کا تعارف ہو جائے تو محبت ہو جاتی ہے۔

ہمارے حضرت والا حکیم صاحب دامت برکاتہم نے کراچی کا ایک واقعہ سنایا کہ کراچی میں ایک آدمی تھا جب وہ دو سال کا بچہ تھا تو اس کے ابا باہر ملک چلے گئے تھے اب وہ جوان ہو گیا بیس پچیس سال کا اور اس نے اپنے ابا کو نہیں دیکھا تھا کہ ہمارا ابا

کیسا ہے جب وہ ایئرپورٹ لینے گیا تو ابا کا کوئی دوست ساتھ لے گیا کہ میں تو اپنے ابا کو پہچانتا نہیں آپ میرے ساتھ آئیں مجھے بتائیں کہ یہ میرے ابا ہیں ایئرپورٹ پہنچے تو بابا جی نے کہا میں بیٹھتا ہوں بوڑھا آدمی ہوں تم آگے کھڑے ہو جاؤ تو اندر سے ایک آدمی نکلا جس کے ہاتھ میں ایک بڑا وزنی بیگ تھا تو اس نے اس نوجوان سے کہا کہ نوجوان یہ میرا بیگ ٹیکسی تک پہنچا دو کیونکہ مجھے کوئی لینے کے لیے نہیں آیا۔اس نے کہا جاؤ جاؤ بابا جی! میں تو خود اپنے ابا کا انتظار کر رہا ہوں میں آپ کا بیگ لے کر جاؤں اور میرا ابا آجائے تو کیا ہوگا تو اس نے کہا اچھا تمہارے مرضی۔ابھی یہ آپس میں بحث کر رہے تھے اور وہ بابا جی آگئے انہوں نے کہا یہی تیرا ابا ہے پس وہ نوجوان سینے سے چمٹ گیا اور کہنے لگا ابا! سامان نہیں آپ بھی میرے سر پر بیٹھو میں آپ کو لے کے جاتا ہوں۔

انسان کی ذات خود حجاب

جب معرفت نہیں ہوتی تو پھر آدمی اپنے آپ کو صرف جانتا ہے میں نمازی ہوں میں حاجی ہو میں فلاں ہوں میں فلاں ہوں کیوں؟ اس لیے کہ سورج نہیں نکلا ہے تو یہ اسٹریٹ لائٹ بھی کہتی ہے کہ میں بھی کوئی چیز ہوں سورج نکلے گا اسٹریٹ لائٹ نظر نہیں آئیں گی جلتی ہے لیکن نظر نہیں آتی۔جب خدا کی معرفت مل جاتی ہے اور اس کی محبت انسان کو مل جاتی ہے تو اپنے اعمال اس کی نظر میں ختم ہو جاتے ہیں پھر ہر وقت وہ خدا کے فضل کا مشاہدہ کرتا ہے اپنی طرف کسی شئے کی نسبت نہیں کرتا اور جب تک اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں ہے تو اس وقت تک اپنے اعمال کو بڑا سمجھتا ہے۔آج ہم رات دن گناہ کرتے ہیں گناہوں میں ملوث ہیں لیکن روتے نہیں لوگ پہلے نیکی کر کے روتے تھے یہ فرق کیوں ہے؟ پہلے نیکی کرتے تھے نماز پڑھتے روتے روزہ رکھتے روتے حج کرتے تو روتے کیوں؟ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی وجہ سے اپنے اعمال بے قیمت

نظر آتے۔

حضرت عطاء سلمی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے تابعی گزرے ہیں نماز پڑھ کے جب جایا کرتے تھے تو چہرے پر ایسی شرمندگی ہوتی جیسے چوری کر کے آئے ہیں تو ایک مرتبہ کسی نے پوچھ لیا کہ حضرت! کیا بات ہے آپ نماز پڑھ کر آئے ہیں آپ کے چہرے پر شرمندگی ہوتی ہے؟ فرمایا میں اپنی نماز کو دیکھتا ہوں اور خدا کی شان کو دیکھتا ہوں تو شرم سے ڈوب جاتا ہوں کہ تو نے نماز کیسی پیش کی اس کے دربار میں۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ جب مسجد آیا کرتے تھے تو اگر مسجد خالی ہوتی تو اندر داخل نہیں ہوتے تھے باہر کھڑے رہتے تھے سردی ہے گرمی ہے بارش ہے باہر کھڑے رہتے جب کوئی دوسرا نمازی آتا تو اس کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتے کسی نے کہا حضرت آپ باہر کیوں کھڑے رہتے ہیں؟ فرمایا مالک کا دربار ہے میں گناہ گار ہوں کہیں اندر جاؤں اور پکڑ لیا جاؤں دوسرے کے سہارے جاتا ہوں اس کی وجہ سے مجھ پر بھی فضل ہو جائے گا۔

جب انسان کو خدا کی معرفت نہیں ہوتی تو پھر ہر چیز اس کو نظر آتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو پھر وہ اس کی محبت میں گم ہو جاتا ہے پھر نیکی بھی کر رہا ہے تو اس کو احساس نہیں ہوتا کہ میں کوئی نیکی کر رہا ہوں وہ پس اللہ تعالیٰ کے فضل ہی کو دیکھتا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ میری نیکی پر مجھے کچھ ملے گا بلکہ کہتا ہے نیکی تو ان کا حکم ہے اس لیے کر رہے ہیں باقی وہ اپنے فضل سے عطا فرمائیں گے جو کچھ دیں گے اپنے فضل سے دیں گے یہ تو ان کا حکم ہے یہ تو ڈیوٹی ہے۔ نماز پڑھنا ڈیوٹی ہے روزہ رکھنا ڈیوٹی ہے حج کرنا ڈیوٹی ہے زکوٰۃ دینا ڈیوٹی ہے یہ کوئی میں اللہ تعالیٰ پر احسان نہیں کر رہا۔

تیرے فضل کا آسرا ہے

ورنہ رکھا ہے کیا خاکداں میں

امام رازیؒ کا فرمان

اس لیے حضرت امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی تفسیر ''مفاتیح الغیب'' بڑی مشہور تفسیر ہے انہوں نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''**يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُواْ رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِن قَبْلِكُمْ**''(سورۃ البقرۃ آیت ۲۱) کہ لوگو! عبادت کرو اپنے ربّ کی جس رب نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے ماں باپ کو پیدا کیا وہاں پر حضرت نے تفسیر کرتے ہوئے لکھا کہ اللہ تعالیٰ بتلا رہے ہیں کہ عبادت کیو ں کرتے ہو؟ نماز تم نے کیوں پڑھنی ہے؟ روزہ تم نے کیوں رکھنا ہے؟ اس لیے کہ ہم نے تمہیں انسان بنایا ہے مسلمان بنایا ہے اس کا شکر یہ یہ ہے کہ تم ہماری مان کر چلو یہ اس کا شکر یہ ہے یہ نعمت جو تمہیں پہلے دے دی کہ تمہیں انسان بنا دیا اور مسلمان بنا دیا اس کے شکرانے میں عبادت کرو۔

فضل الٰہی

اللہ تعالیٰ نے یہ کلمہ ہمیں مفت میں دے دیا مسلمان کے گھر میں پیدا ہوئے تو مسلمان ہو گئے۔ اب ایک آدمی عیسائی کے گھر میں پیدا ہوا تو وہ عیسائی ہو جاتا ہے تو اس سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ کلمہ پڑھے ہمارے لیے تو کام بہت آسان کر دیا اُس کے لیے اتنا مشکل۔

ہمارے حضرتِ والا دامت برکاتہم فرمایا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی دو شانیں ہیں ایک فضل ہے اور ایک عدل ہے تو ہم پر فضل فرما دیا اور ان کفار پر عدل اور قانون ہے کہ ہمارا کلمہ پڑھو گے تو ملے گا اور ہم پر فضل فرمایا کہ مفت میں کلمہ دے دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا فضل کسی قانون کا پابند نہیں ہوتا جس کو چاہے دیدے ''**ذَٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ**''(سورۃ المائدہ آیت ۵۴) جس کو چاہے دیدے۔ خدا

کا فضل قانون سے بالاتر ہے عدل قانون کا پابند ہے کہ کرو گے تو ملے گا لیکن فضل قانون کا پابند نہیں ہے جس کو چاہے دیدے کوئی روک نہیں سکتا ہے۔

فضل الٰہی کا عجیب قصہ

دیکھئے! پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت میں لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ جب فتح ہوا سنہ ۸ ہجری میں اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لے گئے تو ایک مکان کی دیوار کا کافی سایہ تھا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں بیٹھ گئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے کہ اے اللہ کے نبی! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ہٹ جائیں یہ دیوار اس عورت کے مکان کی ہے جو آپ کو اچھا نہیں کہتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نہیں پسند کرتے ہمارا محبوب اس کی دیوار کے سائے کے نیچے بیٹھے آپ جایئے! اللہ تعالیٰ کے گھر کے سائے میں جا کے بیٹھیں۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فوراً چلے اور خانہ کعبہ کے سائے میں ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں دیکھا کہ وہ عورت اپنے بچوں کو لے کر آ رہی ہے قریب آ کر ایمان لانے کی درخواست پیش کی اور اسلام قبول کر لیا کلمہ پڑھ لیا پھر جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ معاملہ بھی عجیب ہے ابھی تو اتنی سختی کہ وہاں بیٹھنے نہیں دیا اب اسی دشمن عورت کو ایمان کی دولت عطا فرمائی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہمارے عدل کا معاملہ ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ کسی گستاخ کا احسان ہمارا محبوب لے اور یہ ہمارے فضل کا معاملہ ہے کہ میرے محبوب کی پیٹھ اس دیوار سے لگ گئی تو اس گھر والوں کو محروم کیسے کر دیں اس لیے ہم نے کلمہ عطا کر دیا۔ یہ شان ہے اللہ تعالیٰ کی کہ ہمیں مفت میں اپنے فضل سے کلمہ دے دیا ورنہ خدانخواستہ ایسے نہ ہوتا تو ہمارا کیا بنتا۔

ایک نومسلم امریکی کا قصہ

میں آج ہی ایک دوست سے کہہ رہا تھا کہ جب ہم جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں پڑھتے تھے تو ہمارے جامعہ میں ایک امریکا کا اسٹوڈنٹ تھا وہ نومسلم تھا تو کبھی کبھی بہت رویا کرتا تھا اکیلے میں روتا رہتا تو ہمیں پتہ چلا کہ یہ ساتھی بہت روتا رہتا ہے اسے کوئی پریشانی ہے معلوم کرنا چاہے تو ایک دن ہم گئے تو وہ رو رہا تھا جب کچھ سانس اس کی بحال ہوئی طبیعت سنبھلی تو ہم نے پوچھا بھئی! تو کیوں روتا ہے تو اس نے عجیب بات کہی کہ دیکھو! آپ لوگوں کے والدین مسلمان ہیں اور میرے والدین کافر مر گئے اب میں حافظ عالم بن رہا ہوں تو مجھے پتہ چلا کہ میں اپنے ماں باپ کو کچھ نہیں پہنچا سکتا تم لوگ کتنے خوش قسمت ہو کہ سات سات نسلوں کو ایصالِ ثواب کر سکتے ہو لیکن میں اپنے والدین کے لیے کچھ نہیں کر سکتا تو مجھے رونا آتا ہے کہ میں کیسے ان کو جہنم سے نکالوں مجھے کوئی راستہ نظر نہیں آتا تو میں رونا شروع کر دیتا ہوں کیونکہ راستہ بند ہے آپ لوگ کیسے خوش قسمت ہو جس کو چاہو تم ثواب بھیج سکتے ہو۔

پوری جزاء سزا کا مقام آخرت

یاد رکھو! مسلمان کا اکاؤنٹ بند نہیں ہوتا اس لیے اللہ تعالیٰ نے قبر میں پوری جزاء وسزا نہیں رکھی کیونکہ ابھی پیچھے سے آ رہا ہے ہوسکتا ہے کہ اتنا آ جائے کہ اس کا کام بن جائے۔ آج جو مصیبت میں پھنسا ہوا ہے ہوسکتا ہے وہ جنت میں پہنچ جائے۔ پوری جزاء وسزا کی جگہ آخرت ہے جب اعمال بند ہو جائیں گے کسی کی نیکی اور بدی میں اضافہ نہ ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک راستے سے گزرے تو قبرستان کا حال اللہ نے منکشف کیا دیکھا کہ ایک آدمی عذاب میں مبتلاء ہے خیر دعا فرمائی اے اللہ! اس پر تخفیف کر دے تخفیف ہوگئی کچھ عرصے کے بعد پھر گزرے تو دیکھا کہ وہ جنت میں ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ والصلوٰۃ والسلام نے اللہ

تعالیٰ سے سوال کیا یا اللہ! کچھ عرصہ پہلے جہنم میں تھا اب جنت میں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ جب مرا تھا تو اس کی بیوی کے پیٹ میں بچہ تھا جب وہ بچہ بڑا ہوا تو وہ مکتب (مدرسہ) میں لے گئی جب اس بچے نے بسم اللہ پڑھی تو مجھے اس کے باپ پر رحم آ گیا اور میں نے اس کے باپ کو معاف کر دیا۔

دیکھو! پیچھے سے اکاؤنٹ کھلا ہوا ہے ناں اگر اکاؤنٹ بند ہوتا تو کچھ فائدہ نہ ہوتا اس لیے کہتے ہیں مسلمانوں کا اکاؤنٹ قیامت تک چلتا ہے اگر کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ گیا تو قیامت تک اکاؤنٹ چل رہا ہے اسی طرح برائی کا معاملہ ہے ''من سنّ سنّۃ سیئۃ'' کسی غلط راہ پر اپنی اولاد کو ڈال دیا غلط ماحول میں ڈال دیا اپنی طرف سے کوشش بھی نہیں کی ایک تو ہے کہ آدمی بچوں کی اصلاح کی پوری کوشش کرتا ہے کوشش پوری کی پھر اصلاح نہیں ہوئی تو آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں بری الذمہ ہیں ایک آدمی کوشش ہی نہیں کرتا بلکہ ان کا معاون ہے برائی میں ان کی معاونت کرتا ہے جب یہ دنیا سے چلا جائے گا اولاد جو برائی کرے گی پیچھے سے باپ کو گناہ ملتا رہے گا اس کا کھاتہ برائی سے بھرتا رہے گا کیونکہ ''من سن سنة سيئة''۔ مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ؎

نیکوان رفتۂ وسنتها بماند

وزلئیمان ظلم ولعنتها بماند

نیک اللہ والے لوگ چلے گئے اچھے طریقے چھوڑ کر اور لوگ انہیں اچھائی کے نام سے یاد کرتے ہیں اور کمینے اور نافرمان بھی دنیا سے چلے گئے ظلم اور لعنت کے کام کر کے آج ان کے برے طریقے زندہ ہیں اور انہیں قبر میں اس کی سزا پہنچ رہی ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جنت عطا فرماتے ہیں۔ کیونکہ اعمال کا بدلہ تو پہلے ہی دے چکے ہیں جس کی وجہ سے ہم سے مطالبہ ہو رہا ہے اب فرمایا ہم تمہیں جنت بھی دیں گے

تو یہ سوائے خدا کے فضل کے اور کیا ہے یہ تو ان کی شانِ کریم ہے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ کریم ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان کریمی

میرے شیخ نے فرمایا کہ کریم کے دو معنی ہیں ایک یہ ہے کہ جو مانگتا ہے اس کو عطا فرما دیتے ہیں خالی ہاتھ واپس نہیں جانے دیتے دوسرا معنی یہ ہے کہ غیر مستحق کو بھی دے دیتے ہیں اگر اس کے عمل کو دیکھو تو وہ اس کا مستحق نہیں ہے کہ اس پر فضل کیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو بھی عطا کر دیتے ہیں۔

آپ دیکھیں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جو جادوگر تھے حضرت امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلے میں ستر جادوگر آئے تھے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محض نقل اتارنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا لباس پہنا لنگی باندھی ٹخنے سے اوپر اور لمبا کرتا پہنا اور سر پر پگڑی باندھی اور ہاتھ میں ڈنڈا لیا دیکھنے میں ایسا لگتا تھا کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کے اُمتی ہوں لیکن انہوں نے تمسخر کے لیے ایسا کیا تھا اور آئے تھے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان عطا فرما دیا۔ وہ جو پیغمبر کی دشمنی میں آئے وہ جو اللہ تعالیٰ کی دشمنی میں آئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کی دولت عطا فرما دی اور اتنا مضبوط ایمان کہ تھوڑی دیر کے بعد سولی چڑھ گئے لیکن کلمہ نہیں چھوڑا فرعون نے انہیں سولی پر چڑھا دیا لیکن اللہ تعالیٰ کے راستے کو نہیں چھوڑا ؎

چمن کا رنگ تو نے سراسر اے خزاں بدلا
نہ ہم نے شاخِ گل چھوڑی نہ ہم نے آشیاں بدلا

ایسا عشق نصیب ہو گیا ایک لمحے میں ان کو یہ مقام ملا یہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی نظر کی کرامت تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کلیم اللہ تھے کلیم کا مطلب ہی یہ ہے کہ جب چاہتے اللہ تعالیٰ سے بات کر لیتے تھے یہ مقام کلیم ہے جب چاہتے تھے گفتگو کر لیتے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ سے رابطہ کیا کہ اے اللہ! یہ عجیب بات ہے ابھی تو دشمن تھے تیرے دشمن میرے دشمن اور اب آپ نے ان کو اتنی بڑی نعمت عطا کر دی کہ کلمہ عطا فرمایا دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! تیری نظر تو اس پر گئی کہ دشمنی کر رہے ہیں اور میری نظر اس پر گئی کہ تیری جیسی شکل بنا کر آئے ہیں اس لیے مجھے پیار آ گیا یہ ہے اللہ تعالیٰ کی شان کریمی۔

اسوۃ پیغمبر علیہ السلام اپنانا

میرے شیخ نے فرمایا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ السلام کی شکل بنانے سے اللہ تعالیٰ کا پیار کیوں ملتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیغمبر پیارے ہیں تو جوان شخص جیسی شکل بناتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس پر بھی پیار آ جاتا ہے۔

میرے شیخ نے ایک عالم کا قصہ سنایا کہ پاکستان کے ایک عالم ہندوستان گئے تو وہاں ہندوستان میں ایک بوڑھی اماں نے پکڑ لیا راستے میں انہیں کہا میرے گھر چلو گھر لے گئی بڑی خدمت کی تو اس نے کہا کہ اماں! میرا تیرا کوئی واسطہ نہیں میری اتنی آؤ بھگت کیوں کی؟ تو رونے لگی کہا کہ تیری شکل میرے بیٹے سے بہت ملتی ہے وہ سعودی عرب گیا ہوا ہے میں نے جب تجھے دیکھا تو پیار آ گیا کہ میرے بیٹے جیسا ہے تو میرے شیخ یہ واقعہ بیان کر کے رونے لگے فرمایا کہ دیکھو دنیا میں ہمارے بیٹے کی شکل کا اگر کوئی بچہ مل جائے تو ہمیں پیار آ جاتا ہے۔

تو جب کوئی محبوبِ کبیر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکل بناتا ہے تو ربّا کو بھی پیار آ جاتا ہے۔

معرفت اور محبت

جب معرفت حاصل ہوگئی تو محبت ہو جائے گی اور جب محبت ہوگی تو مان کر چلیں گے کیونکہ "اِنّ المحبّ لمن یحبّ مطیع" اور جب آدمی کسی کے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے تو پھر محبوب کی مان کر چلتا ہے۔ نافرمانی دلیل ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا اگر رب کو پہنچانتا کبھی گناہ نہ کرتا یہ گناہ کرنا ہی دلیل ہے نہ پہچاننے کی۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا تھا "مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَاراً" (سورۃ نوح آیت ۱۳) میری قوم تمہارے دل میں خدا کا وقار اور عظمت نہیں ہے اگر خدا کی عظمت ہوتی تو تم کبھی نافرمانی نہ کرتے یہ نافرمانی کرنا دلیل ہے تم نے خدا کی ذات کو نہیں پہچانا اس بات کا احساس نہیں ہے کہ ربا ہمارے ساتھ ہے ہم کو دیکھ رہا ہے اس لیے گناہ کر رہا ہے۔

دو مریدوں کا قصہ

ایک اللہ والے کی خدمت میں دو شخص وقت لگانے آئے اور چھ ماہ رہے۔ پہلے چھ ماہ رہتے تھے حضرت حکیم الامت نے چالیس دن کر دیے ہمارے شیخ فرماتے ہیں بیس دن ہی لگا لو خیر چھ ماہ بعد شیخ سے عرض کیا کہ ہمیں اجازت دیدیں۔ ہمارا وقت پورا ہو گیا ہمیں کچھ سبق یاد ہوا یا نہیں ہمارا امتحان بھی لے لیں۔ فرمایا تمہارا امتحان لیتا ہوں ان کو دو مرغیاں دیدیں اور ایک ایک چاقو اور کہا ان کو وہاں جا کر ذبح کرو جہاں کوئی نہ دیکھے۔ اب جو ہماری طرح کچا تھا جس نے چھ ماہ خانقاہ میں بس روٹی کھائی صحبت میں تو رہے فیض حاصل نہیں کیا صحبت یافتہ تو ہوئے فیض یافتہ نہ ہوئے وہ غسل خانے میں جا کے دروازہ بند کر کے ذبح کر کے لے آیا پانچ منٹ کے بعد آ گیا اور کہا جی آڈر پور ہو گیا ہے۔ پیر صاحب نے کہا بیٹھ جاؤ! اور دوسرا جو پکا تھا وہ صبح گیا شام کو آیا اور مرغی زندہ اور ہاتھ میں چاقو مرغی ذبح نہیں کی۔ حضرت نے کہا عجیب آدمی ہے

پورا دن گزر گیا تو یہ کام نہ کرسکا اور تیرا دوست تو پانچ منٹ میں کر لایا۔ رونے لگا کہا حضرت! آپ نے فرمایا تھا کہ وہاں ذبح کرنا جہاں کوئی نہ دیکھے۔ جہاں بھی ذبح کرنے لگا تو خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو مجھے کوئی ایسی جگہ نہیں ملی جہاں اللہ تعالیٰ نہ دیکھتا ہو تو میں نے مجبوراً واپس آیا۔ فرمایا شاباش! تجھے سبق یاد ہو گیا جب تجھے یہ یاد رہے گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھتا ہے تو گناہ نہیں کرے گا نافرمانی نہیں کرے گا نافرمانی دلیل ہے کہ خدا کی ذات سے غافل ہے۔

محبت الٰہی

تو میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت کے لیے ہم لوگ پیدا کیے گئے ہیں یہ دل اللہ نے اپنے لیے بنایا ہے کہ اس دل کو ہم پر فدا کر دو اس لیے ''لا الہ الا اللہ'' دیا۔ میرے شیخ فرماتے ہیں ؎

لا الہ ہے مقدم کلمہ توحید میں
غیر حق جب جائے ہے تب دل میں حق آجائے ہے

یہ **لا الـہ** اسی لیے دیا کہ غیر اللہ کو نکالو یہاں ہماری محبت پیدا کرو۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک ملفوظ بیان کر کے بات ختم کرتا ہوں اور یہ ملفوظ میں نے براہِ راست ان سے سنا جنہوں نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا تھا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ مرتے ہی یہ دیکھا جائے گا کہ تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کتنی ہے۔

تو حضرت خواجہ مجذوب صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا حضرت! اللہ تعالیٰ کی محبت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے فرمایا کہ جو اللہ تک واصل ہو چکے ہیں جو اللہ کے عاشق ہیں ان کے جوتوں میں پڑ جاؤ تمہیں بھی یہ نعمت حاصل ہو جائے گی (غالباً مذکور ملفوظ حضرت نواب قیصر صاحب مدظلہ نے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ میں سنایا تھا جو حضرت

تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے صحبت یافتہ ہیں اور حضرت حکیم صاحب مدظلہ پر دل وجان سے فدا ہیں اسی ماہ دسمبر 2011ء میں وفات پا چکے ہیں انا اللہ وانا الیہ راجعون ناقل) کیونکہ عشق کی خاصیت ہے کہ جب دوسرا بات کرتا ہے تو اس کو بھی بیماری لگ جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی عشق کی بیماری ان کو بھی لگ جاتی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

جو آگ کی خاصیت وہ عشق کی خاصیت

ایک خانہ بہ خانہ ایک سینہ بہ سینہ

جس طرح آگ ایک مکان سے دوسرے مکان کو لگتی ہے خدا کی محبت بھی منتقل ہوتی چلی جاتی ہے۔

صحبت کا اثر

اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں صحابہ بیٹھتے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل کے خزانے دل سے دل میں منتقل ہوتے تھے۔ پھر صحابہ کے دل سے تابعین میں منتقل ہوگئے اور تابعین سے تبع تابعین میں منتقل ہوگئے اس لیے صحابہ کا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں تابعی صحابہ کے صحبت یافیہ ہیں اور تبع تابعین تابعین کے صحبت یافتہ ہیں پس میرے دوستو! خدا کی نافرمانی سے بچو جب نافرمانی سے بچو گے تو ان شاء اللہ پھر اس دل کی زمین پر عشق خداوندی کی کاشت آسان ہوجاتی ہے پھر اللہ کی محبت کا پودا ترقی کرتا ہے اس لیے کسی باغبان یعنی اللہ والوں سے بھی رابطہ رکھو اور کچھ ذکر واذکار کا پانی بھی دیتے رہو اللہ والوں کی صحبت کے حریص بن جاؤ کہ ان کی صحبت سے ہمیں خدا کی محبت کا چسکہ لگ جائے اور محبت منتقل ہوجائے۔

یادرکھو! ذرہ بھی منتقل ہوگیا میرے دوستو! پھر وہ تناور درخت بن جائے گا بیج پڑے گا تو کام بنے گا ناں! زمین میں بیج ہی نہ ڈالا تو پھر کوئی بھی موسم آئے بہار آئے

خزاں آئے گرمی آئے سردی آئے درخت اُگنے والانہیں ہے جب بیج پڑ جائے گا تو ان شاء اللہ کبھی اچھا سیزن آئے گا تو وہی بیج درخت بھی بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے و آخر دعوانا أن الحمدللّٰه ربّ العالمین۔

أللّٰهم لک الحمد کما أنت أهله و صل علٰی محمد کماأنت أهله وأفعل بنا کما أنت أهله فانّک أنت أهل التقویٰ وأهل المغفرة ربّنا ظلمنا أنفسنا وان لم تغفرلناوترحمنا لنکونن من الخاسرین.

أللّٰهم إنّا نسئلک الهدیٰ و التقیٰ العفاف والغنٰی.

أللّٰهم إنّا نسئلک حبک وحبّ من یحبّک وحبّ عملٍ یبلغنا الٰی حبک. أللّٰهم اجعل حب احبّ الینا من انفسنا واهلنا ومن الماء البارد.

یا اللہ! ہم سب کو تو اللہ والا بنادے ہمارے گھر والوں کو اللہ والا بنادے ہمارے بال بچوں کو اللہ والا بنادے یا اللہ! اپنی محبت ہمیں بغیر استحقاق کے نصیب فرما یا اللہ! ہمارے قلوب آپ کی محبت کے لائق تو نہیں ہیں آپ تو بڑے لائق ہیں اگر ہم نالائق لائق کے پاس نہیں جائیں گے تو کہاں جائیں گے یا اللہ ہمیں بغیر استحقاق کے اپنی محبت نصیب فرما یا اپنی نسبت نصیب فرما اپنا عشق نصیب فرما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کامل اتباع نصیب فرما یا اللہ! تقویٰ کی دولت ہمیں نصیب فرما اخلاص کی دولت ہمیں نصیب فرما اور رضا بالقضاء کی دولت ہمیں نصیب فرما یا اللہ! پورے عالم کے کسی بھی مسلمان کو اپنی ولایت اور دوستی سے محروم نہ فرما یا اللہ! کافروں کو بھی ایمان کی دولت نصیب فرما یا اللہ! ہماری دنیا بھی بنا ہماری آخرت بھی بنا یا اللہ! ہمارے مرحومین مرحومات کی مغفرت فرما ہمارے والدین اساتذہ اور مشائخ کی مغفرت فرما یا اللہ! جتنے اللہ والے اور ان کے غلام دنیا میں دین کا کام کررہے ہیں سب کی عمریں

درازفرماعافیتیں نصیب فرمایااللہ! ہرمسلمان کوعافیت نصیب فرماتمام بیماروں کوشفاعطا فرما قرضوں کے بوجھ کو دورفرمارزق کی تنگیوں کو دورفرمایا اللہ بےاولادوں کو نیک وصالح اولادعطا فرما اولادوالوں کی اولادوں کو نیک صالح بنادے یااللہ! جن بچے بچیوں کی شادیاں نہیں ہوئی ہیں انہیں اچھےاچھے رشتے عطافرماجن کی شادیاں ہوگئیں گھروں میں سکون پیدا فرمایا اللہ! عافیت وکرم کا معاملہ فرمایااللہ! ہم سب کوتو اپنی معرفت اور اپنی محبت اور اپنی اطاعت اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل اتباع نصیب فرما۔آمین یارب العالمین۔وصلی اللّٰہ علٰی خیر خلقہٖ سیّدِ نا محمدٍ و آلہ و اصحابہ اجمعین.

دعوت طعام

عشاء کے بعد مولانا حسین صاحب کے گھر پرضیافت کا انتظام تھا بہت پرتکلف دعوت تھی وہاں حضرت شیخ نے فرمایاراہِ سلوک میں شیخ کی محبت کے ساتھ عظمت بھی ہو تب کام بنتا ہے پھر فرمایااس زمانے میں اپنی نسبت کوظاہر کرنا ضروری ہے تاکہ لوگ استفادہ کرسکیں کیونکہ یہ تشہیر کا زمانہ ہے فرمایا کہ میں نے اپنے حضرت والا سے دریافت کیا تھا کہ اپنے نام سے پہلے خلیفہ لکھنا درست ہے تو حضرت والا نے فرمایا کہ اس زمانے میں لوگوں میں پہچاننے کی صلاحیت نہیں اس لیے لکھنا چاہیے۔

اس کے بعد سلیمان بھائی کے گھر آ گئے سلیمان بھائی نے مکان کی بالائی منزل پر قیام کا انتظام کیا تھا اور بہت ہی آرام راحت کا خیال رکھا تھا اور شاندار انتظام تھا رہائش کے ساتھ خصوصی ملاقات کے لیے آنے والے دوستوں کے لیے کافی جگہ تھی جہاں رات گئے تک مجلس ہوتی رہتی تھی

درس قرآن

زامبیا(Zambia) کے قیام کے دوران حضرت شیخ دامت برکاتہم کے روزانہ

درس قرآن ہوتے رہے۔وہ اگرچہ مختصر ہوتے تھے لیکن سامعین کو بہت نفع ہوتا تھا ۔

بظاہر تو ہیں چھوٹی چھوٹی سی باتیں
جہاں سوز لیکن یہ چنگاریاں ہیں

درسِ قرآن

تزکیہ کی تفسیر

مقام　　مسجد عمر لوساکا

وقت　　بعد نماز فجر

تاریخ　　15 مارچ 2010ء بروز پیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ و کفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفی اَمّا بَعْدُ فَاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قد افلح من تزکّٰی وذکر اسم ربّہٖ فصلّٰی بل تؤثرون الحیٰوۃ الدُّنیا والآخرۃ خیرٌ وَّابقٰی. ان ھٰذا لفی الصحف الاولٰی صحفِ ابراھیم وموسٰی. (سورۃ الاعلیٰ پ۳۰)

صدق اللّٰہ مولٰنا العظیم.

فلاح کا معنیٰ وحصول

میرے محترم بزرگو! اور دوستو! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی (سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۴) کامیاب ہوگیا وہ شخص جس نے اپنے آپ کو پاک کیا۔ وہ شخص فلاح پاجاتا ہے اور دنیا وآخرت کی ہر خیر کا نام فلاح ہے۔ یعنی ایسی خیر جو دنیا میں بھی ملے اور آخرت میں بھی ملے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کس کو ملے گی۔ مَنْ تَزَکّٰی جو اپنے آپ کو پاک کرتا ہے اس کو یہ خیر ملتی ہے۔

شریعتِ مطہرہ میں دو لفظ بڑی عجیب جامعیت رکھتے ہیں۔ ایک فلاح کا لفظ اور ایک عافیت کا لفظ۔ فلاح کے معنی میں دنیا وآخرت کی ہر خیر اور اچھائی اور عافیت کا مطلب ہے مہلک بیماریوں سے بدن محفوظ ہو اور گناہوں سے روح محفوظ ہو اور آخرت میں جنت ملے۔ اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سَلِ اللّٰہ العَافیۃ اللہ تعالیٰ سے عافیت کو طلب کرو۔ جب ایک صحابی نے عرض کیا میری خطاؤں کی سزا مجھے دنیا میں مل جائے اور آخرت کے عذاب سے بچ جاؤں۔ فرمایا سَلِ اللّٰہ العَافیۃ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ بغیر سزا کے ہمیں معاف کردے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی اس آدمی کو فلاح ملے گی جس

نے اپنے کو پاک کیا اب یہ پاکی اور تزکیہ کئی قسم پر ہے۔

ا۔عقیدے کی پاکی

اب پاکی کہاں سے شروع ہوتی ہے تو سب سے پہلے عقیدے سے پاکی شروع ہوتی ہے کہ انسان کا عقیدہ پاک ہو کفر سے شرک سے بدعات وغیرہ سے۔

۲۔بدن کی پاکی

اس کے بعد دوسرے نمبر کی پاکی اس کے بدن کی پاکی کہ اپنے بدن کو پاک رکھے۔ چھوٹی نجاست سے بھی اور بڑی نجاست سے بھی۔ بلاوجہ نجس پھرنا اور بلاوجہ اپنے آپ کو ناپاک رکھنا بہت برا ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ قبر میں سب سے زیادہ سخت عذاب اس انسان کو ہوگا کہ جو جسم کی پاکی کا خیال نہیں رکھتا۔

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر میں پاکی ناپاکی کا سوال ہوگا اور آخرت میں سب سے پہلا سوال نماز کا ہے۔ دراصل یہ پاکی نماز کی سیڑھی ہے جب تک پاکی نہیں آپ نماز کے قابل نہیں مسجد میں داخل ہونے کے قابل نہیں تو پاکی نماز کی پہلی منزل ہے اور قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔

بخاری شریف میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ان دو قبروں کو عذاب ہو رہا ہے۔ فرمایا اس کو تو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ یہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا بکریاں پالی ہوئی تھیں تو اس کا پیشاب پڑتا رہتا تھا اس کی پاکی کا خیال نہیں کرتے تھے۔ فرمایا دوسرا کَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیمة چغل خوری کرتا پھرتا تھا۔ ایک مسلمان بھائی کی بات دوسرے مسلمان بھائی کو اور اس کی بات اِدھر بیان کرنا اور اس میں کچھ اپنی طرف سے مبالغہ کر کے اُدھر سنا دیتا تا کہ ان کے آپس میں انتشار اور افتراق پیدا ہو۔

۳۔کپڑوں اور جگہ کی پاکی

اور تیسرے نمبر کی پاکی یہ کہ انسان کے کپڑے اور اس کا ماحول بھی پاک ہو

بلا وجہ نجاست پھیلانا اور نجاست کی جگہ پر رہنا یہ پسندیدہ نہیں ہے۔

ہمارے دادا پیر حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہم نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم سے سنا کہ حضرت نے سفر کے لیے تانگا رکھا ہوا تھا اور دورانِ سفر تلاوت کرتے جاتے اور جہاں کہیں راستے میں گوبر اور گندگی وغیرہ ہوتی تو وہاں حضرت قرآن مجید کی تلاوت روک دیتے تھے اور فرماتے مجھے شرم آتی ہے کہ یہاں پر دائیں بائیں جانوروں کی لید گوبر وغیرہ ہو اور ایسی ناپاک جگہ میں قرآن مجید کی تلاوت کروں۔

۴۔مال کی پاکی

چوتھی پاکی یہ ہے کہ اپنے مال کو پاک کرے۔ مال کو پاک کرنا کیسے ہو کہ اس کی زکوٰۃ دیتا ہے صدقہ کرتا ہے فطرانہ دیتا ہے قربانی کرتا ہے جو واجب اور فرض چیزیں ہیں وہ ادا کرتا ہے۔

۵۔روح کی پاکی

اور پانچویں نمبر کی پاکی یہ ہے کہ وہ اپنی روح کو بھی پاک کرے باطنی بیماریوں سے کبر کی بیماری سے عُجب کی بیماری سے بُخل کی بیماری سے شہوت کی بیماری سے غصے کی بیماری سے یہ تمام بیماریاں باطنی اور روحانی بیماریاں کہلاتی ہیں۔ ان سب سے اپنے آپ کو پاک کرے۔ جسمانی بیماریوں کا علاج تو آسان ہوتا ہے لیکن روحانی بیماری کا علاج ذرا مشکل ہوتا ہے جس طرح روح چھپی ہوئی ہے اس کی بیماریاں بھی پوشیدہ ہیں ان کے آثار کو اولیاء کرام جسموں پر محسوس کرتے ہیں۔ ان کے لیے محنت تھوڑی زیادہ ہے ظاہری تو آپ نے وضو کر لیا پاک ہو گئے اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیسی پیاری دعا تلقین فرمائی کہ جب آپ وضو کر لو تو یہ کہو **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْن** یا اللہ! جہاں تک پانی سے پاکی تھی تو وہ تو کر لی لیکن اب توبہ کی توفیق دے

دے تا کہ میرا اندر بھی پاک ہوجائے۔ ظاہری پاکی کی توفیق تو مجھے دے دی کہ میں نے وضو کرلیا اور پاک ہوگیا اب میرے دل اور روح کو بھی توبہ کے ذریعے پاک کردیجیے۔

صحابیؓ کا قصہ

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی تھے۔ ان کے بارے میں ایک دن فرمایا اِدھر سے ایک جنتی آئے گا تین دن تک یہی آپ فرماتے رہے۔ ایک سیدھا سادھا دیہاتی صحابی آتا تھا تو تیسرے دن ایک صحابی اس کے ساتھ چلے گئے یہ پتہ کرنے کے لیے کہ اس کا وہ کون سا عمل ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو جنتی قرار دیا۔ وہاں گئے۔ تین دن اس کے ساتھ رہے۔ وہ تو بالکل سادہ آدمی تھا بکریاں چرالیتا دودھ نکال لیتا اور گھر کا کام کرلیتا اور ایک چھوٹی سی مسجد بنائی تھی وہاں آپس میں چند ساتھی نماز پڑھ لیتے۔ تیسرے دن اس صحابی نے پوچھا جو مدینہ شریف سے گئے تھے کہا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو جنتی کہا تو آپ کا کونسا عمل ہے؟ یہ اعمال تو سارے کرتے ہیں کیونکہ اس زمانے میں تو لوگ سو فیصد نیکیاں کرنے والے تھے۔ وہ رونے لگے کہا کہ میرے پاس تو ایسا کوئی عمل نہیں ہے میں تو دیہاتی سا آدمی ہوں اَن پڑھ آدمی ہوں لیکن ایک بات ہے ہر صبح کو ہر شام کو اپنے دل کا جائزہ لیتا ہوں کہ میرے دل میں کسی مسلمان بھائی کے بارے میں کوئی بغض حسد کینہ وغیرہ تو نہیں ہے تو میں اپنے دل کو پاک دیکھتا ہوں کہ میرے دل میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ مدنی صحابی نے کہا کہ اسی عمل کی وجہ سے تو جنتی ہے۔

إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (سورۃ الشعراء آیت ۸۹) کی تفسیر لکھی ہے کہ اس کا دل سلامتی والا دل ہو تو پانچویں پاکی انسان کی روح کی پاکی ہے کہ اس کی روح پاک ہو ان مذکورہ امراضِ روحانیہ سے اور رذائل نفسانیہ سے۔

۶۔دل کی پاکی

اور چھٹی پاکی یہ ہے کہ اس کا دل غیر اللہ سے پاک ہو اس کے دل میں غیر اللہ نہ ہو غیر اللہ سے اُمیدیں وابستہ کرنا غیر اللہ سے آس لگانا کہ فلاں ایسا کر دے تو ایسا ہو جائے گا یہ سب بعد کی چیزیں ہیں پہلے نمبر پر انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خیال آنا چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ! اگر بکری کے لیے چارے کی ضرورت ہو پہلے مجھ سے مانگ اگر آٹے کے لیے نمک کی ضرورت ہے پہلے مجھ سے مانگ جوتی کے لیے تسمے کی ضرورت ہے تو پہلے مجھ سے مانگ پہلے مسببّ الاسباب ہے پھر اسباب کا نمبر ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا قصہ

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہم نے حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم جب نئے نئے بادشاہت چھوڑ کر جنگل میں اللہ اللہ کرنے گئے جنگل میں پیاس لگی تو کنویں پر گئے۔ پانی نکالنے کے لیے ڈول اور رسّی تلاش کرنے لگے۔ ڈول رسّی نہیں ملی تو ایک جگہ بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں ہرنوں کی ایک ڈار آئی اور کنویں کے منڈیر کے پاس سب بیٹھ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ پانی بہت نیچے ہے تو سب نے اوپر آسمان کی طرف منہ کیا تو پانی اوپر آ گیا۔ سب نے جلدی سے پانی پیا اور چلے گئے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کنویں کے قریب آئے تو پانی پھر نیچے چلا گیا تو وہاں سے چلے گئے۔ رات کو اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! وہ جانور ہیں ان کا اتنا خیال اور ہم جو اشرف المخلوقات ہیں آپ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں ہمارے ساتھ یہ

معاملہ۔ ابھی یہ مناجات چل رہی تھیں کہ ہاتفِ غیبی نے آواز دی اے ابراہیم! تو نے آتے ہی رسّے اور ڈول سے رابطہ کیا اور انہوں نے خالقِ آب وگل سے رابطہ کیا۔ یہ فرق ہے اس وجہ سے تم نے ان پر ہماری عنایت دیکھی۔ انسان کا دل تمام علائقِ غیر سے پاک ہو۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے کہ انسان کا دل نہ تو کسی کی محبت میں اتنا اُلجھا ہوا ہو کہ اس کو اس کے علاوہ کوئی خیال نہیں اور نہ کسی کے بغض اور دُشمنی میں اتنا اُلجھا ہوا ہو کہ ہر وقت اسی خیال میں رہے یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کا راستہ مارتی ہیں کیونکہ زیادہ محبت ہوگی تب بھی اللہ تعالیٰ کا راستہ کھوٹا ہوگا اور کسی سے دُشمنی ہوگی تب بھی اللہ تعالیٰ کا راستہ کھوٹا ہوگا کیونکہ یہ دونوں چیزیں باعثِ تشویش ہیں۔ ہر وقت دل پر اس کی دُشمنی کا خیال ہے اور مشوش قلب میں اللہ تعالیٰ کا خیال نہیں رہتا اس لیے کہ تشویش یکسوئی کی ضد ہے اور حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ملتا ہے یکسوئی کے ساتھ انسان کا دل پوری مخلوق سے مستغنی ہو کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہتا ہے تو اس انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنا خاص نور اور اپنی خاص نسبت اور اپنی خاص دوستی عطا فرما دیتے ہیں۔

میرے دوستو! جب یہ چھ پاکیاں انسان میں جمع ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَدْ اَفْلَحَ یہ انسان دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گیا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

اللّٰھم لک الحمد کما انت اھلہ وصل علٰی محمدٍ کما انت اھلہ وافعل بنا ماانت اھلہ فانک انت اھل التقوی واھل المغفرہ. اللّٰھم انا نسئلک الھدٰی والتقی والعفاف والغنٰی. اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضٰی من القول والعمل والفعل و النیة والھَدیِ والھُدیٰ انک علٰی

کل شیء قدیر.

وصلی اللّٰہ علٰی خیر خلقہٖ سیّدِ نا محمدٍ و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

دارالعلوم لوساکا(Losaka)

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کے مشورے سے مولانا محمد ادریس صاحب سلمہ اور مولانا محمد یوسف صاحب سلمہ جو کہ لوساکا(Losaka) کے رہنے والے تھے اور جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں تعلیم مکمل کی تھی انہوں نے واپس لوساکا(Losaka) آ کر ایک جامعہ کی بنیاد رکھی اس غرض کے لیے مفتی نظام الدین شامزئیؒ زامبیا تشریف لے گئے تھے اور ان کی سرپرستی اور دعا سے یہ ادارہ شروع ہوا اور بہت جلد اس ادارے نے اہمیت حاصل کر لی اور قرب وجوار کے اور دور دراز کے سینکڑوں طلباء قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے جمع ہو گئے فوری طور پر دارالعلوم ایک چھوٹی سی عمارت میں شروع کر دیا گیا اور اس کے ساتھ مستقل بڑی زمین پر نئی عمارت کی تعمیر شروع کر دی گئی۔

عصر کی نماز مسجد عمر میں ادا کرنے کے بعد مولانا ادریس صاحب کی دعوت پر حضرت شیخ نے جامعہ کی نئی تعمیر کا دورہ فرمایا وہ تکمیل کے مراحل میں تھی عمارت نہایت خوبصورت وسیع اور کشادہ ہر طرح کی ضروریات کی حامل تعمیر تھی اور جامعہ کے متصل اساتذہ کی رہائش گاہیں تعمیر ہو رہی تھیں حضرت شیخ بہت خوش ہوئے اور خوب دعا کی ہوسکتا ہے کہ ان سطور کے آنے تک جامعہ نئی عمارت میں منتقل ہو چکا ہو۔

مکینی جامع مسجد

یہ مسجد مکینی ملاوی سوسائٹی کے تحت قائم ہے اور قلب شہر سے ایک طرف واقع ہے یہ ایک پرانی تنظیم ہے جو بہت سے رفاہی کام انجام دینے میں مصروف ہے اس سوسائٹی کے تحت سکول مدرسہ ڈسپنسری مسجد اور دیگر رفاہی شعبے قائم ہیں یہاں حضرت

شیخ نے مغرب کی نماز ادا کی اور مغرب کے بعد حضرت شیخ کا بیان ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایمان اور تقویٰ

مقام مکینی(Mekani) جامع مسجد لوساکا(Losaka)

وقت بعد نماز مغرب

تاریخ 15 مارچ 2010ء بروز پیر

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِیْبَنَا وَشَفِیْعَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّم اَمّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.

یٰاَیّھاالذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصّادقین.

صدق اللّٰہ مولٰنا العظیم.

امت محمدیہ کی امتیازی شان

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں تقریباً اسّی مقامات پر ایمان والوں کو براہِ راست مخاطب فرمایا ہے۔

اے ایمان والو اے میرے پیارو۔ ایمان والا ہونا اللہ تعالیٰ کا پیارا ہونا ہے ”یاایھاالذین اٰمنوا“ کا ایک عاشقانہ ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے پیارو کیونکہ ایمان وہ چیز ہے جس سے بندہ خدا سے جڑتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو ہماری بہت سی نسبتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے خالق ہیں ہمارے مالک ہیں بندہ اپنی کونسی نسبت پیش کرتا ہے نسبت ایمانی کہ ایمان سے خدا سے جڑتا ہے اس لیے کہتے ہیں سب سے پہلے جو خیز نازل ہوئی وہ خدا کی وحی تھی اور سب سے پہلی خیر جو بندے نے خدا تک پہنچائی وہ ایمان تھا اس لیے فرمایا ”اصلھاثابت وفرعھا فی السّماء“ ایمان کی جڑ بندے کے دل میں ہوتی ہے اور اس کی شاخیں اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہوتی ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے اَسّی (۸۰) مقامات پر بندوں کو ایمان کی نسبت سے مخاطب فرمایا اے ایمان والو اور یہ بھی صرف اس امت کی خصوصیت ہے۔ حضراتِ مفسرین نے لکھا ہے کہ باقی امتوں کو اللہ تعالیٰ نے براہِ راست مخاطب نہیں فرمایا انبیاء کرام سے فرمایا ان سے یہ کہہ دو اس لیے کہ وہ اس قابل نہیں تھے۔

یہود کا سلوک اپنے نبیؑ سے

قرآنِ کریم پڑھ کے دیکھ لو وہ اپنے پیغمبروں کے ساتھ کیا کر رہے ہیں اپنے پیغمبروں کو قتل کر رہے ہیں باوجود ایمان لانے کے مانتے بھی تھے پھر قتل کرتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ آپ قرآنِ مجید میں دیکھیں وہ اور حضرت خضر علیہ السلام جس بستی میں گئے اور ان سے کہا ہم تمہارے مہمان ہیں اور ان کنجوس اور بدبختوں نے کہا کہ ہمارے پاس تمہیں کھلانے کے لیے کچھ نہیں ہے تو حضراتِ مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے تھے ایسا نہیں ہے کہ وہ کافر تھے یا اس وقت تک وہ ایمان نہیں لائے تھے ایمان والے تھے۔

وہ غرناطہ کے یہود تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اِس امت محمدیہ کو حضرات صحابہ کرام سے لے کر قیامت تک یہ خصوصیت دی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جتنی محبت وعشق، فداکاری و جانثاری اس امت میں پائی جاتی ہے کسی اور امت میں نہیں پائی جاتی۔

امت کا مقام دربارِ نبوت میں

اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئندہ آنے والی امت جس میں میں اور آپ سب داخل ہیں کے بارے میں ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مجمع میں بیٹھے ہوئے فرمایا "متٰی القٰی احبابی" میں اپنے پیاروں کو

کب ملوں گا تو صحابہ کرام فوراً بولے ''**السنا من احبابک یارسول اللّٰہ!**'' کیا ہم آپ کے پیارے نہیں ہیں ہم آپ کے احباب نہیں ہیں۔فرمایا کہ ''**اَنتم اَصحابی**'' تم تو میرے صحابہ ہو تم تو میرے بھائی ہو تم تو میرے معاون ہو۔فرمایا میرے احباب وہ ہوں گے جو تمہارے بعد آئیں گے جنہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہوگا اور ان کی تمنا ہوگی کہ اپنی جان اپنا مال اور اپنے بال بچے قربان کر کے میری زیارت کرلیں میری احباب سے ملاقات حوضِ کوثر پہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہوگی۔

اس لیے خود فرمایا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بخاری شریف کی حدیث میں جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں وہ اپنے والدین کے لیے فَرَطْ ہوں گے فرط اس چیز کو کہا جاتا ہے جو پہلے جا کے انتظام کرے۔آپ کا کوئی آدمی پہلے چلا گیا اس نے کوئی ہوٹل بک کیا مکان وغیرہ سب سیٹ کروایا اس کو عربی میں فرط کہتے ہیں اس لیے بچہ فوت ہو جائے تو اس کی دعا میں بھی ہے ''**اللّٰھم اجعلہُ لنا فَرَطاً**'' یعنی اے اللہ! اس کو میرے لیے آگے انتظام کا ذریعہ بنا دے کہ میں جب تیرے دربار میں پہنچوں تو میری بخشش کا سامان تیار ہو جائے تو فرمایا کہ جس کے تین بچے فوت ہو گئے وہ اس کے لیے فرط ہوں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اماں کو بڑا عجیب مزاج عطا فرمایا تھا اور یہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خصوصیت ہے اسی لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''**یا موفقہ**'' اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو لقب عطا فرمایا تھا ''**یاموفقہ**'' (اے توفیق دی ہوئی) یعنی تو فوراً ایسا سوال کر لیتی ہے کہ جس سے امت کا کام بن جاتا ہے۔عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر کسی کے دو بچے فوت ہوئے ہوں تو؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو تین کی قید لگا دی ہے۔فرمایا دو ہوں تو وہ بھی اس کے لیے فرط

ہوں گے تو عرض کیا اگر ایک فوت ہوا ہو تو ؟ فرمایا ایک بھی فرط ہے تو کہا کہ جس کا کوئی بھی بچہ فوت نہ ہوا تو وہ کیا کرے گا؟ فرمایا" **انا فرط اُمّتی علی الحوض**" کہ میں اپنی امت کے لیے پہلے جا رہا ہوں آنے والی امت کے لیے میں پہلے جا رہا ہوں کہ وہاں جا کر ان کی بخشش کا سامان کروں گا۔ میں حوضِ کوثر پر اپنی امت کا انتظار کروں گا تو "**متٰی القٰی اَحبابی**" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد میں آنے والوں کیلئے فرمایا کیونکہ یہ امت جس میں نے حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اوّل نمبر پر ہیں پھر انہیں کے صدقے قیامت تک کی امت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فدا ہے اللہ اور اس کے رسول کے نام پر مرتی ہے انہیں کے نام سے جیتی ہے یہ اس امت کی خصوصیت ہے۔

امت محمدیہ کا ایمان عاشقانہ ایمان

تو میرے دوستو! ہمارا ایمان خاص قسم کا ایمان ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی کیونکہ اس میں عشق ومحبت بھی شامل ہے یہ خشک ایمان نہیں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کو مانتے ہیں لیکن محبت نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لوگوں نے مانا اور پھر کہا "**فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ**" (سورۃ المائدہ آیت ۲۴) تو اور تیرا رب جا کر لڑیں ہم یہاں بیٹھے ہیں جب تم جیت جاؤ گے تو پھر مالِ غنیمت کے لیے ہم بھی آ جائیں گے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے کیا فرمایا" **اذھب انت وربّک فقاتلا انا معکما مقاتلون**" اے اللہ کے نبی! آپ جایئے آپ کا رب بھی ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں بلکہ دوسری روایت میں ہے کہ اگر آپ سمندر میں چھلانگیں لگانے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں بھی چھلانگ لگا دیں گے تو اس خاص ایمان کی وجہ سے جو اس امت کو نصیب ہوا ہے وہ شانِ محبت والا ایمان اور شانِ عشق والا ایمان تو اللہ تعالیٰ نے اسّی

مقامات پر قرآنِ مجید میں براہِ راست فرمایا ”یاایھا الذین اٰمنوا“ اے ایمان والو! اے میرے پیارو!

ظرف کی قیمت ظروف سے

دیکھیں کوئی بھی برتن لے لیں مٹی کا برتن لے لیں اس برتن کی قیمت اس کے اندر کی چیز کی وجہ سے کم اور زیادہ ہوگی اگر برتن میں عطر ہے تو بہت قیمتی ہے اس برتن میں ہیرا رکھا ہوا ہے تو وہ برتن اور قیمتی ہے اور اگر اس برتن کو رات کو پیشاب کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے کہ مریض ہے اٹھ کر جا نہیں سکتا ہے۔ تو بستر پر بیٹھے بیٹھے پیشاب کرتا ہے تو اس برتن کی قیمت ختم ہوگئی تو معلوم ہوا کہ مٹی کا جو ظرف اور برتن ہے اس کی قیمت اس کے اندر کے مظروف سے ہوگی۔

تو میرے دوستو! میرا اور آپ کا یہ تمام جسم مٹی کا ایک برتن ہے اس کی قیمت اس سے ہوگی کہ آپ کے اس برتن میں ہے کیا اگر اس برتن میں ظلمت، اندھیرا ہے اور گندگی ہے تو یہ حیوانیت سے بھی نیچے اور گھٹیا اور بے قیمت ہے۔ قرآن کریم نے کہا ” ”أُولَـئِکَ کَالأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَل“ (سورۃ الاعراف ۱۷۹) یہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو نہیں مانتے ہیں ان کے جسم کے برتن میں چونکہ کفر کی نجاست بھری ہوئی ہے کیونکہ فرمایا ”إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَس“ (سورۃ التوبہ آیت ۲۸) یہ مشرک نجس اور ناپاک ہیں اور فرمایا کہ ”أُولَـئِکَ کَالأَنْعَام“ کہ یہ (Anmial) جانوروں کی طرح ہیں ”بَلْ هُمْ أَضَل“ بلکہ جانورں سے بھی بدترین ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جانورں کو جس کام کے لیے پیدا کیا تھا وہ تو کررہے ہیں گائے کو دودھ کے لیے پیدا کیا وہ دودھ دیتی ہے کسی گائے نے کوئی ہڑتال نہیں کی اور اس کو گوشت کے لیے پیدا کیا بے چاری گوشت دیتی ہے اور ہم اس کو کھاتے ہیں مرغی کو جس کا م کے لیے بنایا وہ کرتی ہے انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے

لیے پیدا کیا تھا "**ان الدنیا خلقت لکم وانکم خُلقتم للآخرۃ**" (حدیث) پورا عالم تمہارے لیے پیدا کیا گیا ہے اور تمہیں آخرت لیے پیدا کیا گیا ہے۔

میرے دوستو! جتنی نعمتیں ہیں انسان سب سے زیادہ استعمال کرتا ہے شیر تو کچا گوشت کھاتا ہے لیکن انسان اس کا بھی قورمہ بنا رہے ہیں کبھی بریانی بنا رہے ہیں کبھی باربی کیو کر رہے ہیں ان سب نعمتوں سے انسان فائدہ اٹھا رہا ہے۔ گائے کو چارہ چاہیے اس نے تو کبھی گوشت نہیں کھایا اور شیر نے کبھی سبزی نہیں کھائی تو "**ان الدنیا خُلقت لکم**" پوری دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے تم دنیا کی ہر نعمت سے فائدہ اٹھاتے ہو کوئی ایسی نعمت نہیں ہے دنیا میں جس سے انسان فائدہ نہ اٹھاتا ہو یہاں تک کہ اگر زہر بھی ہے اس پوئزن کو بھی انسان اپنے فائدے کے لیے (Use) استعمال کرتا ہے۔

ایک سبق آموز واقعہ

اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا ہمارے والد گرامی مولانا مفتی نیاز محمد ترکستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ واقعہ سنایا تھا ہمارے والد صاحب ترکستان کے تھے چائنا میں شنجان کے علاقے سے آئے تھے دارالعلوم دیوبند میں رہے اور پھر مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والد صاحب کو وہاں سے بہاولنگر پنجاب پاکستان لے آئے اور ساری زندگی وہیں رہے تو وہ ایک واقعہ سناتے تھے کہ حکیم اجمل خان بہت بڑے حکیم گزرے ہیں حکیم صاحب بہت نبض شناس تھے دیکھتے ہی بتا دیتے تھے۔ جب یہ طبی آلات نہ تھے تو انسان کا دماغ کام کرتا تھا جب سے یہ آلات آئے تو اب انسان کا دماغ کام نہیں کرتا یہ دنیا کا اصول ہے جس چیز کو آپ استعمال کریں گے وہ آپ کو فائدہ دے گی جب استعمال نہیں کریں گے (Useles) ناقابل استعمال ہو جائے گی مثلاً اس ہاتھ کو آپ استعمال نہ کریں تو یہ کام کرنا چھوڑ دے گا اور اس کو

استعمال کریں تو پھر یہ کام کرتا رہے گا۔

تو پہلے زمانے میں لوگ عقل استعمال کرتے تھے وہ عقل سے ہی اندازہ کر لیتے تھے کہ اس کو کیا بیماری ہے نبض شناس ہوتے تھے۔آج ڈاکٹروں کو جب تک اوپر سے لے کر نیچے تک پورے ٹیسٹ نہ کرائیں اور جب تک اس کی رپورٹیں نہیں بنیں گی تو پتہ نہیں چلے گا آپ کو بیماری کیا ہے۔تو خیر حکیم صاحب بڑے نباض تھے نبض دیکھی تو کہا بھئی! آپ کا علاج نہیں ہے پس آپ جاؤ جتنے دن بھی زندگی ہے کھاؤ پیو آپ کو مرنا ہے مہینے کے اندر اندر تمہارا انتقال ہو جائے گا۔اب اس مریض کے دل پر بڑا بوجھ ہو گیا تو اس نے کہا کہ اب جب کل مرنا ہے پرسوں مرنا ہے تو میں ایسا کرتا ہوں کہ جنگل میں جا کر پڑ جاتا ہوں تا کہ جلد مر جاؤں تو جنگل چلا گیا وہاں اس نے کیا دیکھا کہ ایک انسانی کھوپڑی پڑی ہے اس میں بارش کا پانی جمع ہے اور ایک سانپ پانی پی رہا ہے تو اس شخص نے سوچا کہ میرا مرنا آسان ہو گیا اس کھوپڑی میں سانپ کا بچا ہوا زہریلا پانی پیوں گا ابھی مر جاؤں گا میں خودکشی کر لیتا ہوں جب سانپ چلا گیا تو جلدی سے پانی پی لیا پھر سوچا اب گھر جاتا ہوں تا کہ گھر والے میرے جنازے وغیرہ کا انتظام کریں گھر پہنچا تو پیٹ میں بہت تکلیف شروع ہو گئی اور اس کو ڈائریا ہو گیا اب دست پر دست آ رہے ہیں اور اس کے بعد الٹیاں شروع ہو گئیں تو کہا مجھے بھوک لگی ہے پہلے بھوک نہیں لگتی تھی پیاس لگی ہے پانی لاؤ ایک ہفتے میں بالکل لال سرخ اور موٹا تازہ ہو گیا۔

وہ شخص صحت مند ہونے کے بعد حکیم اجمل خان صاحب کے پاس غصے میں پہنچا دیہاتی آدمی تھا آیا کہا کہ مجھے آپ نے کہا تھا کہ میں مر جاؤں گا میں تو بغیر دوائی کے ٹھیک ہو گیا ہوں۔تو حکیم صاحب نے نبض دیکھی تو واقعی تمہیں تو کوئی بیماری نہیں ہے ماشاءاللہ پہلے سے زیادہ تم صحت مند ہو حکیم صاحب نے کہا سچ سچ بتاؤ تم نے یہاں

سے جانے کے بعد کیا کیا؟ دیہاتی نے سارا واقعہ بیان کیا۔ حکیم صاحب نے کہا دراصل تیرا علاج یہی تھا کہ انسانی کھوپڑی میں پانی ہو اور سانپ اس کو پیئے اور پھر تو وہ پانی پیئے لیکن اگر میں تجھے علاج بتا تا تو تو کسی کو قتل کرتا تو میں نے سوچا کہ خود تیرا ہی مرنا بہتر ہے کسی انسان کو قتل کرنے سے لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے خود ہی اسباب مہیا کر دیے۔

تو میرے دوستو! اللہ نے اگر زہر بھی پیدا کی ہے اس میں بھی انسان کے لیے کوئی نہ کوئی فائدہ رکھا ہے "ان الدنیا خلقت لکم وانکم خلقتم للآخرہ" دنیا کو انسان کے لیے پیدا کیا لیکن تم کس لیے آئے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہیں میں نے اپنے لیے پیدا کیا ہے تم دنیا کے لیے نہیں ہو تم میرے لے ہو دنیا تمہارے لیے ہے۔ اگر تم دنیا کے پیچھے بھاگو گے تو تم نے اپنے آنے کے مقصد کو پورا نہیں کیا۔

اندر کی مشین

تو میرے دوستو! میں اور آپ مٹی سے بنے ہیں اس لیے مٹی میں دفن ہو جاتے ہیں اس مٹی کا جو برتن ہے اس کی قیمت کس وجہ سے ہے ایمان کی وجہ سے ہے لہٰذا اب ہم کھائیں گے پیئیں گے دنیا کی چیزوں سے فائدہ اٹھائیں گے تو وہ چیزیں ہمارے ایمان میں اضافے کا ذریعہ ہونا چاہیے اگر اضافہ نہیں ہو رہا ہے تو اس کا مطلب ہے ہمارے اندر کی ایمان کی مشین (Weak) کمزور ہوگئی ہے۔ شہد کی مکھی جس کو (Bee) کہتے ہیں یہ کیا کرتی ہے؟ پھول سے رس کو لیتی ہے تو اس کے اندر شہد بنتا ہے اس لیے کہ اس کے اندر کی مشین شہد بناتی ہے اور بتیہ (بھڑ) کی خوراک بھی وہی پھول ہیں (Fead) خوراک دونوں کی ایک ہی ہے وہ پھولوں کے رس کو چوستا ہے لیکن اس کے اندر جا کر وہ (Poizen) زہر بنتا ہے تو اندر کی مشین کا فرق ہے۔
اسی طرح ہرن گھاس کھاتا ہے اور اس کے نافے میں وہی گھاس مشک بنتا ہے

کتنا قیمتی ہے اور وہی گھاس بکری کھاتی ہے تو مینگنیاں کرتی ہے اس میں سے کبھی آپ کو مشک نہیں ملے گا کیونکہ اس کے اندر کی مشین مشک بنانے والی نہیں ہے۔ مومن کی اندر کی ایمان کی جو مشین ہے تو اس کو جب دنیا ملتی ہے تو وہ اندر جا کر نور بناتی ہے اگر دل میں ظلمت اور اندھیرے آجائیں تو سمجھو اندر کی مشین خراب ہے۔

فضل الٰہی

تو میرے دوستو! میری اور آپ کی قیمت ایمان کی وجہ سے ہے الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بغیر محنت کے اپنے فضل سے ایمان عطا فرمایا۔ میرے شیخ تو فرماتے ہیں کہ صرف ہمیں ایمان کی دولت نہیں ملی بلکہ ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کو ایمان عطا کرنے کی ضمانت دیدی کیونکہ ہر پیدا ہونے والا بچہ اپنے بڑوں کے مذہب پر ہوتا ہے۔ دیکھیں بچہ بڑا ہوتا ہے تو کلمہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کا نام سیکھتا ہے آپ کے ساتھ نماز پڑھتا ہے آپ کو دیکھ کر وہ خود بخود ایمان پر آتا چلا جاتا ہے۔

تقویٰ اور ایمان کی حفاظت

میرے دوستو! ہم اس ایمان کی حفاظت کیسے کریں۔ آدمی جب بھی کوئی قیمتی چیز حاصل کرتا ہے تو اس کی حفاظت کی فکر کرتا ہے ایک آدمی نے ڈالر کمائے تو وہ فکر کرتا ہے کہ اس کو کہاں رکھا جائے تا کہ چوری نہ ہوں کوئی چور اس کو لے نہ جائے تو آدمی اس کے لیے تجوری بنواتا ہے اس میں رکھتا ہے یا بینک میں جا کر جمع کرا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا اے ایمان والو! یہ ایمان بڑا قیمتی ہے میں تمہیں اس کی حفاظت کا طریقہ بتاتا ہوں "اتقو اللّٰہ" تقویٰ اختیار کرو گناہوں سے بچو گناہ چھوڑ دو جب تم گناہ کرنا چھوڑ دو گے تو تمہارا ایمان محفوظ ہو جائے گا آنکھ گناہ کرتی ہے کان اور زبان گناہ کرتے ہیں ہاتھ پاؤں گناہ کرتے ہیں اور ایمان دل میں ہے ایمان کی جگہ یہ ہے ہم نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں حج کرتے زکوٰۃ دیتے یہ اسلام ہے ایمان اندر ہوتا

ہے اس لیے جب آدمی مرنے لگتا ہے تو کیا دعا پڑھتے ہیں "**اللّٰھم من احییتہ منا فاحیہٖ علی الاسلام**" اے اللہ! ہم میں سے جس کو زندہ رہنا ہے اس کو اسلام پر زندہ رکھ کیا مطلب پریکٹس کرے نماز پڑھے روزے رکھے حج کرے زکوٰۃ دے غرض ساری طاعات بجالائے "**ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان**" اور جس کو تو موت دے اس کو ایمان پر موت دے کیا مطلب کہ اب مر رہا ہے اب اعمال نہیں کرسکتا اب عملی زندگی ختم ہورہی ہے۔ اب اس کے ایمان کی حفاظت فرمایئے کہ اب یہ ایمان کے ساتھ آپ کے پاس پہنچے تو جنازہ کی اس دعا سے فرق معلوم ہوگیا کہ اسلام الگ چیز ہے ایمان الگ چیز ہے زندہ ہو تو اسلام پر زندہ رکھ اور اگر موت دے تو ایمان پر کہ اب مرنے لگا ہے اب عمل کرنے کا وقت نہیں رہا نماز نہیں پڑھ سکتا روزہ نہیں رکھ سکتا کیونکہ موت آرہی ہے اب اپنے ساتھ کیا لے جائے گا یہاں اس سینے میں ایمان لے جائے گا اس لیے کہتے ہیں مومن کی دولت یہاں ہے باہر نہیں ہے باہر کی دولت تو ایک شہر سے دوسرے شہر بھی نہیں جاتی۔ زامبیا میں تمہاری فیکٹری ہے۔ تو وہ فیکٹری یہاں سے سعودیہ نہیں جاسکتی زامبیا سے ملاوی نہیں جاسکتی تو قبر میں جائے گی؟ وہ تو دنیا میں ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاتی لیکن ایمان وتقویٰ یہ دولت وہ دولت ہے جو ہر جگہ آپ کے ساتھ ہے قبر کے باہر بھی قبر کے اندر بھی حشر میں بھی۔

تقویٰ کیسے آئے

تو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی حفاظت کا طریقہ بتلایا فرمایا "**اتقوا اللّٰہ**" تقویٰ اختیار کرو گناہ چھوڑ دو کیونکہ تمام اعضاء جسمانیہ بارڈر کی حیثیت رکھتے ہیں آنکھ ایک بارڈر ہے کان بارڈر ہے زبان بارڈر ہے ہاتھ پاؤں بارڈر ہیں اور قلب انسانی (Captile) ہے جب جنگ ہوتی ہے تو حملہ کیپٹل (دارالحکومت) پر نہیں ہوتا بلکہ بارڈر اور ملک کی سرحدات پر ہوتا ہے اگر دارالحکومت پر حملہ ہوجائے تو پھر تو سمجھو کیپٹل

ختم تو ملک ختم۔

تو تقویٰ کا مطلب کیا ہے کہ سرحدات کی حفاظت کرو بارڈر پر لڑائی لڑو گناہ سے بچنے میں ساری جان لڑا دو تا کہ کیپٹل (دل) محفوظ رہے جس میں ایمان کا خزانہ ہے۔ شیطان دشمن کہے آنکھ سے گناہ کر تو مقابلہ کرو کہ نہیں دیکھوں گا گناہ کی طرف وہ کہے زبان سے گناہ کر تم کہو نہیں کروں گا وہ کہے ہاتھ سے غلط کام کر کہہ دو کہ نہیں کروں گا پاؤں سے غلط چل کہہ دو نہیں چلوں گا تو تمہارا جھگڑا بارڈر پر رہے گا کیپٹل میں تمہارا ایمان محفوظ رہے گا اور اگر گناہ کرو گے تو پھر شیطان دل پر حملہ کرے گا۔

آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کوئی نماز پڑھنے آ رہا ہو اور شیطان نے اس کی گاڑی پنکچر کر دی ہو گاڑی کے ٹائر میں کیل ماری ہو کہ نماز کے لیے نہ جا سکو وہ ہمیشہ دل پر حملہ کرتا ہے وہ بہت شاطر ہے بہت بدمعاش ہے اسے پتہ ہے کہ ایمان اگر ختم ہو گیا تو اس کی نماز رہے گی نہ روزہ رہے گا کچھ بھی نہیں رہے گا اس لیے حدیث شریف میں آتا ہے کہ شیطان انسان کی پشت کی جانب سے اپنی سونڈ داخل کرتا ہے جیسے ہاتھی کا سونڈ ہوتا ہے ب دیکھتا ہے کہ اس کا دل غافل ہے اور دل میں اندھیرا ہے نور سے خالی ہے تقویٰ کا نور نہیں ہے ذکر اللہ کا نور نہیں ہے تو ایسے دل میں وہ وسوسے ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک ڈالتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں شک ڈالتا ہے ایمانیات کے متعلق شک ڈالتا ہے کیونکہ دل میں ظلمت ہے۔ یاد رکھو! وسوسے آنا شک وشبہ پیدا ہونا دلیل ہے کہ اس کے دل میں اندھیرا ہے اگر روشنی ہوتی تو کوئی وسوسہ نہ کرتا جب انسان کے دل میں اندھیرا ہوتا ہے تو شیطان وسوسے ڈالتا ہے اور جب دل میں ذکر اللہ کی لائٹ روشن ہو جاتی ہے تو شیطان کبھی قریب نہیں آتا۔

ایک شخص کا قصہ

ہندوستان میں ایک شخص تھا وہ قرآن پر اسلام پر اور پیغمبر علیہ السلام پر اشکالات

کرتا تھا الٹے سیدھے سوالات کرتا علماء کے پاس جاتا ان کو بھی دق کرتا غلط غلط وسوسے اور اشکالات اس کے دل میں آتے تھے تو اس کو کسی نے کہا کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے بڑے علماء کے بھی استاذ اور پیر و مرشد ہیں وہ تیرے سوالوں کا جواب دے سکتے ہیں وہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گیا حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ایک مہینے تک سوال کی اجازت نہیں ہے۔ میرے ساتھ رہو ایک ماہ کے بعد جو چاہے سوال کرنا جواب دوں گا ایک مہینے تک خانقاہ میں دال روٹی کھاؤ۔ ایک ماہ ہوگیا۔ اللہ والے کی صحبت تھی ان کی نظر عنایت تھی دل کے اندھیرے چھٹ گئے ایک ماہ کے بعد اس کی ظلمت قلب نور میں تبدیل ہوگئی۔

ایک ماہ بعد حاجی صاحب نے پوچھا کیا سوالات اور اشکالات ہیں؟ تو سوچ کر کہنے لگا خدا کی قسم میرے دل میں کوئی سوال ہی نہیں ہے اور کہا حضرت! یہ کیسے ہوا ایک مہینہ پہلے تو ایسے ایسے سوالات تھے لیکن اب دل سوالات سے خالی ہے فرمایا تیرے دل میں اندھیرا تھا تو ان فقیر اور درویشوں کے پاس رہا اللہ تعالیٰ نے اندھیرے روشنیوں میں بدل دیے جب روشنی آ گئی تو کوئی سوال نہیں کوئی اشکال نہیں ہے ہر چیز میں اللہ کی حکمتیں کھلی نظر آتی ہیں

اس لیے میرے شیخ فرماتے ہیں ؎

چھایا ہے دل پہ جب سے تری یاد کا عالم
ہر ذرہ مجھ مظہرِ جاناں نظر آیا

متقی کی خطا

تو میرے دوستو! تقویٰ کے بغیر ایمان نہیں بچتا یاد رکھو! جو آدمی گناہ کرتا ہے بعد میں شیطان اس کے ایمان کو ٹارگٹ کرتا ہے اور اگر تقوی ہوگا تو شیطان سے لڑے گا

گناہ ہوجائے گا تو توبہ کرے گا"اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ"(سورۃ الاعراف آیت ۲۰۱) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں متقی اور نیک آدمی سے بھی گناہ ہوسکتا ہے لیکن کیا کرتا ہے "تذکّروا" گناہ ہوا اس کو اپنا رب یاد آجاتا ہے تو وہ توبہ کرتا ہے اللہ تو مجھے معاف کردے مجھ سے غلطی ہوئی "فاذاھم مبصرون" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم دوبارہ راستہ دکھادیتے ہیں اس لیے کہ گناہ سے معصوم ہونا پیغمبروں کا کام ہے۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاذ امام الحرمین ابن الجوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دعا کرتے تھے یا اللہ! مجھے معصوم بنادے کئی سال تک یہ دعا مانگتے رہے کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو ایک رات تہجد میں اٹھ کر دعا کررہے تھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ کیا ایک ہی راستہ رہ گیا ہے مجھ تک آنے کا؟ کیا توبہ کا راستہ نہیں ہے؟ تو عصمت کے راستے سے ہی آنا چاہتا ہے توبہ کا دروازہ بھی تو ہے تو ادھر سے کیوں نہیں آجاتا"اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ"(سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۲) میں توبہ کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہوں۔

تو میرے دوستو متقی آدمی سے اگر گناہ ہوجاتا ہے تو گویا بارڈر پر حملہ ہوا ہے توبہ کرلی کیپٹل محفوظ رہا مثلاً ہاتھ سے گناہ ہوا تو گویا دشمن اس بارڈر سے حملہ آور ہوا اس نے فوراً توبہ کرکے اس کو (Finsh) ختم کردیا آنکھ سے غلطی ہوگئی تو توبہ کرلی زبان سے ہوگئی توبہ کرلی۔

گناہ کے بعد نیکی

حدیث شریف میں آتا ہے **واتبع السیئة الحسنة تمحوها** کہ انسان کو چاہیے کہ جونہی اس سے غلطی ہو فوراً کوئی نیکی کرلے وہ نیکی اس گناہ کے اثر کو فوراً مٹا دے گی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کلمہ طیبہ بھی نیکی ہے؟ فرمایا کہ یہ تو بڑی نیکی ہے

آنکھ سے غلطی ہوئی 'لاالہ الا اللّٰہ' پڑھ لیا آنکھ کی غلطی فوراً معاف زبان سے غلطی ہوئی کلمہ پڑھ لیا دل میں کوئی خیال آیا فرمایا کلمہ پڑھ لیا ظلمت ختم نور آ گیا۔

میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ ہماری خواتین (Ladys) بہت ہوشیار ہیں اگر چائے کپڑوں وغیرہ پر گر جائے فوراً وہاں نمک ڈالتی ہیں آپ کے ہاں تو پتہ نہیں کیا رواج ہے ہمارے ہاں تو نمک ڈال دیتی ہیں۔ کہتی ہیں داغ نہیں جمے گا آپ دھوئیں گے یا نمک ڈال دیں گے تو پتہ بھی نہیں چلے گا چائے گری تھی۔ میں نے کہا واہ اگر ہمیں سمجھ میں آ جاتا ہے کہ ہماری روح پر گناہ سے بھی ایک داغ پڑتا ہے فوراً اس پر کیوں نہ توبہ واستغفار کا نمک ڈالے تا کہ داغ جمنے نہ پائے لیکن نفس کہتا کر لیں گے توبہ گناہ تو چھوٹتے نہیں ہیں تو توبہ کا کیا فائدہ۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے کہا حضرت گناہ تو چھوٹتے نہیں اب توبہ کب تک تو فرمایا گناہ بری چیز ہے یا اچھی؟ کہا بہت برا ہے۔ تو فرمایا توبہ استغفار کرنا اچھا ہے یا برا؟ کہا اچھا ہے۔ فرمایا کہ برا کام تو چھوڑتا نہیں ہے اچھا کیوں چھوڑتا ہے جب برا نہیں چھوٹتا تو اچھا بھی نہ چھوڑو جب دونوں کام ساتھ ساتھ چلتے رہیں تو اس کی برکت کیا ہوگی اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ پکی توفیق توبہ دے دیں گے استقامت علی التوبہ نصیب فرما دیں گے لیکن غفلت کے ساتھ رہنا اسی حال میں موت آ جائے تو خدا کو کیا منہ دکھائے گا توبہ کر کے مرنا استغفار کر کے مرنا بھی سعادت ہے۔

حکیم الامت کا ارشاد

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ واقعی حکیم الامت تھے فرمایا روزانہ رات کو سارے گناہوں کی معافی مانگ لیا کرو اگر کسی دن مر گئے تو ایک ہی دن کا حساب دینا

پڑے گا پچھلا سب ڈھل گیا کھاتہ ختم ہو گیا تو کیسے پتے کی بات ارشاد فرمائی ورنہ دس سال کا حساب لاؤ پچاس سال کا حساب لاؤ روزانہ کہو یا اللہ! آج دن بھر جتنے گناہ ہوئے تو مجھے معاف کر دے رو رو کے اپنے رب کو منا لو۔ میرے دوستو! اگر اسی دن فوت ہو گیا تو اسی ایک دن یا آدھے دن کا حساب ہوگا وہ تو ویسے ہی معاف فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو ہم سے معافیاں مانگتے رہتے ہیں ہم وہ بھی معاف کر دیتے ہیں اور ہم بہت سے گناہ بغیر معافی مانگے کے بھی معاف کر دیتے ہیں۔

تو قرآنِ کریم نے کہا ایمان کیسے بچے گا "اتقو اللّٰہ" تقویٰ کے ساتھ بچے گا اگر آدمی گناہ سے نہیں بچتا پھر باری ایمان کی ہے جب بارڈر لائن تمہاری (Un Safe) غیر محفوظ ہوگئی تو اب تمہارا کیپٹل جس میں ایمان کی دولت ہے وہ خطرے میں پڑ جائے گا اور شیطان کا حملہ اس پر آسان ہو جائے گا جب ایمان نہ رہا تو پھر کچھ نہیں ہے کوئی قیمت نہیں ہے یہ مٹی ہے جس میں پیشاب پاخانہ بھرا ہوا ہے۔

صالح اور طالح

میرے دوستو! خواہ دنیا واہ واہ کرے یہ مر جائے گا مٹی میں چلا جائے گا اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ دیکھو قبرستان میں بڑے بڑے بادشاہ پڑے ہوئے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ نیک لوگوں کے لیے پھر بھی لوگ دعائیں کر رہے ہیں یہ عجیب بات ہے۔ میں ایک تجربے کی بات بتاتا ہوں دیکھو کسی بھی نیک آدمی کا ذکر کرو گے تو دعا کرو گے یا نہیں بتاؤ! فلاں عالم بڑا نیک تھا اللہ تعالیٰ ان کی قبر نور سے بھر دے حالانکہ وہ خود اتنا کچھ ساتھ لے گیا ہے۔

کہ آپ دعا نہ بھی کریں تو بھی اس کے پاس بہت کچھ ہے اس کی اپنی نیکیاں بہت ہیں لیکن چونکہ خدا پر زندگی فدا کی اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل اس کی محبت میں ایسے گرفتار کیے کہ اس کے جانے کے بعد دعا کر رہے ہیں اور جو بدمعاش مرا گناہ

کرتے ہوئے مرا تو حالانکہ اس کو دعا کی زیادہ ضرورت ہے اس کو جوتیاں پڑ رہی ہیں قبر میں لیکن کوئی دعا کرنے کو تیار نہیں ہے کیونکہ جب وہ خدا سے پھرا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دلوں کو پھیر دیا جب کوئی خدا کا بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لیے اس کے لیے ایک سلسلہ جاری فرمادیتے ہیں آپ التحیات میں کیا پڑھتے ہیں؟ ''**السلام علینا وعلیٰ عباد اللّٰہ الصّالحین**'' پوری دنیا میں کہیں بھی کوئی صالح نیک انسان ہوگا پوری دنیا کے نمازیوں کی دعائیں اس نیک انسان کو ملتی ہیں۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا فارمولا بنادیا اور التحیات میں ایسی دعا سکھادی ''**السلام علینا وعلیٰ عبادۃ اللّٰہ الصالحین**'' میں اور آپ اگر صالح ہوجائیں پورے عالم کی دعائیں مجھے اور آپ کو ملیں گی کوئی دعا نہ کرے خو بخود ملے گی کیونکہ صالحین کی پارٹی میں رجسٹرڈ ہوگئے تو کیوں نہیں دعا ملے گی۔

میرے دوستو! اس لیے گناہ سے بچنے کے لیے پوری کوشش کرتا رہے گناہ ہوجائے توبہ کرلے استغفار کرلے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے۔

صحبت صالحین

آخری بات اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں فرمائی **وکونوا مع الصاقین**' کہ سچے اللہ والوں کے ساتھ رہو ان کے ساتھ رہو اپنی صحبتوں کو (**Change**) تبدیل کرو یاد رکھو خانقاہوں کا مقصد تبلیغی جماعت کا مقصد یہی ہے اپنے ماحول کو چینج کرو وہاں جاؤ تاکہ تقویٰ کی دولت ملے اور پھر اس دولت کو تم آگے پھیلاؤ کیونکہ مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

نفس خود را کش جہانے زندہ کن

اگر تو اپنے نفس کو مارلے گا ایک جہاں ایک زمانہ تیرے ذریعے زندہ ہوجائے گا اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی تیرے ذریعے ایمان اور تقویٰ عطا فرمادیں گے۔ ایک انسان

سے ہزاروں انسانوں کو ہدایت مل جاتی ہے۔ حضراتِ صحابہ کرام کوئی زبانیں نہیں جانتے تھے نہ انگریزی آتی تھی اور نہ کچھ اور چین میں موجود ہیں افریقہ میں موجود دنیا کے کس براعظم پر صحابہ نہیں ہیں وہ زبانوں سے واقف نہیں تھے لوگ انہیں دیکھتے تھے ایمان لے آتے تھے ان کے دل میں نور تھا اس لیے کہتے ہیں اللہ والے جہاں آتے جاتے ہیں یہ کوئی تقریر بھی نہ کریں ان کے آنے جانے سے جگہ کی (Dark ness) اندھیرا ختم ہونا شروع ہو جاتا ہے جب اندھیرا ختم ہو جاتا ہے تو لوگوں کے دل خود بخود خیر کی طرف مائل ہونا شروع ہو جاتے ہیں کیونکہ شیطان کا قبضہ ختم ہو جاتا ہے ہر ایک پر تو شیطان کا قبضہ ہے۔

ابن قیم الجوزی کا فرمان

ابن القیم الجوزی رحمہ اللہ علیہ بہت بڑے آدمی تھے آٹھویں صدی ہجری کے آدمی ہیں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں ان سے ایک سوال کیا گیا وہ سوال عام طور پر ہم لوگ بھی کرتے ہیں کہ یہ جنات وغیرہ مسلمانوں کو ہی چمٹتے ہیں جب دیکھو آسیب کی شکایات ہیں یہ کافروں کو نہیں چمٹتے۔ تو اس زمانے میں کسی نے ان سے سوال کیا کہ کافروں کو کوئی شکایت نہیں کسی عیسائی نے نہیں کہا کہ مجھ کو جن چمٹ گیا ہے یہودی نے نہیں کہا مسلمانوں کو بہت شکایت ہے تو عجیب بات فرمائی کہ ان کو تو شیاطین و جنات چمٹے ہوئے ہیں مستقل اگر وہ شیاطین سے بچے ہوئے ہوتے تو وہ ایمان نہ لے آتے؟ ہمیں تو کبھی چمٹتا ہے اس لیے ہمیں پتہ چل جاتا ہے ان پر تو مستقل چمٹا ہوا ہے ”أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِيْنَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا“ (سورۃ مریم آیت ۸۳) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم شیاطین کو کفار پر مسلط کر دیتے ہیں ہر وقت گناہ کے اندر اور کفر کے اندر ان کو گراتے رہتے ہیں بیٹھنے نہیں دیتے ہر وقت کفر کے کام ان سے کراتے رہتے ہیں تا کہ جہنم کے نچلے طبقے میں جائیں کیونکہ

کافروں کے لیے بھی بہت سے طبقات ہیں جہنم میں تو ان کے لیے بھی شیطان کوشش کرتا ہے کہ ہلکا عذاب نہ ہوان کو سخت عذاب ملے اور جہنم کے اس طبقے میں ان کو گرادیا جائے کہ جہاں پر سارے معذبین کا گند پیپ اور لہو گرتا ہے "تـؤ ذهـم ازا" حالانکہ کفار شیطان کو مانتے ہیں لیکن شیطان ان کو بھی جہنم کے سخت عذاب تک لے جانا چاہتا ہے اس سے کفر میں بھی گناہ کراتا ہے۔

اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عادل کافر کو عذاب کم ہوگا بنسبت ظالم کافر کے کیونکہ عدل کی وجہ سے اس کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔ جہنم کے سات طبقات ہیں گنہگار مسلمان کے لیے تو صرف ایک طبقہ ہے اور وہ بھی عذاب کے لیے نہیں بلکہ صفائی کے لیے ہے۔

تعذیب یا تہذیب

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسلمان کو جہنم میں تعذیب نہیں تہذیب کے لیے ڈالا جائیگا ڈرائی کلینگ (Dri cleaning) کی جائے گی اس لیے دنیا سے ہی ڈرائی کلینگ کروا کر جائے تاکہ جاتے ہی حور کے ساتھ شادی ہو جائے۔ بھئی! جب آپ کی شادی ہوئی تھی تو آپ گھر سے تیار ہو کر گئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو! دنیا سے تیار ہو کر آؤ تاکہ آتے ہی حوروں سے تمہاری شادی کرادیں ورنہ تمہیں ڈرائی کلینز کے لیے جہنم میں ڈالنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اللہ تعالیٰ حفاظت کرے دنیا میں آدمی توبہ کر لیتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے ایک تو بہ کا لفظ منہ سے نکلتا ہے اللہ! مجھے معاف کردے فوراً گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے مکھی کے سر جتنا آنسو آدمی کی آنکھ سے نکلتا ہے پھر وہ اس کو اپنے چہرے پر مل لیتا ہے فرمایا جہاں جہاں وہ آنسو لگے گا اللہ تعالیٰ اس جگہ کو جہنم پر حرام فرما دیتے ہیں۔

تو ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا پیارا جواب دیا کہ کافروں پر تو مستقل شیطان مسلط ہے ان کو موت تک ہوش نہیں آنے دیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ایمان لاتے۔

صحبت کے اثر پر شیر کا قصہ

تو فرمایا کہ تقویٰ کی دولت کہاں سے ملے گی " وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ " (سورۃ التوبہ آیت ۱۱۹) سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرو اپنی صحبت کو چینج کرو نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھو اٹھو تا کہ تم میں تقویٰ آ جائے۔ ایک مثال بیان کر کے اپنے مضمون کو (Close) ختم کرتا ہوں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی تھا بکریاں چرایا کرتا تھا تو اس کو شیر کا بچہ مل گیا وہ لے آیا اور بکری کے دودھ پر اس کو پالنا شروع کیا وہ بڑا ہو گیا وہ سمجھتا تھا کہ بکری میری ماں ہے اور وہ بکری کی طرح بولتا تھا میں میں کرتا وہ بڑا ہو گیا جوان ہو گیا اور سمجھتا تھا کہ میں بکری ہوں تو ایک دن وہ چرواہا اپنی بکریاں چرانے جنگل لے گیا تو ایک شیر وہاں اپنی خوراک کی تلاش میں نکل آیا وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ بکریوں میں شیر پھر رہا ہے اور بکریاں ڈرتی نہیں ہیں تو سوچا کہ عجب شیر ہے آج میں اس شیر کو شکار کروں گا اس نے حملہ کیا بکریاں بھاگ گئیں اور اس نے شیر کو پکڑ لیا تو وہ بھی ڈر گیا اور میں میں کرنے لگا تو شیر نے سوچا یہ عجیب ہے ہے بھی شیر اور بکری کی طرح میں میں کرتا ہے تو اس نے دو چار تھپڑ اس کو لگائے اور کان پکڑ کر کہا چل میرے ساتھ اسے صاف پانی کے گھاٹ پر لے گیا جب اس نے پانی کے اندر دیکھا تو خیال آیا کہ میری شکل تو اس کی طرح ہے جیسے یہ ہے ویسے میں ہوں یہ تو میرا ابا ہے تو اس کے اندر کا شیر بیدار ہوا۔ غرغر کی آواز نکلنے لگی تو سوچا او وہ میں تو بھول گیا تھا بکریوں کی صحبت میں میں تو کوئی اور چیز ہوں۔

میرے شیخ فرماتے ہیں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کہ

ہم لوگ رات دن ان لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں جو رات دن گناہ کرتے ہیں ہم کہتے ہیں یار گناہ سے کون بچ سکتا ہے کرتے رہو۔ فرمایا خدا کے شیروں کے ساتھ جس دن ملاقات ہوگئی تو تمہارے اندر کا مومن بیدار ہوجائے گا چال ڈھال بدل جائے گی وہ نفس وشیطان کو کہے گا خبردار! مجھے تو نے بکری بنایا ہوا تھا بدبخت اب تو میرے قریب آکر دیکھ میں دیکھتا ہوں تجھے کیسے مجھے بکری بناتا ہے۔

تو میرے دوستو! "**کونو مع الصادقین**" نیک لوگوں کے ساتھ رہو ہر مومن اللہ تعالیٰ کے راستے کا شیر ہے جو نفس وشیطان کو شکست دے سکتا ہے وہ شیر تمہارے وجود میں بیدار ہوجائے گا شیروں کے ساتھ رہ کر۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کا ولی بن کے دنیا سے جانا ہے اللہ تعالیٰ کا دوست بن کر جانا ہے اور دوستی تقویٰ سے ملے گی اور تقویٰ جب آئے گا تو ایمان بچے گا ایمان بچے گا تو سب کچھ لے کر جائیں گے اگر ایمان نہیں بچا کچھ بھی نہیں ہے۔

والد صاحبؒ کا فرمان

ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرض الوفات میں حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مولانا! اگر آدمی ایمان بچا کر لے گیا تو پھر پہاڑ جیسے گناہ بھی ہوں پرواہ نہیں کیونکہ بخشش کی امیدیں لگ گئیں اگر ایمان ہی نہ رہا تو پھر کچھ بھی نہیں حضرت والد صاحبؒ ہمیشہ خاتمہ بالایمان کی دعا کرتے اور دوسروں کو بھی یہی دعا دیتے تھے

عبرتناک واقعہ

میرے شیخ نے فرمایا کہ ان کے محلے میں ایک آدمی تھا رات دن گناہ کرتا شراب پیتا رنڈی بازی کرتا ہر طرح کی بدمعاشی کرتا لوگ کہتے تیری عمر پچاس سال ہوگئی چھوڑ دو۔ کہتا او جاؤ مولوی صاحب! ہمیں مزے کرنے دو۔ چند دن بعد اٹیک ہوگیا

ہسپتال میں (Admit) داخل ہوگیا تو لوگ پہنچے کہا اب توبہ کرلے اب تو مر ہی رہا ہے تو کیا کہتا ہے ہر لفظ زبان سے نکل رہا ہے (Tae) چائے لاؤ بسکٹ لاؤ سب کچھ بول سکتا ہوں لیکن یہ جو لفظ تم کہہ رہے ہو جب میں بولنے لگتا ہوں تو میرا کوئی گلا پکڑ لیتا ہے مجھے بولنے نہیں دیتا میں لفظ کہنا چاہتا ہوں جو تم کہہ رہے ہو لیکن زبان کوئی پکڑ لیتا ہے خدا نے توفیق توبہ کا دروازہ بند کردیا اسی حالت میں دنیا سے چلا گیا۔

میرے دوستو! ایمان بچے گا تقویٰ سے ایمان کی حفاظت تقویٰ سے ہوگی اور تقویٰ آئے گا نیک لوگوں کی صحت سے بس اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمدللّٰہ ربّ العالمین.

دعا

أللّٰھم لک الحمد کما أنت أھلہ وصل علٰی محمد کماأنت أھلہ وأفعل بنا کما أنت أھلہ فانّک أنت أھل التقویٰ وأھل المغفرۃ ربّنا ظلمنا أنفسنا وان لم تغفرلناوترحمنا لنکونن من الخاسرین.

أللّٰھم إنّا نسئلک الھدیٰ والتقویٰ والعفاف والغنٰی أللّٰھم أحسن عاقبتنا فی الأمور کلھاوأجرنا من خزیِ الدنیا وعذاب الاٰخرہ أللّٰھم أرنا الحق حقًا وارزقنا اتباعہ وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ یاحیُّ یا قیّومُ برحمتک نستغیث أصلح لنا شأننا کلہ ولا تکلنا إلٰی أنفسنا طرفۃ عین أَللّٰھم واقیۃ کواقیۃ الولید. أَللّٰھم واقیۃ کواقیۃ الولید. أَللّٰھم واقیۃ کواقیۃ الولید.

یااللہ! ہم سب کوتو اللہ والا فرما ہمارے گھر والوں کو بال بچوں کو اللہ والا بنادے پورے عالم اسلام کو اللہ والا بنادے کافروں کو بھی ایمان کی توفیق عطا فرما یا اللہ!

کائنات کے ذرّے ذرّے پر اپنے رحم کی بارشیں فرمایا اللہ! عافیت وکرم کا معاملہ فرما امت مسلمہ کے ساتھ کرم کا معاملہ فرما ہر ہر مسلمان کے ایمان کی حفاظت فرما یا اللہ! ہمیں تقویٰ کی دولت نصیب فرما معیت صادقین ہمیں نصیب فرما یا اللہ! ہمارے والدین اور عزیز واقارب جو دنیا سے جا چکے ہیں سب کی مغفرت فرما جو زندہ ہیں ان کی عمریں دراز فرما۔ یا اللہ! ہمارے گھر والوں بال بچوں کو سب کو عافیت نصیب فرما یا اللہ! تمام بیماروں کو شفا عطا فرما پریشان حال دوستوں کی پریشانیوں کو دور فرما یا اللہ! ہمارے مسائل کو حل فرما ہمارے مصائب کو دور فرما ہماری حاجات کو پورا فرما یا اللہ! دین کی نسبت سے جتنا بھی کام ہور ہا ہے اس کو تو قبول فرما، یا اللہ! اس ملک کے رہنے والوں کو سب کو ایمان کی دولت نصیب فرما اور جو ایمان والے ہیں ان کو ایمان کی حفاظت کی توفیق عطا فرما اور ان کے ایمان کی حفاظت فرما اعمال کی حفاظت فرما یا اللہ عافیت وکرم کا معاملہ فرما۔

ربّنا تقبل منا انّک أنت السمیع العلیم وتب علینا انّک أنت التواب الرحیم وَصَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی خیر خلقہ محمد وآلِہ وصحبہ اَجمعین برحمتک یاارحم الراحمین.

دعوت طعام

عشاء کی نماز حضرت شیخ نے مسجد عمر میں ادا کی اس کے بعد محمد بھائی پانڈور کے گھر کھانے کی دعوت تھی محمد بھائی پانڈور مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم خلیفہ مجاز عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم استاذ الحدیث دارالعلوم آزادول جنوبی افریقہ کے مرید خاص ہیں، بہت محبت والے آدمی ہیں انہوں نے اپنے گھر پر بہت سے دوستوں کو بھی مدعو کر رکھا تھا ان میں صدر زامبیا (Zambia) کے مشیر بھی تھے وہ اگرچہ عیسائی تھے لیکن فن تصوف میں دلچسپی

رکھتے تھے انہوں نے حضرت شیخ سے تصوف کے بارے میں کچھ سوالات بھی کیے جس سے حاضرین کو بہت فائدہ ہوا وہاں مختصر نشست کے بعد حضرت شیخ اپنی رہائش گاہ سلیمان بھائی کے گھر تشریف لے آئے سلیمان بھائی کے گھر پہلے سے لوگوں کی اچھی خاصی تعداد جمع تھی جو حضرت شیخ کی صحبت میں بیٹھنے کے لیے آئے تھے ان میں علماء بھی تھے حضرت شیخ اس ملک کے حالات واقعات لوگوں کے رہن سہن اور دیگر باتوں کے بارے میں ان سے معلومات لیتے رہے اور اسی پر کچھ ارشاد بھی فرماتے رہے سلیمان بھائی نے بتایا کہ ان کے پاس ایک کرسی ہے جو انسان کو دباتی اور مساج کرتی ہے چنانچہ وہ لائی گئی اور حضرت شیخ اس پر بیٹھے حضرت شیخ کو بہت آرام ملا اور بہت مزہ آیا پھر تو جب بھی وعظ و بیان سے فارغ ہو کر آتے تو اس کرسی کی خدمت سے لطف اندوز ہوتے بہر حال رات ساڑھے دس بجے مجلس ختم ہوئی

۱۶ مارچ ۲۰۱۰ بروز منگل

درس قرآن بعد نماز فجر در مسجد عمر

حضرت شیخ نے فجر کے بعد اس آیت مبارکہ پر درس قرآن دیا

درس قرآن

اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی علامات

مقام   عمر مسجد لوساکا

تاریخ ووقت   16 مارچ 2010ء بروز منگل

بعد نماز فجر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الكريم امابعد فا عوذبالله من الشيطان الر جيم الذين ينفقون فی ا لسرأء و الضرأء والكظمين الغيظ و العافين عن الناس و الله يحب المحسنين

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں اپنے پیاروں کی چار علامات بیان فرمائی ہیں علامت ہمیشہ کسی چیز پر دلیل ہوا کرتی ہے تو یہ علامات بھی محبت الٰہی پر دلیل ہیں

پہلی علامت۔ الذين ينفقون فی السرأء و الضرأء

وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اللہ کے راستے میں خوشحالی میں بھی اور تنگ دستی میں بھی یعنی سخاوت ان کا وصف بن جاتا ہے جو کسی حال میں ان سے جدا نہیں ہوتا خواہ مال ہو یا نہ ہو۔

ہر نبی سخی ہوتا ہے اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام تو اجود الناس تھے اور ہر ولی بھی سخی ہوتا ہے سخاوت قلب کا وصف ہے سخی وہی ہوتا ہے جو شجاع ہوتا ہے کمزور دل آدمی خرچ نہیں کر سکتا اس لیے اللہ تعالیٰ کے پیارے ہر حالت میں خرچ کرتے ہیں خوشحالی کے زمانے میں خرچ کرنا تو آسان ہے لیکن تنگ دستی کی حالت میں خرچ کرنا بہت بہادری کی بات ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ کی لنگی بہت پرانی ہوگئی تھی ایک خاتون آئیں جو کہ کپڑا بننے کا کام کرتی تھی انہوں نے جب آپ ﷺ کی پرانی چادر کو دیکھا تو دل میں عزم کیا کہ آپ ﷺ کے لیے نئی چادر بن کر لائے گی چنانچہ وہ گھر گئی اور آپ ﷺ کے لیے بہت خوبصورت چادر بنائی اور لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ ﷺ نے بڑی محبت اور چاہت کے ساتھ قبول کی اور فوراً ہی پرانی چادر اتار کر وہ بطور تہبند کے باندھ لی اور باہر مجلس میں تشریف لائے اس چادر کا حسن آپ ﷺ کے بدن

مبارک پر آنے کی وجہ سے اور بڑھ گیا صحابہ اکرامؓ آپ ﷺ کو بڑے تعجب اور خوشی سے دیکھنے لگے ایک صحابیؓ نے عرض کر دیا یا رسول اللہ ﷺ یہ چادر مجھے عنائیت فرما دیجئے آپ ﷺ اس کی بات سن کر خاموش ہو گئے دوسرے صحابہ اکرام نے اس صحابی کو ملامت کی کہ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا تمہیں معلوم ہے کہ آپ ﷺ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے اور آپ ﷺ کو اس چادر کی ضرورت بھی ہے اس صحابی نے عجیب بات کہی اس نے کہا کہ مجھے اپنی موت قریب معلوم ہوتی ہے میں چاہتا ہوں میرا کفن وہ کپڑا بنے جو رسول اکرم ﷺ کے جسم سے لگا ہو۔

مجلس کے بعد پیغمبر علیہ السلام گھر تشریف لے گئے اور وہی پرانی تہبند باندھ لی اور وہ چادر اس صحابی کو بھجوا دی راوی حدیث فرماتے ہیں کہ واقعی کچھ دنوں کے بعد اس صحابی کا انتقال ہو گیا اور ہم نے وہ چادر ان کو بطور کفن کے پہنائی **رضی اللہ عنہم وارضٰھم۔**

دوسری علامت۔ والکاظمین الغیظ

اور اللہ تعالیٰ کے پیارے اپنے غصے کو پی جاتے ہیں کظم کہا جاتا ہے جب مشکیزے سے پانی باہر آنا چاہے تو اس کے منہ کو مضبوط رسی سے باندھ دیا جائے تاکہ پانی باہر نہ آئے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے پیاروں کو غصہ تو آتا ہے لیکن وہ اس کو برداشت کر جاتے ہیں اور اسکو ظاہر نہیں ہونے دیتے کیونکہ اگر غصہ ہی نہیں آئے گا تو اپنے دین کی حفاظت کیسے کرے گا کمال یہ ہے کہ غصہ تو آئے۔

لیکن پی جائے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب کے بڑے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم غصہ میں پاگل ہو جاتے ہیں یہ غلط کہتے ہیں غصہ عقل مند ہے اپنے سے تگڑے پر نہیں آتا اپنے سے کمزور پر آتا ہے سیر کے سامنے سوا سیر ہو تو پھر غصہ نہیں آئے گا۔

تیسری علامت۔ والعافین عن الناس

اور لوگوں کو معاف کرتے رہتے ہیں یہ اللہ والوں کا وصف ہوتا ہے کہ ان کے حق میں جولوگ کوتاہی کرتے ہیں وہ انہیں فوراً معاف کر دیتے ہیں امام مالکؒ کو جب مدینہ شریف میں کوڑے مارے گئے تو بعد میں بادشاہ نے معافی مانگی تو آپ نے فرمایا میں ہر کوڑا لگتے ہی معاف کر دیتا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اپنے خادم کو ڈانٹ رہا تھا اور وہ معافی مانگ رہا تھا میں نے کہہ دیا کہ میں کتنا تجھے معاف کروں تو میرے چچا مولانا الیاسؒ بانی تبلیغی جماعت سن رہے تھے فرمایا زکریا جتنا تو نے اللہ سے معاف کرانا ہے اتنا معاف کر دے۔

چوتھی علامت۔ واللہ یحب المحسنین

اور اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں احسان کرنے والوں کے ساتھ یہ اللہ کے پیاروں کی چوتھی علامت ہے کہ وہ ہمیشہ مخلوق پر احسان کرتے رہتے ہیں اور غصہ کے وقت اس ارشاد پر عمل کرتے رہتے ہیں **واحسن الیٰ من اسأء الیک** کہ احسان کر اس پر جس نے تجھ سے برائی کی ایک واقعہ پر اس کو ختم کرتا ہوں۔

صاحبزادہ حضرت حسنؓ بن علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت حسن بن علیؓ نواسہ رسول ﷺ کا ایک واقعہ تاریخ میں لکھا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ اپنی لونڈی سے وضو کے لیے گرم پانی منگوایا وہ گرم پانی لائی لیکن پتہ نہیں وہ کن خیالات میں تھی کہ وہ پانی کا برتن آپ پر گرا دیا جب کہ آپ وضو کے لیے بیٹھے تھے آپ نے غصے سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے فوراً یہ آیت پڑھی **والکاظمین الغیظ** (سورۃ آل عمران ۱۳۴) کہ اللہ کے پیارے غصہ پی جاتے ہیں آپ نے فرمایا **کظمت الغیظ** کہ میں نے اپنا غصہ پی لیا اس نے پڑھا

والعافین عن الناس لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں آپ نے فرمایا **عفوت عنکِ** میں نے تجھے معاف کر دیا پھر اس نے پڑھا **واللہ یحب المحسنین** اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں آپ نے فرمایا **انتِ حرّۃ لوجہ اللہ** تو اللہ کے لیے آزاد ہے تو وہ خوشی سے اچھلتی کودتی چلی گئی

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

خواتین میں بیان

ظہر کی نماز مسجد عمر میں ادا کی اس کے بعد مولانا امتیاز صاحب کے مکان پر حضرت شیخ تشریف لے گئے جہاں خواتین کے بیان کا نظم تھا پورے شہر کے مسلمانوں کو اس کی اطلاع تھی اس لیے پورے شہر سے خواتین حاضر مجلس ہوئیں تھیں حضرت شیخ نے تقریباً چالیس منٹ تک بیان فرمایا جو پیش خدمت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقیقت شکر

مقام

وقت

تاریخ 16 مارچ 2010ء بروز منگل

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِیْبَنَا وَشَفِیْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّم اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.
وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّۃٌ فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْن. (سورۃ آل عمران آیت ۱۲۳)

صدق اللّٰہ العظیم.

غزوہ بدر میں احسان الٰہی

میری محترم ماؤں بہنوں اور بیٹیو! اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بہت بڑی نعمت جو بدر کے میدان میں فرمائی تھی قرآنِ مجید میں اس کا تذکرہ فرمایا کہ ’’ہم نے بدر کے میدان میں تمہاری مدد کی جبکہ تم بالکل کمزور تھے۔ تمہاری سوچ اور وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ ہم اتنے قوی دشمن کے مقابلے میں تمہیں فتح دے دیں گے۔ ہم نے تمہاری مدد کی تم پر احسان کیا۔‘‘

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدر کے موقع پر دعا کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ’’یا اللہ! یہ چھوٹی سی جماعت باقی نہ رہی تو پھر آپ کی عبادت کرنے والے والا کوئی نہ ہوگا۔‘‘ چنانچہ آپ یوں سمجھیں کہ بدر کا جو معرکہ ہے اور بدر کا جو غزوہ ہے یہی غزوہ قیامت تک کے لیے اسلام کے پھلنے پھولنے کا ذریعہ بنا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے

اس احسان کو بطورِ خاص ذکر فرمایا کہو ”وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ“(سورۃ آل عمران ۱۲۳) کہ ہم نے بدر کے مقام پر اور بدر کے میدان میں تمہاری مدد کی جبکہ تم کمزور تھے۔اس احسان کو ذکر کے اللہ تعالیٰ نے اصل بات ذکر فرمائی کہ تقویٰ اختیار کروتا کہ تم اس کا شکرادا کرسکو یعنی اللہ تعالیٰ نے اس عظیم نعمت کے شکریے کو تقویٰ کے ساتھ جوڑا ہے ’’فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ‘‘ (سورۃ آل عمران ۱۲۳) کہ تقویٰ اختیار کروتا کہ تم شکر گزار بنو۔

حقیقی شکر

قرآنِ مجید کی یہ آیت ہمیں بتارہی ہے کہ جو آدمی گناہ میں مبتلا ہوتا ہے اور گناہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ناشکرا ہے وہ شکر گزار نہیں ہے۔ شکر صرف زبان سے کہہ دینے کا نام نہیں ہے کہ الحمدللہ الحمدللہ کی تسبیح آدمی پڑھتا رہے بلکہ قرآنِ کریم نے اس کی حقیقت بیان کی کہ حقیقی شکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سو فیصد فرمانبردار بن جائے۔تقویٰ اس کا نام ہے کہ انسان ایک لحہ بھی ایک سانس بھی اپنے نفس کے پیچھے نہ چلے نفسانی تقاضوں پر بالکل عمل نہ ہونے دے ہر کام سے پہلے سوچ لے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یا نہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے قلب میں اگر چہ اس کے کرنے کے ہزار تقاضے ہوں ان تقاضوں پر عمل نہ کرے بلکہ خدا کے حکم پر عمل کرے دل ٹوٹتا ہے تو اس کو ٹوٹ جانے دے حکم خداوندی نہ توڑے۔

راہ مولیٰ میں دل توڑنے کی قیمت

ہمارے شیخ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں ہمارے ہزاروں دل اللہ تعالیٰ کے ایک ادنیٰ حکم پر قربان ہو جائیں تو ہمارے لیے سعادت ہے ہمارے دل کی کیا حیثیت ہے ہمارا دل تو رات دن ٹوٹتا ہے کبھی شوہر دل توڑ دیتا ہے کبھی بیٹا دل توڑ دیتا ہے کبھی بیٹی اور کبھی سہیلی دل توڑ دیتی ہے کتنے لوگ کہتے نظر آتے ہیں

فلاں نے ہمارا دل توڑ دیا فلاں نے ہمارا دل توڑ دیا مخلوق دل توڑ دے تو گوارا ہے اور خالق کی خاطر اگر دل ٹوٹے تو وہ مشکل لگتا ہے اور مخلوق کی خاطر دل ٹوٹتا ہے تو کچھ بھی نہیں ملتا لیکن خالق کی خاطر جب دل ٹوٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **"انا عند المنکسرة قلوبھم"** جب میری خاطر کسی کا دل ٹوٹتا ہے تو میں اس دل کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا انعام اپنی دوستی کا انعام اور اپنی محبت کا انعام اس دل کو عطا فرماتے ہیں جو خدا کی خاطر ٹوٹتا ہے۔ ایک انسان کی تمنا پوری نہ ہو تو دل ٹوٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو دل ٹوٹا ہے یہ ہماری خاطر ٹوٹا ہے تو ہم اس کا بدلہ دیں گے۔ کیا بدلہ **"انا عند المنکسرة قلوبھم"** میں خود اس کا بدلہ ہوں۔ حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب ایک شعر پڑھا کرتے ہیں کہ ؎

درد دل دے کے مجھے اس نے یہ ارشاد کیا
ہم اسی گھر میں رہیں گے جسے برباد کیا

درد دل کیا ہے

دردِ دل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے دل کا تڑپنا اللہ تعالیٰ کی محبت میں تڑپنا اور اللہ تعالیٰ کے لیے تقویٰ کو اختیار کرنا یہ دردِ دل ہے کہ ہمہ وقت انسان دل کا دھیان رکھے کہ یہ دل کدھر جا رہا ہے کیونکہ نفس ہر گناہ کرانے سے پہلے دل میں اس کا ارادہ پیدا کرتا ہے پھر آنکھ سے گناہ ہوتا ہے ہاتھ سے گناہ ہوتا ہے زبان سے گناہ ہوتا ہے کان سے گناہ ہوتا ہے پاؤں سے گناہ ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے دل سے ابتداء ہوتی ہے انسان کا کوئی کام بلا ارادہ نہیں ہوتا۔ ایک آدمی کو رعشہ کا مرض ہے اور ہاتھ کانپ رہا ہے تو وہ ہاتھ کا کانپنا اور لرزنا خود اس آدمی کا فعل نہیں ہے یہ تو بیماری ہے۔ اس کا اپنا فعل یہ ہوگا کہ وہ اپنی مرضی سے ہاتھ اٹھائے اور مرضی سے نیچے کر لے لہٰذا تقویٰ اس کا نام ہے کہ انسان گناہ چھوڑ دے اگر خود چھوٹ جائے اس کا نام تقویٰ نہیں ہے چھوڑنا

اور ہے چھوٹنا اور ہے گناہ کا ارادہ پہلے انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے پھر جا کر آدمی اس کو عمل میں لاتا ہے اس دھیان رکھنے کا نام ہی دردِ دل ہے کہ ہمہ وقت اپنے دل کا دھیان رہے کہ میرے دل میں نفس دشمن کوئی ایسی بات تو نہیں لا رہا ہے جس سے میرا اللہ ناراض ہو جائے خدا کی ناراضگی سے بچنے کی جو فکر ہیکہ میرا اللہ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ بزرگانِ دین فرماتے ہیں اسی کا نام دردِ دل ہے پھر اسی فکر پر اللہ تعالیٰ اپنی محبت عطا فرماتے ہیں اپنا تعلق بھی نصیب فرماتے ہیں کیونکہ چوبیس گھنٹے جب آپ کو اس ذات کا دھیان رہیگا تو پھر وہ ذات بھی آپ کا دھیان کرے گی۔

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
تم ہمارے ہم تمہارے ہو چکے

نصرت خداوندی حاصل کرنے کا طریقہ

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نصیحت فرمائی کہ 'راقب اللہ'' اے عبداللہ اللہ تعالیٰ کا مراقبہ کر اللہ کا دھیان رکھ یعنی ہر وقت دھیان رکھ اس بات کا کہ تجھ سے کوئی ایسا کام نہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو اللہ تعالیٰ کی چاہت کے خلاف ہو اس کے بدلے میں تجھے کیا ملے گا ''**تجدہ تجاھک**'' کہ تو اپنے رب کو سامنے پائے گا تمہارا رب ہر وقت تمہیں سامنے ملے گا جو مانگو گے پھر ملے گا بلکہ مانگنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی جب ایسا دردِ دل نصیب ہو جاتا ہے اور ایسا دھیان نصیب ہو جاتا ہے تو بقول مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

مـی دھـد یـزداں مـرادِ متقیں
اللہ تعالیٰ ایسے متقی بندوں کی دل کی مرادیں خود پوری فرما دیتے ہیں

تجلیات خاصہ کا حصول اور سبب نزول

ہمارے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دنیا کے بادشاہ تو بڑے مضبوط بنے ہوئے محلات میں رہتے ہیں اور خوبصورت گھروں میں رہتے ہیں خوبصورت پیلس (Palace) میں دنیا کا کنگ (King) رہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جو تمام سلاطین کو تخت وتاج کی بھیک عطا کرتا ہے وہ عجیب شان کا مالک ہے کہ مومن کے ٹوٹے ہوئے دل میں رہتے ہیں جو دل اللہ تعالیٰ کی خاطر ٹوٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دل میں اپنے خاص انوارات وتجلیات کے ساتھ مکین ہوجاتے ہیں "انا عند المنکسرۃ قلوبھم"

دل تو ہمارا روزانہ ٹوٹتا ہے مختلف مواقع پر دنیا کے معاملے میں۔ شوہر سے آپ نے مطالبہ کیا مجھے فلاں چیز لاکر دیدو نہیں لاکر دی دل ٹوٹ گیا ابا بیٹی کے لیے پسند کی چیز نہیں لائے تو بیٹی کا دل ٹوٹ گیا۔ روزمرہ کے یہ واقعات ہمیں اور تمہیں پیش آتے ہیں لیکن اس دل ٹوٹنے کی کوئی قیمت نہیں ہے کیونکہ یہ دنیا کی خاطر ٹوٹا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ کی خاطر دل ٹوٹتا ہے کہ جب نفس نے گناہ کا تقاضا ڈالا اور ایمان کی بنیاد پر وہ اس گناہ سے بچا رہا تو آدمی کے دل پر چوٹ پڑتی ہے دل ٹوٹ جاتا ہے کہ دیکھو سب کررہے ہیں میں کیوں نہ کروں لیکن پھر سوچتا ہے کہ میرے اللہ ناراض ہونگے میں ہرگز نہیں کروں گا تو دل ٹوٹتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم ایسے ٹوٹے ہوئے دل کو اپنا مسکن بنالیتے ہیں ایسے ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ ہم رابطہ کرلیتے ہیں۔

عورت کا خاص باطنی مرض

تو میری ماؤں بہنوں! حقیقی شکر کیا ہے؟ شکر کی حقیقت تقویٰ ہے کہ جب تقویٰ اختیار کروگے تو تمہیں شکر کی حقیقت حاصل ہوجائے گی اور یہ میں اس لیے عرض کررہا ہوں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواتین کے بارے میں خاص طور پر اس باطنی بیماری کا تذکرہ فرمایا یہ ناشکری کی بیماری ہے۔ یہ عیب عام ہیکہیں ہم میں تو نہیں ہیا گر

ہے تو اصلاح کرنے سے وہ عیب ختم ہوگا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو جہنم میں جانے کا ذریعہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اریت النّار'' مجھے دوزخ دکھائی گئی۔ بخاری شریف کی روایت ہے ''**فاذاا کثر اھلھا النساء**'' تو میں نے دیکھا ان دوزخیوں میں اکثریت عورتوں کی تھی ''یکفرن'' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کفر کرتی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ ''**ایکفرن باالّٰلہ**'' فرمایا نہیں بلکہ ''**یکفرن العشیر ویکفرن الاحسان**'' فرمایا کہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہوتی ہیں سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دوامراض کی تشخیص فرمائی ناشکری اور احسانات کا بھول جانا اور آگے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''**لواحسنت الیٰ احداھن الدھر**'' فرمایا اگر طویل مدت تک تو کسی عورت پر احسان کرتا رہے **ثم رأت منک شیئا** پھر اس نے تم میں کوئی بات ایسی دیکھ لی جو اس کو پسند نہیں تھی تو کہے گی ''**مارأیت منک خیرا قط**'' کہ میں نے تو زندگی میں تیرے گھر میں کوئی خیر ہی نہیں دیکھی۔

بڑی آسانی سے یہ بات زبان سے کہہ دیتی ہیں۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ناشکری سبب ہے ان کے جہنم میں جانے کا تو معلوم ہوا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ہماری ماؤں بہنوں کی جس باطنی بیماری کی طرف اشارہ کیا ہے اس پر ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے گویا کہ ہم سے اس چیز کا ارتکاب ہوتا ہے کہ جو نعمتیں خدا نے ہمیں دی ہوئی ہیں ہم ان نعمتوں کی ناشکری کرتی رہتی ہیں اور یہ کیوں ہوتا ہے۔

ناشکری کی وجہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی وجہ ارشاد فرمائی کہ اصل میں دوسروں کی چیزیں دیکھ دیکھ کر اپنی نعمتوں کی ناشکری پیدا ہوتی ہے عورتوں کی

بہت زیادہ عادت ہوتی ہے کہ کسی نے کوئی اچھا کپڑا لے لیا اس نے دیکھا کہ او ہو یہ تو بہت اچھا ہے میرے پاس نہیں ہے اور جو اپنے پاس کپڑوں کی نعمت موجود ہے اس کی ناشکری شروع ہوگئی۔ دوسرے کا مکان دیکھ لیا یا کوئی بھی ایسی چیز دیکھ لی تو کہنے لگی کہ ہمارے پاس تو یہ نہیں ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے آج جو ہم پریشان ہیں اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جو نعمتیں ہمارے پاس موجود ہیں ان کا شکر نہیں ادا کرتے اور جو نعمتیں معدوم (غیر موجود) ہیں ان کی فکر میں لگے ہوئے ہیں چنانچہ آدمی پریشان نظر آتا ہے حالانکہ مال واسباب کے اعتبار سے دیکھا جائے آج کے ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کو وہ نعمتیں حاصل ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں بڑوں بڑوں کو حاصل نہیں تھیں۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو چھٹی صدی ہجری کے آدمی ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ کسی غریب سے غریب کے گھر کے اثاثوں اور ساز وسامان کی اگر فہرست بنائی جائے تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر کے اثاث ومال واسباب سے زیادہ نکلے گا لیکن پھر بھی وہ یہ کہتا نظر آتا ہے کہ میں غریب ہوں اور میرے پاس تو دنیا کے اسباب نہیں ہیں تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عورتوں میں ناشکری کا جو عنصر ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ دوسروں کی نعمتوں کو دیکھ کر اپنی حاصل شدہ نعمتوں کو بھول جاتی ہیں اور اسی سے پھر ناشکری پیدا ہوتی ہے اور یہی جڑ ہے تمام پریشانیوں کی۔

شیخ سعدیؒ کا قصہ

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بار حج پر تشریف لے جا رہے تھے یہ بہت بڑے اللہ والے اور حکیم ودانا بزرگ گزرے ہیں۔ کوئی سواری وغیرہ کا انتظام

نہیں تھا یہ پیدل تھے راستے میں دیکھا کہ لوگ گھوڑوں پر سوار جارہے ہیں اونٹوں پر سوار جارہے ہیں تو دل میں تھوڑی سی بات آئی کہ دیکھو ان کے پاس ایسے مال واسباب ہیں اور میرے پاس کوئی چیز بھی نہیں ہے میں پیدل ہوں

آگے چلے تو عجیب منظر دیکھا کہ ایک آدمی ہیاس کے ہاتھ پاؤں دونوں نہیں ہیں اور وہ گائے کے چمڑے میں بندھا ہوا گیند کی طرح لڑھک کر چلا جارہا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیکھ کر حیران ہوگئے ان سے پوچھا بھئی! تو کہاں جارہا ہے؟ کہنے لگا حج کے لیے۔ پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ کہا بخارا سے آیا ہوں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کتنا عرصہ ہوا سفر میں؟ کہا یہ دسواں سال ہے گھر سے نکلا ہوں اور اب میں حرم کے قریب پہنچا ہوں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے مطاف میں دیکھا وہ اسی طرح طواف کررہا تھا میں نے فوراً اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کی اور شکر ادا کیا اے اللہ! تو نے مجھے پاؤں کی نعمت تو عطا فرمائی ہے تیرے راستے میں چلنے والے تو اس طرح بھی چل رہے ہیں اور میں گھوڑے والوں کو اور اونٹ والوں کو دیکھتا ہوں۔

ایمان کی نعمت

تو میری ماؤں بہنوں! جب آدمی دوسروں کی نعمتوں کو دیکھتا ہے تو اپنے پاس جو خدا کی نعمتیں ہیں ان کی ناشکری کرنے لگتا ہے حالانکہ سب سے بڑی نعمت ہمارے پاس ایمان کی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان عطا فرمایا مسلمان کے گھر میں پیدا کیا مسلمان بنایا اس سے بڑھ کر کوئی نعمت ہی نہیں ہے کیونکہ آخرت کی ساری نعمتیں اسی پر مرتب ہوتی ہیں ورنہ دنیا میں کوئی کتنا بڑا انسان بلکہ وہ پوری دنیا کا بادشاہ کیوں نہ بن جائے جب مرے گا اس کی کوئی قیمت نہیں ہوگی وہ مٹی بن جائے گا اس کے لیے آخرت میں کچھ نہیں سوائے جہنم کے اور مومن کے لیے حدیث میں آتا ہے کہ ایک

ایمان والا مرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس اس کی کوئی نیکی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دنیا میں جانا چاہتا ہے تجھے دنیا کی ساری سطلنت دے دوں۔ تو کہے گا نہیں میں واپس جانے کے لیے تیار نہیں ہوں۔

عملی شکر

تو میری ماؤں بہنوں! حقیقی شکر کیا ہے "فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ" (سورة آل عمران ۱۲۳) کہ تقویٰ اختیار کرو گناہوں کو چھوڑ و اگر گناہ نہیں چھوٹے تو خالی الحمدللہ الحمدللہ ہم کہتے رہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے تو ہم کہہ رہے ہیں اللہ تیرا شکر ہے لیکن ہمارا عمل ہمارے اس قول کی تکذیب کر رہا ہے جیسے ایک بچہ اپنے باپ سے کہے ابا تو بہت اچھا ہے مجھے کتنی چیزیں دیتا ہے لیکن باپ کی مانتا نہیں ہیز بان سے کہتا ہے میرا ابا بہت اچھا ہے خوب تعریفیں کرتا ہے لیکن ابا کوئی حکم دیدے اور کوئی بات کہہ دے تو ماننے کے لیے تیار نہیں ہے تو کوئی اس کو فرمانبردار نہیں کہے گا سب کہیں گے یہ پرلے درجے کا نافرمان ہے۔ زبان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے صرف زبانی جمع خرچ ہے اور آپ کو پتہ ہے زبانی جمع خرچ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

ایک بادشاہ کو ایک شاعر نے بڑا پیارا شعر سنایا بادشاہ نے ایک پرچی پر اس کا انعام لکھ دیا تو وہ لے کر منسٹر (وزیر خزانہ) کے پاس گیا کہ دیکھو بادشاہ نے میرے لیے انعام لکھا ہے۔ تو وزیر نے کہا اس پر انعام نہیں ملے گا۔ تو بادشاہ کے پاس واپس آیا تو بادشاہ نے کہا تو نے باتوں سے ہمیں خوش کیا ہم نے بھی باتوں سے تمہیں خوش کر دیا۔

اگر آدمی زبان سے الحمدللہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کا نام خوب لیتا ہے لیکن عمل اس کے خلاف ہے گناہ بھی ساتھ ساتھ کر رہا ہے اگر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کیسے کرتا۔ معلوم ہوا کہ زبانی جمع خرچ ہے اس لیے قرآنِ

کریم نے کہا"**فاتقوا اللّٰہ**"اے صحابہ کی جماعت تقویٰ اختیار کرو گناہوں سے دور رہو اللہ تعالیٰ کی مان کر چلو '**لعلکم تشکرون**' تا کہ تم حقیقی شکر گزار بندے بن جاؤ تو معلوم ہوا کہ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی گناہ سے بچے جو گناہ سے بچے گا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ ہے اس کا ہر ہر عمل اور اس کا ہر ہر سانس اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں شمار ہوگا خواہ زبان سے وہ لفظ شکر بھی نہ کہے لیکن اس کی فرمانبرداری خود بتا رہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں دی ہیں ان نعمتوں کی وجہ سے فرمانبردار بن گیا اس لیے کہ وہ کمینہ انسان ہوتا ہے جس پر نعمتیں ہوں اور پھر بھی اپنے رب سے دور ہوتا چلا جائے جس طرح باپ اگر کسی بیٹے پر زیادہ احسان کرتا ہے اس کو خوب خرچہ دیتا ہے اور بیٹا زیادہ سرکشی اور نافرمانی پر اتر آئے تو سب کہتے ہیں نہایت بدنصیب اور بدبخت بیٹا ہے کہ باپ اتنا احسان کرتا ہے اور یہ اس کے احسان کا بدلہ یہ دیتا ہے کہ یہ اس کے مخالف چل رہا ہے۔

آپ ﷺ کی شانِ تشکر

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مبارکہ کو دیکھیں ہم جن کے امتی ہیں کہ جب راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھتے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک متورم ہوجاتے تھے پاؤں پر ورم آجاتا اور رونے کی وجہ سے دیگچی ابلنے کی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینے سے آواز آتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب خلافِ اولیٰ اور خلافِ افضل کام معاف کردیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنا کیوں روتے ہیں؟ اتنی آہ وزاری کیوں کرتے ہیں؟ تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "**افلا اکون عبدا شکورا**" کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی نعمتیں مجھ پر کھول دیں اور اپنا محبوب بنایا تو میرا فرض بنتا ہے کہ میں

اس کا شکر گزار بندہ بنوں۔

امر الٰہی نہ توڑنا

تو حقیقی شکر تب ادا ہوگا کہ ہم تمام معاصی سے پرہیز کریں ہر کام سے پہلے سوچیں کہ اللہ تعالیٰ اس کام سے ناراض تو نہیں اگر ناراض ہیں تو اسے چھوڑ دیں اس سے دور بھاگ جائیں کسی کی بالکل پرواہ نہ کریں فوراً اس کام کو چھوڑ دیں دل ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ جائے کسی اور کا دل بھی ٹوٹتا ہے تو اس کا دل بھی توڑ دو اگر سہیلی غیبت کرے تو کہہ دو ہم اس میں شرکت نہیں کریں گے اگر سہیلی کا دل ٹوٹتا ہے اس کی کوئی پرواہ نہ کرو اس کا دل ٹوٹتا ہے ٹوٹے ہزاروں دل ٹوٹ جائیں خدا کا قانون نہ ٹوٹے حکم نہ چھوٹے مومن بندہ وہ ہے جو خدا کے حکم کو ٹوٹنے نہ دے۔

سلطان محمود غزنوی اور ایاز

چنانچہ ہمارے شیخ واقعہ سناتے ہیں سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک غلام ایاز نامی تھا وہ بادشاہ کا بڑا عاشق تھا تو وزیروں نے کہا کہ بادشاہ سلامت آپ اس غلام کا بہت خیال کرتے ہیں ہمارا خیال نہیں کرتے ہم منسٹر ہیں آپ کی حکومت چلاتے ہیں سلطان نے کہا میں تمہارا امتحان (Exam) لوں گا کیونکہ محبت کے راستے میں تو امتحان ہوا کرتے ہیں محبت بغیر امتحان کے نہیں نکھرتی۔ اگر امتحان نہ ہو تو پتہ نہ چلے کہ راہ محبت میں سچا کون جھوٹا کون تو ایک دن جب دربار میں تمام ارکانِ سلطنت بیٹھے تھے تمام منسٹران ملک براجمان تھے بادشاہ نے ایک بڑا قیمتی موتی (Diamond) خزانے سے منگوایا اور ایک ہتھوڑا (Hammer) منگوایا ایک وزیر کو بلایا کہ اس کو توڑو تو وزیر نے کہا کہ یہ تو بہت قیمتی ہے جتنا بڑا ہے اتنی ہی قیمت زیادہ ہوتی ہے اور جتنا چھوٹا ہو جائے گا اس کی قیمت کم ہو جائے گی تو وزیر نے کہا میں اس کو توڑوں گا تو اس کی کیا قیمت رہے گی اس نے اپنے عقل سے سوچا اور کہا میری عقل تو یہ کہتی ہے کہ

نہ توڑو کیونکہ توڑوں گا تو اس کی ویلیو کم ہو جائے گی وہ بیٹھ گیا موتی نہیں توڑا۔ دوسرے کو بلایا اس نے کہا سونے سے لدے ہوئے دو سو گدھوں کی قیمت سے زیادہ قیمتی یہ ہیرا ہے میں نے بادشاہ کا نمک کھایا ہے میں نہیں اتنا نقصان کر سکتا غرض یہ کہ سب نے اس ڈائمنڈ (ہیرا) کو توڑنے سے انکار کر دیا تو ایاز جو پیچھے کھڑا تھا اس کو بلایا اور کہا اس ڈائمنڈ کو توڑ و تو اس نے کچھ نہیں سوچا بس ہتھوڑا (Hammer) ہاتھ میں لیا اور زور سے اس کو مارا کیا تو وہ بالکل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تو بادشاہ اٹھ کر اندر چلا گیا۔ تو وزیروں نے ایاز کو پکڑ لیا کہ تو بڑا بے وقوف آدمی ہے۔ تو تو بالکل الو ہے کہ اتنا قیمتی ہیرا توڑ کر تو نے سرکار کا نقصان کیا۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام وزیروں نے نعرہ لگایا کہ ؎

ایں چہ بیبا کی ست واللہ کافر است

یہ کیسا بیباک اور گستاخ ہے کہ سلطان کا اتنا نقصان کر دیا واللہ یہ تو کافر ہے یعنی بہت ناشکرا ہے سلطان کے خزانے کا اتنا قیمتی ہیرا توڑ کر اس کی ویلیو ختم کر دی تو ایاز نے کہا اے وزیرو! اے منسٹرو!

گفت ایاز اے مہتران نامور

ایاز غلام نے کہا اے بڑے بڑے نامور وزیرو! ؎

امر شہ بہتر بقیمت یا گہر

تمہاری نظر دائمنڈ (ہیرے) پر گئی کہ ڈائمنڈ قیمتی ہے میری نظر آقا کے حکم پر گئی کہ اگر ڈائمنڈ نہیں توڑتا تو آقا کا حکم ٹوٹتا تو تم بتاؤ امر شہ یعنی بادشاہ کا حکم زیادہ قیمتی ہے یا گوہر (ڈائمنڈ) زیادہ قیمتی ہے بادشاہ کا حکم زیادہ ویلیو ایبل ہے یا ڈائمنڈ زیادہ ویلیو ایبل ہے ان وزیروں کو تب جا کے بات سمجھ میں آئی۔ انہوں نے کہا ایاز کے دل میں شاہ کی جو محبت اور اطاعت و فرمانبرداری پائی جاتی ہے وہ ہمارے اندر نہیں ہے۔

تو میری ماؤں! بہنوں! ہمارا دل کیا حیثیت رکھتا ہے ہمارا دل ڈائمنڈ کی طرح ہے اور ایک طرف اللہ کا حکم ہے تو ڈائمنڈ ٹوٹ جائے لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ٹوٹےکیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہمارے دل سے زیادہ قیمتی ہے ہمارا دل تو مٹی کا بنا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے اور کچھ دنوں کے بعد پھر مٹی میں مل جائے گا تو ٹوٹ ہی جائے گا قبر کو کھو دی جائے تو کیا ملتا ہے کچھ بھی نہیں۔

پھو ل مرجھا گئے چاندنی ڈھل گئی
اپنا انجام بھی کہہ گئی ہر کلی
قبر میں خاک چھانی مگر کیا ملی
نہ تو مجنو ں ملا نہ تو لیلیٰ ملی

تو میری ماؤں! بہنوں! آج شکر کی حقیقت سمجھ لی آپ نے تین مراحل ہیں شکر کے۔ سب سے پہلے انسان کا دل شکر میں ڈوبا رہے اور دوسرا نمبر کہ زبان سے بھی شکر ادا کرتا رہے تسبیحات پڑھتا رہے سبحان اللہ کی تسبیح الحمدللہ کی تسبیح خاص طور پر اللہ والے خواتین کے لیے سبحان اللہ کی تسبیح بتاتے ہیں کہ سبحان اللہ کی تسبیح کثرت سے پڑھیں کیونکہ سبحان اللہ کا معنی اے اللہ تو پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ تو پاک ہی ہیں لیکن یہ تسبیح پڑھنے کی برکت سے آدمی خود پاک ہونے لگتا ہے اس کا جسم اور روح پاک ہو جاتی ہے اس میں پاکیزگی کے خیالات آنے لگتے ہیں اس کی سوچیں پاک ہونے لگتی ہیں۔

اور تیسرا نمبر کہ گناہ سے بچے اعضاء کو گناہ میں مبتلا نہ ہونے دیں یہ جسم کا شکر یہ ہے کہ اپنی آنکھ کو غلط استعمال نہ کرے کان کو غلط استعمال نہ کرے اپنے حسن کو غلط استعمال نہ کرے اپنی زبان کو غلط استعمال نہ کرے ہاتھ پاؤں کو غلط استعمال نہ کرے جب یہ کرے گا تو یہ آدمی قلبًا اور قالبًا پورا شکر گزار بندہ ہے اور جب شکر گزار بندہ بن جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''لَئِن شَكَرْتُمْ لأَزِيْدَنَّكُم'' (سورة ابراهيم

آیـــت ۷) کہ جب تم شکر کرو گے ہم تمہاری نعمتوں کو بڑھادیں گےیعنی صرف زبانی کلامی شکر نہیں جب حقیقی شکر کرے گا دل سے بھی زبان سے بھی اور اعضاء سے بھی شکر ادا کرے گا اور گناہ سے بچے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''لازیـدنـکـم'' ہم نعمتوں کو بڑھا دیں گے تمہاری ساری نعمتوں کو بڑھادیں گے شوہر اچھے ہو جائیں گے۔ بعض عورتیں شکایت کرتی ہیں ہمارے شوہر اچھے نہیں ہیں بھئی ان کی تکلیفوں پر صبر کرو آخرت ملے گی اس صبر پر آخرت اور آخرت کی ساری نعمتیں دنیا اور دنیا کی ساری نعمتیں مل جائیں گی۔

حاجی شریفؒ کا قصہ

مجھے ایک واقعہ یاد آیا اس کو بیان کر کے مضمون ختم کرتا ہوں۔ ہمارے پاکستان میں ملتان ایک شہر ہے وہاں پر ایک بزرگ صاحب نسبت رہتے تھے۔ حضرت حاجی شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ یہ پہلے بہت سخت مزاج تھے اپنی بیوی پر بڑی سختی کرتے تھے بات بات پر ان کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے تھے۔ وہ بھی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھیں۔ تو وہ خط لکھ دیتی تھیں کہ میرے شوہر مجھے بلا وجہ ڈانٹتے ہیں کئی دفعہ تھپڑ بھی لگا دیتے ہیں۔ تو حضرت ہمیشہ یہ لکھتے تھے کہ آپ شوہر کی فرمانبرداری کرو معافی مانگ لیا کرو اگر تم نے غلطی نہیں بھی کی پھر بھی کہو تم مجھے معاف کر دو وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتیں کہ پیر و مرشد کا حکم ہے تو ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ان سے خود کوئی خطا ہوئی یعنی غلطی حاجی صاحب سے خود ہوئی اور بیوی سے کہا تم نے کی ہے اور ان کو ڈانٹا تو انہوں نے کہا مجھے معاف کر دو اور ہاتھ باندھ لیے بعد میں رات کو جب وہ لیٹے تو ان کو خیال آیا کہ غلطی تو میری تھی یہ فالٹ (Fault) تو میرا تھا اور میں نے اس کو ڈانٹا تو جب صبح ہوئی ناشتے کے وقت بیوی سے پوچھا کہ تیرے اندر یہ چیز کہاں سے آئی ہے کہ غلطی میری تھی اور تو اقرار کر

کے کہہ رہی ہے کہ مجھے معاف کر دیں۔انہوں نے کہا جی میرے پیر ومرشد نے مجھے یہ نصیحت کی ہے تو کہا کہ مجھے بھی اس کے پاس لے چلو کہ جس کی یہ تعلیمات ہیں اور جس کی ہدایت پر میری بیوی میری غلطی اپنے ذمہ لے لیتی ہے مجھے وہاں لے چلو۔

تو وہ لے کر تھانہ بھون گئیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں قبول کیا اور پھر حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بنے اور ایک عالم نے ان سے فیض اٹھایا ہے ملتان کے علاقے میں ایک دنیا ان سے سیراب ہوئی ان کو ہدایت ایک عورت کی وجہ سے ملی۔

جنتی عورت

اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو عورت ایمان رکھتی ہو نماز پڑھتی ہو اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرتی ہو اپنی عزت کی حفاظت کرتی ہو اور شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہو میں اللہ کا رسول اس کو جنت کی بشارت دیتا ہوں تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت کی بشارت دی۔تو یہ تنگیاں تکلیفیں گھروں میں آتی رہتی ہیں لیکن ان کو خوش دلی سے صبر سے گزار لیں دل سے کہو اس میں بھی ہماری اصلاح ہے۔

ایک بات یاد آئی ہے تو مزاح کی بات لیکن اس میں عبرت بھی ہے کہ ایک جوڑا تھا عورت بہت خوبصورت تھی اور اس کا شوہر ایسا تھا کہ بالکل جن معلوم ہوتا تھا ایسی شکل وصورت تھی اس کی تو کسی نے اس سے پوچھا کہ بھئی تمہارا یہ جوڑا عجیب ہے کہ عورت کیسی ہے اور آدمی کیسا ہے۔تو عورت بہت سمجھدار تھی کہنے لگی دراصل مجھ سے کوئی گناہ ہو گیا ہوگا جس کی سزا مجھے اس شوہر (Husband) کی شکل میں ملی ہے اور میرے Husband نے کوئی نیکی کی ہے جس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے حوالے کر دیا ہے تو لہٰذا یہ تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔

میاں بیوی اللہ تعالیٰ کا انتخاب

اس لیے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو جو بیوی

ملتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے اور بیوی کو جو شوہر ملا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے کیونکہ جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں زمین پر تو ظاہری اسباب اختیار کیے جاتے ہیں اصل تو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر مقرر کرتے ہیں۔ تو فرمایا کہ جو بیوی خدا کے واسطے سے ملی ہے اور عورت کو جو شوہر خدا کے واسطے سے ملا تو اس میں کتنی خیر ہوگی اس خیر کو میں اور آپ نہیں جانتے یہ آخرت میں پتہ چلے گا کہ اس کے لیے کتنی نعمتیں نکل آئیں گی۔

جب آپ اللہ والی بن جائیں گی تو آپ کے ساتھ رہنے والے سب اللہ والے بن جائیں گے۔

کامل کا فیض

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک آدمی جب اللہ والا بن جاتا ہے تو اس کی برکت سے ہزاروں لوگ اللہ والے بن جاتے ہیں اور آپ نے یہی نصیحت عورتوں کو بھی فرمائی فرمایا اگر عورتیں کامل ہو جائیں گھر کے سارے آدمی بھی کامل ہو جائیں گے بچے بھی کامل اللہ والے بن جائیں گے اور اگر مرد کامل ہو جائیں عورت اور بچے کامل ہو جائیں گے کامل کے معنی اللہ والا اس لیے اپنے اندر کمال پیدا کرنے کی کوشش کرو اللہ تعالیٰ کی ولیہ بننے کی کوشش کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ولی مرد بھی بن سکتا ہے عورت بھی بن سکتی ہے ولایت کا دروازہ مردوں کے لیے بھی کھلا ہے اور عورتوں کے لیے بھی کھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمدللّٰه ربّ العالمين.

ألـلّٰهـم لک الـحـمد كما أنت أهله وفَصَلِّ علىٰ محمد كماأنت أهله وأفعـل بـنـا كما أنت أهله فانّک أنت أهل التقوىٰ وأهل المغفرةربّنا ظلمنا أنفسنا وان لم تغفرلناوترحمنا لنكونن من الخاسرين.

أللّٰھم إنّا نسئلک الھدیٰ و التُّقٰی و العفاف و الغنٰی.

یااللہ! ہم سب کو تو اللہ والا بنا یااللہ! حقیقی شکر گزار بنا یااللہ! تقویٰ کی دولت نصیب فرمایااللہ! اب تک جو خطائیں ہوئیں تو معاف فرمایااللہ! جو نعمتیں تو نے ہمیں عطا فرمائیں ہم دل وجان سے شکر گزار ہیں ہماری نعمتوں کو بقاء نصیب فرما اور اس میں اضافہ فرما خاص طور پر ایمان کی جو نعمت آپ نے عطا فرمائی اسلام کی نعمت عطا فرمائی یا اللہ! دین کی سمجھ بوجھ کی نعمت عطا فرمائی ان میں اضافہ فرمایااللہ! گھروں میں جو تنگی تکلیفیں ہیں ان کو دور فرمایااللہ! جن میاں بیوی میں آپس میں اختلافات ہیں ان کے اختلافات کو دور فرمایااللہ! جن کے شوہر سخت ہیں ان کے شوہروں کو نرم فرما جن کی بیویاں نافرمان ہیں ان کو شوہروں کا فرمانبردار بنا جن کے والدین سخت ہیں ان والدین کو بچوں پر شفیق اور مہربان فرما اور جن کے بچے نافرمان ہیں بچوں کو فرمانبردار فرمایااللہ! آپس میں اتفاق واتحاد نصیب فرما بے اولادوں کو نیک وصالح اولاد نصیب فرما اولاد والوں کی اولادوں کو نیک وصالح فرمایااللہ! جن بچے بچیوں کی شادیاں نہیں ہوئیں اچھے اچھے رشتے عطا فرما جن کی شادیاں ہوگئیں یااللہ! آپس میں ان کو محبتیں فرحتیں اور برکتیں نصیب فرما۔

وَصَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی خیر خلقہ محمد و آلِہ وصحبہ اَجمعین.

جناب ریحان صاحب کے مکان پر

عصر سے قبل حضرت شیخ ریحان صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے ریحان صاحب کے والد مرحوم کو حضرت والا حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی میزبانی کا شرف حاصل تھا حضرت والا جب زامبیا (Zambia) تشریف لائے تھے تو یہ میزبان تھے ان کا ۱۹۹۷ء میں انتقال ہو چکا تھا عصر تک حضرت شیخ وہاں رہے

جناب اسماعیل عمر صاحب کے مکان پر

عصر کی نماز قریب کی مسجد میں ادا کرنے کے بعد حضرت شیخ جناب اسماعیل عمر صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے جنہوں نے چائے وغیرہ کا انتظام کر رکھا تھا مغرب تک وہاں رہے مغرب سے قبل لوساکا (Losaka) کی مرکزی جامع مسجد تشریف لے گئے

بیان بعد نماز مغرب در جامع مسجد لوساکا (Losaka)

مغرب کی نماز جامع مسجد میں ادا فرمائی پھر اس کے بعد بیان فرمایا معیت الہی اور تقویٰ پر خصوصی بیان تھا بہت بڑا مجمع تھا انگلش اور افریقن لوگوں کے لیے انگریزی ترجمے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا یہ ترجمہ بھائی سلیمان پٹیل صاحب نے کیا تھا

بیان حاضر خدمت ہے

وعظ حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامع العلوم بہاولنگر پنجاب
مقام جامع مسجد لوساکا (Losaka) (زامبیا (Zambia))
بتاریخ 16 مارچ 2010ء

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُه وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِل لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيَّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِيْبَنَا وَشَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّم اَمّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.
انّ اللّٰه مع الذين اتقوا والذين هم محسنون.
وَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تعبداللّٰه كانّك تراه فانْ لم تكن تراه فانّه يراك. اَوْ كما قال عليه الصَّلٰوة والسَّلام. صدق اللّٰه وصدق رسوله النّبىّ الكريم.

معیت الٰہی

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ہمیں اللہ تعالیٰ کا ساتھ کیسے مل سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے خود اس کا نسخہ اور طریقہ بتایا ہے۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ تو سب کے ساتھ ہیں ''وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ '' (سورۃ الحدید آیت ۴) کہ تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا ساتھ دو قسم پر ہے ایک ساتھ ہے بطورِ نگرانی کے کہ تم کیا کر رہے ہو؟ جس کو قرآنِ کریم نے کہا ''إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ '' (سورۃ الفجر آیت ۱۴) 'مرصادُ' کہتے ہیں نگرانی کرنے والا دیکھنے والا کہ یہ اچھے عمل کر رہا ہے یا برے عمل کر رہا ہے تا کہ کل کو علاوہ اُن فرشتوں کے جو کراماً کاتبین ہیں اور وہ زمین کے حصے

جس میں میرے اور آپ کے اعمال محفوظ ہورہے ہیں اور علاوہ ان اعضاء کے جن اعضاء کو ہمارے اچھے برے اعمال کا گواہ بننا ہے اور اُن صحیفوں کے علاوہ جن میں ہمارے اعمال محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''ان ربّک لبالمرصاد'' ہم براہِ راست بھی تمہارے اچھے برے اعمال کی نگرانی کررہے ہیں۔

میرے دوستو! اس طرح کی معیت (ساتھ) عام ہے دوست اور دشمن دونوں کو بھلے کو بھی برے کو بھی جیسے کہ ارشاد ہے ''**وھو معکم این ما کنتم**'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

لیکن ایک دوسرا ''ساتھ'' ہے میرے دوستو! وہ ہے محبت کا ساتھ وہ ہے دوستی کا ساتھ وہ ہے پیار کا ساتھ وہ ہے مدد کا ساتھ۔ یہ خاص ساتھ ہے جس کو معیت خاصہ نسبت خاصہ کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی دوستی کا ساتھ کہتے ہیں۔ آپ کے ساتھ سیکورٹی والا ہو وہ آپ کی حفاظت کررہا ہے اور خفیہ پولیس والے آپ کے ساتھ ہوں وہ آپ کی نگرانی کریں گے تو خفیہ پولیس اور آپ کا گن مین دونوں آپ کے ساتھ ساتھ ہیں لیکن دونوں میں فرق ہے ایک آپ کی رپورٹ لکھ رہا ہے اور ایک آپ کی حفاظت کررہا ہے۔

تو میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ان دونوں ساتھوں کو قرآنِ مجید میں بیان کیا ہے کہ ہمارا ساتھ وہ بھی ہے کہ نگرانی رکھتے ہیں کہ تم کیا کررہے ہو؟ اور ہمارا ساتھ وہ بھی ہے جو محبت اور پیار کا ساتھ ہے دوستی اور حفاظت کا ساتھ ہے۔ تو یہ دوسری قسم کا ساتھ جو پیار و محبت کا ساتھ ہے یہ ساتھ کیسے ملے گا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا طریقہ بیان فرمایا۔

صدیق اکبرؓ کا مقام عشق

دیکھئے اس معیت ثانیہ کی میں ایک مثال دیتا ہوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ غارِ ثور میں ہیں کفار پہنچ گئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھبراہٹ شروع ہوگئی۔ عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! دشمن ہمارے اتنے قریب آ گئے کہ ان کے پاؤں نظر آ رہے ہیں اگر وہ اپنے پاؤں کی طرف دیکھیں تو ہمیں دیکھ لیں گے اور پھر عجیب بات فرمائی کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!" ان قتلتُ قتلتُ رجلا واحد" اگر میں مارا گیا تو ایک انسان مارا جائے گا اگر آپ کو کچھ ہوگیا تو پوری امت برباد ہو جائے گی۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غم پیغمبر کا تھا اپنی ذات کا غم نہیں تھا اگر اپنی ذات کا غم ہوتا تو اُس سوراخ میں پاؤں کا انگوٹھا نہ رکھتے جس میں انہیں سانپ نے ڈسا کیونکہ وہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق تھے اور عاشق کو ہمیشہ محبوب کی فکر ہوتی ہے اسے اپنی جان کی فکر نہیں ہوتی اگر اپنی جان کی فکر میں پڑا ہے تو یہ عاشق نہیں ہے بزرگ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم کا ڈنڈا عاشقوں کے لیے نہیں بنایا عاشقوں کے لیے تو اتنا کافی ہے کہ ہم ناراض ہو جائیں گے' وہ اسی پر ہی موت سمجھتے ہیں یہ تو ان کے لیے ہے جو جوتوں کے بندے ہیں بغیر جوتے کے سیدھے نہیں ہوتے ان کو کہا کہ نہیں باز آ ؤ گے تو ڈنڈا لگائیں گے تم کو۔ یہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عاشقوں کے لیے نہیں ہے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذرا سی ناراضگی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم دیکھتے تھے تو ان کے دل کٹ جاتے تھے۔

صحابیؓ کا قصہ

اُن صحابی کا واقعہ مشہور ہے کہ جس نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک پھیر لیا۔ فکر ہوئی میرا محبوب ناراض ہوگیا۔ کسی سے پوچھا کیا مسئلہ ہوا ہے؟ انہوں نے کہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تھے۔ تیرا مکان دیکھا پوچھا یہ کس کا مکان ہے چونکہ اس زمانے کے رواج کے خلا

ف بہت اونچا مکان بنالیا تھا اس لیے کہ انسان کوئی ایسا کام کرے جس سے ساتھ والے کی تحقیر ہو اور ساتھ والے کا دل دکھے تو شریعت اس کو پسند نہیں کرتی۔ بس انہوں نے جا کر مکان ہی گرادیا پھر ایک دفعہ آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے تو مکان نہ دیکھا دریافت کیا تو صحابہ نے بتلایا کہ آپ کی ناراضگی محسوس کرلی تھی اور گرادیا تھا آپ ﷺ بہت خوش ہوئے آپ نے اس لیے ناپسند کیا تھا کہ اس سے دنیا میں رغبت اور دوسروں کی دل آزاری کا خدشہ تھا۔

حضرت میاں اصغر حسینؒ کی احتیاط

ہمارے دیوبند کے بزرگوں میں میاں اصغر حسین صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ تھے حضرت مفتی محمد شفیعؒ کے استاذ بھی تھے اور ان کو محبت بھی تھی مفتی صاحب سے تو ان کے بارے میں لکھا ہے کہ جب آم کے موسم میں آم آتے جو شاگرد اور مریدین ان کے لیے لایا کرتے تھے کھانے کے بعد فرمایا کرتے خدام سے کہ ان آموں کی گٹھلیاں بستی سے دور پھینک کے آنا اس لیے کہ ہمارے آس پاس غریبوں کی بستی ہے تو ان کے دل دکھیں گے کہ یہاں اتنے سارے چھلکے اور گٹھلیاں پڑی ہیں اور ہمیں مہینوں آم کھانے کو نہیں ملتے۔

شریعت مطہرہ کا کمال

شریعت نے اتنا خیال کیا ہے کہ اگر کسی آدمی کے دو بیٹے ہیں اور ایک بیٹے کی اولاد ہے دوسرے کی نہیں تو فرمایا کہ جس کی اولاد ہے اس کو چاہیے کہ بے اولاد کے سامنے اپنے بچے کو پیار نہ کرے کہ کہیں اس کا دل نہ دکھ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی شریعت مطہرہ ہمارے لیے بنائی ہے کہ ایسی زندگی نہ گزارو کہ دائیں بائیں کی خبر نہ لو کہ تمہارے عمل سے کسی کو دکھ پہنچ رہا ہے تمہیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔

میرے دوستو! شریعت میں بڑی باریکی ہے یہاں تک کہ آپ کے دو بیٹے ہیں

ایک کوخوب پیار کرر ہے ہیں دوسرے کونہیں۔ایسا بھی نہ کرو کہ تمہارے دوسرے بیٹے کا دل دکھے کہ ابا اس کو زیادہ پیار کرتا ہے مجھے نہیں کرتا اسی لیے بزرگ شاعر سید جگر صاحب مرادآبادی فرماتے ہیں۔

مجھے یہ وہم رہا مدتوں کہ جرأتِ شوق
کہیں نہ خاطر معصوم پہ گراں گزرے

پوری زندگی ایسی گزرے کہ میرے اور آپ کے عمل سے کسی معمولی مخلوق کو بھی تکلیف نہ ہو۔

ایک اللہ والے کا قصہ

ایک اللہ والے سے کسی نے کہا کہ حضرت! ماشاءاللہ آپ کے حالات پہلے سے بڑے اچھے ہو گئے پہلے رزق کے معاملے میں بڑی تکلیف تھی اب بڑی آسانی ہو گئی۔ فرمایا کہ بھئی! میں نے اس کے لیے کوئی لمبا چوڑا چلہ نہیں کاٹا ہے نہ کوئی خاص وظیفہ کیا جو غیب سے پیسے لا کر دے بس مجھے ایک دن خیال آیا میرے گھر میں چیونٹیوں کا بل ہے تو میں نے سوچا کہ دیکھو یہ بے چاری جان ہتھیلی پر رکھ کے اپنی خوراک کے لیے نکلتی ہیں کسی کے پاؤں کے نیچے آجائیں دوسرے کیڑے مکوڑے ان کو کھا جائیں۔تو میں نے کیا کیا کہ وہ جو خشک سوکھے ٹکڑے میرے پاس تھے وہ میں باریک کر کے بل کے پاس ڈال دیتا کہ ان کو دور نہ جانا پڑے اور ان کی جان محفوظ رہے اور تکلیف سے بچ جائیں فرمایا کہ جس دن سے میں نے یہ عمل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے میرے روٹی آسان کر دی ہے کہ میری مخلوق کا تو خیال کرتا ہے تو ہم تیرا خیال کیوں نہ کریں۔

ان اللّٰہ معنا

تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق تھے کہ انہیں آپ کا غم ستاتا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر! تیرا ان دو

کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔قرآنِ کریم کی آیت مبارکہ اتری"**لاتحزن انّ اللّٰہ معنا**" کہ کوئی غم مت کیجیے اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

یاد رکھیئے! حزن اور خوف یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔حزن کہا جاتا ہے جو دوسرے کا غم ہو کسی کو اولاد کا غم ہے بیوی کا غم ہے امت کا غم ہے وہ حزن کہلاتا ہے اور خوف وہ غم ہے جو اپنی جان کے بارے میں لاحق ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کا ڈنڈا جب سانپ بن گیا تو قرآنِ مجید کہتا ہے کہ "**لَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْأُوْلَى**"(سورۃ طٰہٰ آیت ۲۱) کہ خوف نہ کر کیونکہ اُن کو اپنی جان کا خوف تھا لیکن یہاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا فرمارہے ہیں "**لاتحزن**" یعنی تجھے جو پیغمبر کا غم کھائے جا رہا ہے تو غم نہ کر "**انّ اللّٰہ معنا**" (سورۃ التوبہ آیت ۴۰) اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

میرے دوستو! یہ ہے معیت خاصہ یہ دوستی کا ساتھ تھا یہ محبت کا ساتھ تھا یہ ولایت کا ساتھ تھا۔

معیت الٰہیہ کے لیے پہلا کام

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو تم میرا یہ ساتھ کیسے لے سکتے ہو؟ فرمایا دو کام کرنے پڑیں گے تمہیں نمبر ایک "**إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوا**"(سورۃ النحل آیت ۱۲۸) کہ تقویٰ اختیار کرو ایمان تو ہے الحمدللہ بس تقویٰ اختیار کرو گناہوں کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو چھوڑ دو جب تم گناہ کو چھوڑ دو گے تو خدا کی دوستی اور معیت خاصہ تمہیں ملے گی۔لوگ کہتے ہیں گناہ چھوٹتے نہیں ماحول بہت خراب ہے۔آج ایک لفظ عام طور سے ہم بولتے ہی انوائرمنٹ (Environment) بہت خراب ہے بہت گندہ ہے۔تو مولانا صاحب! گناہ سے ہم کیسے بچ سکتے ہیں۔تو یہ فقیر اکثر

عرض کرتا ہے کہ قرآنِ کریم میں حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو واقعہ بیان ہوا ہے یہ کوئی لو اسٹوری (Loev story) نہیں ہے قرآن لواسٹوری کی کتاب نہیں ہدایت وموعظمت کی کتاب ہے قرآنِ مجید نے یہ بتایا ہے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام جس ماحول میں تھے وہ گناہ کا ماحول تھا چنانچہ قرآنِ مجید نے یہ نہیں کہا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زلیخا نے گناہ کی دعوت دی بلکہ فرمایا" **وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهِ** "(سورۃ یوسف آیت ۲۳) کہ پھسلایا بہلایا اور گناہ کی دعوت دی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس عورت نے جس کے گھر میں پل رہے تھے جس کے گھر میں رہ رہے تھے ماحول بتایا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اردگرد گناہ کا ماحول ہے۔ گھر کے اندر بند ہیں غلام ہیں زرخرید ہیں بچپن سے جوانی تک وہاں پلے بڑے ہوئے اور وہ عورت ان پر حملہ آور ہے اور دعوتِ گناہ دیتی ہے جو گھر کی مالکن ہے۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس گناہ کے ماحول کا مقابلہ کیسے کیا؟ خالی دعائیں نہیں کرتے رہے کہ یا اللہ! گناہ سے بچالے گناہ سے بچالے یا تسبیح شروع کردی ہو کہ بیٹھ کر تسبیح کرو جس سے میں گناہ سے بچ جاؤں "**واستبقا الباب**" کہ ہمارا یوسف گناہ چھوڑ کر ہماری طرف بھاگا وہ پیچھے بھاگی یہ آگے بھاگے دروازے پر تالا لگا ہوا ہے۔

آج کہتے ہیں ماحول بڑا خراب ہے (کیا موجودہ ماحول میں گناہوں کے مواقع پر تالے لگے ہوئے ہیں کہ ہم بھاگ نہیں سکتے؟) لیکن حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمت نہیں ہاری کہ ہمت کر کے بھاگنا میرا کام ہے آگے اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ دروازے تک پہنچے ساتوں دروازے اللہ تعالیٰ نے کھول دیے۔ یہ طریقہ بتلایا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے گناہ سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟"**فَفِرُّوا إِلَى اللّٰهِ**" (سورۃ الذاریٰت آیت ۵۰) ہمت کر کے خدا کی طرف دوڑو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت تمہیں

اپنی آغوش میں لے لیگیا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو ہر جگہ منتظر ہے۔

شیطان کے حملے

شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں اس انسان کو گمراہ کروں گا اور کیسے گمراہ کروں گا "**ثُمَّ لآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَآئِلِهِم** "(سورۃ الاعراف آیت ١٧) میں گناہ لے کر آگے سے آؤں گا پیچھے سے آؤں گا دائیں سے آؤں گا بائیں سے آؤں گا چاروں طرف سے گناہ سے گھیروں گا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت کریمہ میں اوپر کا ذکر نہیں ہے کہ شیطان اوپر سے بھی حملہ کرے گا صرف آگے پیچھے اور دائیں بائیں کا ذکر ہے۔ یہ اوپر کا راستہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے رکھا ہے کہ جب تجھے گناہ ان چہار اطراف سے گھیر لیں تو اوپر کی طرف نظر کرنا ہم تجھے گناہ کے ماحول میں سے نکال لیں گے جیسے حادثوں میں ہیلی کاپٹر اوپر سے رسہ پھینک کر نکال لاتا ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ چاروں اطراف سے حملہ کر سکتا ہے لیکن آسمان کی طرف سے حملہ نہیں کر سکتا یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندے کے درمیان رابطہ رکھا ہے کہ تو ہمت کر کے ہم سے رابطہ کر ہم تجھے گناہ سے بچائیں گے۔

دیکھئے! میرے دوستو! اگر گناہ سے بچنا ہمارے لیے ممکن نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی گناہ سے بچنے کا حکم نازل نہ فرماتے اس لیے کہ "**لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً إِلَّا وُسْعَهَا**"(سورۃ البقرۃ آیت ٢٨٦) اللہ ہر انسان پر اتنا ہی بوجھ ڈالتے ہیں جس کا انسان مکلّف ہوتا ہے اور تحمل کر سکتا ہے۔

گناہ سے بچنے کے طریقے

تو میرے دوستو! معلوم ہوا ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں اسی لیے بزرگوں نے لکھا ہے کہ گناہ سے بچنے کے تین طریقے ہیں۔ نمبر(١) ہمت سے کام لے کسی گناہ کو معمولی

نہ سمجھیں خواہ چھوٹا گناہ ہو۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا حضرت! صغیرہ کبیرہ (چھوٹا بڑا گناہ) کا فرق سمجھا دیں! فرمایا کہ صغیرہ چھوٹا سانپ ہے کبیرہ بڑا سانپ ہے تو کیا کوئی پسند کرے گا کہ مجھے چھوٹا سانپ کاٹ لے کیا کوئی پسند کرے گا کہ اُسے چھوٹا بچھو کاٹ لے؟ فرمایا سانپ دونوں ہیں صغیرہ و کبیرہ کا مرتکب خطرے میں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! صغیرہ کبیرہ کیا ہے؟ تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رونے لگے فرمایا ظالم گناہ کو دیکھ اور خدا کی عظمتوں کو دیکھ کہ کس کے حق میں گناہ کرنا چاہتے ہو۔

مجھے بتایئے ایک آدمی کسی چھوٹے کو گالی دیتا ہے اور ایک اپنے باپ کو گالی دیتا ہیدونوں میں فرق ہے یا نہیں؟ مؤخرالذکر یعنی باپ کے احسانات اور اس کی عظمتوں کی وجہ سے اس گالی کی شناعت اور قباحت زیادہ ہے اب یہ انسان راندہ درگاہ ہوگا۔ خدا کے عذاب کا مستحق ہوگا حالانکہ چھوٹے کو وہی گالی دی لیکن باپ کی عظمت کی وجہ سے اور اس کے مرتبے کی وجہ سے یہ گالی اور گالیوں سے بڑھ کر بدبختی کی علامت ہے۔ تو حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا خدا کی عظمتوں کو دیکھ بڑائیوں کو دیکھ اور گناہ کو دیکھ تو صغیرہ کبیرہ مجھ سے پوچھتا ہے۔ تو گناہ سے بچنے کے لیے پہلا کام خود ہمت کرے نمبر (۲) اللہ تعالیٰ سے ہمت کی دعا کرے کہ یا اللہ! مجھے تو ہمت دے کہ میں گناہ سے بچ جاؤں گناہوں کی جو عاداتِ خبیثہ مجھے پڑ گئی ہیں اس سے میں نکل جاؤں اس کے لیے مجھے ہمت عطا کر اور ہمارے اندر ہمت ہے اور استعمال ہمت کی قدرت بھی ہے لیکن اس قدرت کو استعمال نہیں کرتے پاور ہے لیکن (Use) استعمال نہیں کرتے اور جب تک پاور کو استعمال نہیں کروگے اس وقت تک تو کام نہیں بنے گا اور نمبر (۳) اہل ہمت کی صحبت اختیار کرو ہمت والوں کے ساتھ رہو

نیک لوگوں کی اللہ والوں کی صحبت اختیار کرو تو گناہ سے بچنے کی ہمت خود بخود تم میں پیدا ہوتی چلی جائے گی بس یہ کام جو آدمی کرے گا ان شاءاللہ گناہ سے بچنا اس کے لیے آسان ہو جائے گا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ معیت خاصہ یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص دوستی حاصل کرنے کا طریقہ قرآنِ کریم نے بتلایا کہ گناہ چھوڑ دو تقویٰ اختیار کرو۔

تقویٰ کی باریکی

اور اتنا باریک تقویٰ ہونا چاہیے کہ معمولی سی بھی اگر نافرمانی ہو جائے تو انسان کا دل پریشان ہو جائے شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ میں چوری نہیں کرتا میں حرام نہیں کماتا بس دو چار بڑی بڑی باتیں یاد کرلیں کہ ہم ایسا کوئی گناہ تو کرتے نہیں لہٰذا ہمارے اندر تقویٰ تو ہے حالانکہ اس نے تقویٰ کی حقیقت ہی نہیں سمجھی اگر تقویٰ کی حقیقت سمجھی ہوتی تو معمولی نافرمانی پر بھی دل کی دنیا میں ہلچل مچ جاتی۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی راستے سے گزر رہے تھے ہوا چلی اور ایک گھر کا پردہ ہٹا تو ایک عورت جو نہا کر بال کھولے ہوئے تھی اس پر نظر پڑ گئی بس دل پر بوجھ ہو گیا کہ میں نیچے دیکھ کر کیوں نہ چلا میں نے اِدھر اُدھر نظر کیوں کی۔ وہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس گئے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھ پر حد جاری کر دیجیے! کوڑے مارنے حکم فرما دیں کیسا احساس تھا آپ علیہ السلام نے تفصیل پوچھی فرمایا ٹھہرو میرے ساتھ نماز پڑھو نماز پڑھ لی عصر کی نماز کا وقت تھا پھر کھڑا ہو گیا "اِقِمْ علی الحد یا رسول اللّٰہ!" اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھ پر حد جاری کیجیے! مجھ سے بہت بڑا گناہ ہو گیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے عصر کی نماز پڑھی؟ عرض کیا جی پڑھ لی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ کو معاف فرما دیا۔

میرے دوستو آج ہمارے نزدیک تو اس گناہ کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے ہم اس کو معمولی بات سمجھتے ہیں لیکن جتنا ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل صاف تھا اتنا انہوں نے اس سیاہی کو محسوس کیا حد جاری کروانے کے لیے پہنچ گئے۔اس درجے کا تقویٰ کا انسان میں ہونا چاہیے کہ کوئی نافرمانی اور کوئی معمولی سی خلاف ورزی ہو جائے تو آدمی کا دل بے چین ہو جائے۔تو پہلی چیز تقویٰ اختیار کرو گناہ چھوڑ دصغیرہ کبیرہ کی تقسیم نہ کرو کہ چھوٹا ہے یا بڑا ہے گناہ ہی نہ کرو اور ہو جائے تو رو رو کر رب کو منالو دیر نہ کرو کہ کل کو توبہ کر لیں گے پرسوں کر لیں گے بلکہ گناہ کے ہوتے ہی فوراً خدا کے دربار میں گر پڑو اللہ تعالیٰ مجھے معاف کردے۔ربنا کہو۔

ربنا نازل کرنے کی حکمت

ربنا اے ہمارے رب "ربنا ظلمنا انفسنا" یہ ربنا کیوں نازل کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ رب ہیں رب کے معنی پالنے والا۔

میرے شیخ فرماتے ہیں جس طرح بچے سے ابا کے حق میں کوئی کوتاہی ہو جائے تو وہ یہ نہیں کہے گا اپنے ابا کو ڈاکٹر صاحب مولانا صاحب مفتی صاحب وغیرہ وغیرہ یہ کہنے سے کیا رحم آئے گا بلکہ کہے گا ابا جی معاف کر دیں معاف کر دیں میرے ابا معاف کر دیں تو اس کی شفقت پدری کو جوش آئے گا اور معاف کر دے گا تو اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہی دعا سکھائی تھی ربنا کہو اے ہمارے پالنے والے جب تم یہ کہو گے تو مجھے رحم آجائے گا میں تمہیں معاف کر دوں گا اس لیے حدیث شریف میں آتا ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ آدمی نماز پڑھتا ہے اور پھر تین بار کہتا ہے یا رب! یارب! یارب! اے پالنے والے! اے پالنے والے! اے پالنے والے!۔فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں دعا قبول فرما لیتے ہیں۔

دو چیزیں بلاشرط

تو میرے دوستو! پہلی چیز جو خدا کی معیت اور دوستی مجھے اور آپ کو دلا سکتی ہے وہ ہے ترک معصیت یعنی گناہ چھوڑ دے بے قاعدگی ہو جائے تو فوراً توبہ کر لے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں دروازہ کھلا ہوا ہے۔ یاد رکھو! دو چیزوں کے لیے کوئی شرط نہیں ہے۔ نماز پڑھنے کے لیے تو شرائط ہیں وقت سے پہلے نہیں پڑھ سکتے بلا وضو نہیں پڑھ سکتے بغیر طہارت بلا قبلہ غرض کتنی شرائط ہیں روزے کی شرائط ہیں حج کی شرائط ہیں زکوٰۃ کی شرائط ہیں لیکن دو چیزوں کے لیے کوئی شرط نہیں ہے نمبر (۱) توبہ اور رجوع الی اللہ کے لیے اور نمبر (۲) ذکر اللہ یعنی خدا کو یاد کرنے کے لیے جب چاہے توبہ کر لو جس حالت میں چاہو توبہ کر لو ہر وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور ذکر کرنا چاہو جس حالت میں چاہو تم ذکر کر لو خدا قبول فرمالیں گے بلکہ ایک حدیث شریف ہے کہ ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرا ایک عمل ہمارے پاس ہے وہ کہے گا کونسا عمل یا اللہ؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو بیمار تھا اور نیند میں تھا تو نیند میں تو نے کہا یا اللہ! تو تو سو رہا تھا لیکن تیرا رب جاگ رہا تھا ہم نے اسی وقت نوٹ کر لیا کہ تو نے ہمیں پکارا ہے۔ تیرا وہ عمل ہمارے ریکارڈ میں ہے ہم اس کی بنیاد پر تیری بخشش کرتے ہیں۔

معیت الٰہیہ کے لیے دوسرا کام

تو میرے دوستو! تقویٰ کے ساتھ ساتھ دوسری چیز کیا ہے؟ ''والذین ھم محسنون'' مقام احسان حاصل کریں جس کو عام اصطلاح میں کیفیت احسانیہ کہتے ہیں اور مقام احسان کیا ہے۔

میرے دوستو! ایک خالق کے ساتھ احسان ہے ایک مخلوق کے ساتھ احسان ہے۔ خالق کے ساتھ احسان کیا ہے ''ان تعبد اللہ کانک تراہ'' کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ

تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ بتائیے یہ یقینی بات ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

ایک لڑکی کا قصہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو گشت کر رہے ہیں مدینہ شریف کی بستی ہے ماں بیٹی آپس میں جھگڑا کر رہی ہیں ماں کہہ رہی ہے بیٹی! میں بیوہ تو یتیم اونٹنی کا دودھ تھوڑا ہوتا ہے اس میں پانی ملا دے تا کہ زیادہ ہو جائے اور ہمیں زیادہ دام ملیں۔ تو بیٹی نے کہا اماں! آپ کو پتہ ہے امیر المومنین نے اعلان کیا ہے کہ کوئی دودھ میں پانی نہ ملائے۔ آپ یہ کیسے کہہ رہی ہیں؟ تو ماں نے کہ امیر امومنین تو گھر میں سو رہے ہیں انہیں کیا خبر ہمارے حالات کیا ہیں؟ حضرت عمر رضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر سن رہے تھے۔ بیٹی کو مقام احسان حاصل تھا کہنے لگی اماں! امیر المومنین تو سو رہے ہیں لیکن امیر المومنین کا رب تو نہیں سو رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً خادم سے کہا کہ اس مکان کو نشان لگاؤ صبح کو پتہ کیا اور اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ تم میں سے کوئی اس امر پر تیار ہے کہ میرے کہنے پر شادی کرے حضرت عاصم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں کہنے لگے ابا! میں تیار ہوں۔ پیغام نکاح بھیجا گیا وہی بچی جو صبح کو بیوہ کی بیٹی تھی اور یتیم تھی شام کو امیر المومنین کی بہو بن گئی اور یہی وہ لڑکی ہے جس کی اولاد میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی شخصیت پیدا ہوئی جن کو خلیفہ خامس (پانچواں خلیفہ) کہا جاتا ہے وہ انہی کی اولاد میں تھے کیونکہ زمین اعلیٰ ہو تو کھیتی بھی اعلیٰ نکلتی ہے اس لیے کہتے ہیں عورتوں کی تربیت کرو تا کہ زمین اعلیٰ ہو اور ان کی گود میں پلنے والے بچے بھی اللہ والے ہوں۔

مقام احسان

تو میرے دوستو! یہ مقام احسان ہے کہ انسان ہر وقت یہ خیال کرے کہ میرا اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو یہ کیفیت جس کو حاصل ہوگئی وہ گناہ نہیں کرے گا اس لیے

ہمارے دادا پیر حضرت سلطان العارفین مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مراقبہ بتاتے تھے کہ روزانہ پانچ منٹ اس آیت کا مراقبہ کرو "أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ" (سورۃ العلق آیت ۱۴) اے انسان تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے عقیدہ تو سب کا ہے ہم سب کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں لیکن استحضار نہیں ہے بھول جاتے ہیں اگر گناہ کرتے ہوئے یاد آجائے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے تو کیسے گناہ کرے گا گناہ کرنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس کو اس بات کا خیال ہی نہیں ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے۔ اس لیے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اے انسان! تو کیسا بے حیاء ہے کہ اگر تو کمرے میں گناہ کر رہا ہو اور تیرا دروازہ ہوا سے بجنے لگے تو تو گناہ چھوڑ دیتا ہے مخلوق کو دیکھ کر تو گناہ چھوڑتا ہے لیکن تجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ خدا کی ذات ہر وقت تمہارے ساتھ ہے تو اس کی موجودگی میں گناہ کرتا ہے۔

تو میرے دوستو! تقویٰ کے ساتھ مقام احسان حاصل کریں ہر وقت اس بات کو یاد رکھیں کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ دوستو! یہ مشق کرنے سے آتا ہے۔ یہ بزرگوں نے مشق ویسے ہی نہیں بتائی چلتے پھرتے سوچے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے کہ میں بازا رجا رہا ہوں میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوں میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے کہ میں فلاں کام کر رہا ہوں میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے کہ میں سو رہا ہوں میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے میں کھا پی رہا ہوں جب انسان اس کی مشق کرتا ہے تو چوبیس گھنٹے یہ سبق یاد رہتا ہے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ تو میرے دوستو! محبت بھی پھر بڑھ جاتی ہے جب آدمی یہ دیکھے کہ میرا ابا مجھے دیکھ رہا ہے تو ابا کا پیار بڑھ جاتا ہے اور جب یہ دیکھے کہ میرا ربا مجھے دیکھ رہا ہے تو پیار بھی بڑھے گا اور گناہ کرنا بھی مشکل ہو جائے گا۔

حضرت ابن عمرؓ اور چرواہا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ آپ نے پڑھا ہوگا (تبلیغی نصاب) میں یہ واقعہ موجود ہے کہ حضرت سفر سے آرہے تھے تو ایک چرواہا ملا تو آپ نے اس چرواہے سے پوچھا کہ کوئی بکری ہمیں دیدو۔ تو اس نے کا کہا جی بکریاں میری نہیں ہیں آپ نے کہا قیمتاً دیدو۔ کہا میری نہیں ہیں۔ آپ نے پوچھا تیرا مالک کہاں ہے؟ کہا وہ تو مدینے میں ہے۔ آپ نے کہا تیرے مالک کو کیا پتا اگر ہزار پندرہ سو میں سے ایک بکری کم ہوگئی تو۔ اس نے کہا "این اللّٰہ" کہ اللہ کہاں جائے گا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ "این اللّٰہ این اللّٰہ" کہتے کہتے مدینہ شریف آئے اور اس چرواہے کے مالک کے پاس گئے۔ کہا کہ تیرا فلاں غلام میں خریدنا چاہتا ہوں۔ تو اس نے کہا حضرت آپ تو ہمارے بڑوں کی اولاد ہیں میں کیسے انکار کرسکتا ہوں اور وہ غلام بیچ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا بکریاں بھی بیچ دو کہا بکریاں بھی بیچ دیں۔ خرید لیا سودا ہوگیا شام کو جا کر باہر کھڑے ہوگئے وہی چرواہا بکریاں لے کر آرہا تھا آپ اس سے ملے وہ پہچان گیا آپ نے اس سے فرمایا سن تو میرا غلام ہے میں تجھے خرید چکا ہوں اور بکریاں بھی خرید چکا ہوں کہا آقا اب کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ تجھے بھی آزاد کیا اور بکریاں بھی تیری ملکیت میں دیں جا اللہ کو راضی کر۔ ایسا انسان جس کو اپنا رب ایسے یاد ہو اس کو کسی کی غلامی کا پابند نہیں ہونا چاہیے۔

اخلاق کی حقیقت

تو میرے دوستو! مقام احسان کیا ہے کہ انسان ہر وقت یاد رکھے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور مخلوق کے ساتھ احسان کرے "احسن الٰی من اساء الیک" کہ احسان کر اس کے ساتھ جو تجھ سے برائی کرے۔ احسان کے بدلے میں احسان کرنے کا نام احسان نہیں ہے آج لوگ اخلاق کی تعریف کیا کرتے ہیں آج اخلاق کس کو سمجھا

جاتا ہے؟ کسی نے چائے پلائی تو آپ بدلے میں کافی پلادی اس نے پانی پلایا تو آپ اس کو روح افزا پلادیں اس نے روسٹ کھلایا تو آپ اس کے بدلے میں مچھلی کھلادی کہتے ہیں بڑا اخلاق ہے ان کا۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ نے عجیب ارشاد فرمایا کہ اخلاق یہ ہے کہ دوسرے کی ایذاء پر صبر کر یکوئی تکلیف پہنچادے تو صبر سے کر لے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق دیکھو۔

اخلاق پیغمبر علیہ السلام

ایک یہودی آواز لگاتا پھر رہا ہے مدینہ میں ہے کوئی جو کھجوریں لینے والا میں ادھار بھی دے دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو بلاؤ! اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرورت تھی کھجوروں کی دن طے ہوگیا کھجوریں لے لیں۔ ابھی دن آیا نہیں قرضہ کا وہ آ گیا بھری مجلس ہے کھڑا ہوگیا اے امیوں کے رسول میرا قرضہ دیجیے! تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تو وقت نہیں آیا۔ ابھی تو دن باقی ہیں تو وقت سے پہلے مطالبہ کر رہا ہے اس نے کہا نہیں نہیں آج ہی کا وعدہ تھا اور اس نے بھرے مجمع میں کہا کہ یہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ لوگوں سے قرض پر چیزیں لیتے ہو اور پھر ہڑپ کر جاتے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے تلوار نکال لی فرمایا کیا بکتا ہے تو؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! تو نے اچھا نہیں کیا میں اس کا مقروض ہوں اور جس کو قرض لینا ہوتا ہے تو "انّ لصاحب الحق مقالًا" قرض لینے والا دو چار گرم باتیں بھی کرے تو برداشت کرنی چاہئیں۔ تو نے اچھا نہیں کیا عمر! معافی مانگ اس سیتو نے اس کو تلوار سے ڈرایا تجھے یوں چاہیے تھا کہ مجھے کہتا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! اس کا قرضہ دے دیں اور اس کو کہتا کہ بھائی آپ نرمی سے مانگیں تو نے اس کو تلوار سے ڈرایا چل قرضہ بھی ادا کر اور اس کے ساتھ اس کو

ہدیہ بھی دے کیونکہ تو نے اس کا دل دکھایا ہے بس وہ آگے بڑھا چیخ مار کر پیغمبر علیہ السلام کے قدموں میں آگرا اور کہنے لگا میں نے تورات میں پڑھا تھا وہ امیوں کا رسول وہ آخری پیغمبر ایسا حلیم الطبع ہوگا ایسا بردبار ہوگا کہ گستاخوں کو بھی معاف کردے گا۔ میں نے وہ نشانی دیکھ لی ہاتھ پڑھایئے مجھے کلمہ پڑھادیجیے! میں آپ پر ایمان لاتا ہوں۔

صلہ رحمی

تو میرے دوستو! اخلاق اور احسان یہ نہیں ہے کہ آدمی بدلہ دے آج تو معاملہ اس قدر خراب ہے کہ انسان رشتہ داریوں میں بھی اس بات کو دیکھتا ہے کہ میرے ساتھ فلاں رشتہ دار نے کیا سلوک کیا ہے حالانکہ صلہ رحمی میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدلہ کے لیے پابند ہی نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا **صل من قطعک** کہ جو قطع رحمی کرے تو اسکے ساتھ صلہ رحمی کر۔

میرے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے تو بڑی پیاری بات فرمائی کہ رشتہ داریوں میں یہ بھی امید نہ رکھو کہ غلطیاں کرنے والے تم سے معافیاں مانگیں بلکہ خود ہی ان کے معافی کا انتظار کیے بغیر انہیں معاف کردو اور ان کے حقوق کو پورا کرو۔

پھر بعض ایسے ہیں کہ ان سے آدمی معافی مانگے تو معاف بھی نہیں کرتے۔

حدیث شریف میں آتا ہے لعنت ہے اس انسان پر جس سے کوئی بھائی معافی مانگے اور وہ اس کو معاف نہ کرے۔ آپ نے واقعہ نہیں سنا مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خادم نے غلطی کی اور کہا غلطی ہوگئی مجھے معاف کردیں۔ آپ نے کہا کب تک تجھے بھگتوں۔ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو فرمایا اے بھتیجے جتنا تجھے اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت کے دن بھگتوانا ہے اتنا یہاں

بھگت لے انسان جب مخلوق سے احسان کا سلوک کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس بندے پر رحم فرماتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے شخص کا قصہ

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوا یہ بنی اسرائیل کا واقعہ ہے لوگ اس سے قرض لے جاتے تو محبت سے قرض کا تقاضا کرتا جو واقعی غریب ہوتا اور کے پاس دینے کو کچھ نہ ہوتا تو معاف کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو بندہ ہو کر بندوں کو معاف کر سکتا تھا کیا میں اللہ ہو کر تجھے معاف نہیں کر سکتا جا میں نے تیری مغفرت کر دی۔

سبزی فروش بزرگ

ایک اللہ والے تھے سبزی فروش تھے لوگ ان کے پاس کھوٹے پیسے لے آتے تو وہ کھوٹے پیسے رکھ لیتے اور ان کو سبزی دے دیتے لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ یہ بزرگ بہت ہی سادہ ہیں ان کو کھرے کھوٹے کی پہچان نہیں ہے۔

اور وہ بزرگ تمام کھوٹے سکے جمع کرتے رہے جب فوت ہونے لگے مرض الوفات میں تھے چونکہ بہت نیک تھے اللہ والے تھے خلق کے قلوب میں محبت تھی سب عیادت کے لیے جمع ہو گئے کہ حضرت کا آخری وقت ہے علماء وصلحاء کا مجمع تھا تو اپنے بیٹے سے کہا کہ جاؤ ایک تھیلی فلاں الماری میں رکھی ہے وہ تھیلی لے آؤ وہ تھیلی لے آیا وہ تھیلی انہی کھوٹے پیسوں کی بھری ہوئی تھی تو کھوٹے پیسوں کا اپنے سامنے ڈھیر لگا دیا اور کہنے لگے اللہ! تیری مخلوق کھوٹے پیسے لے کر آتی تھی مجھے شرم آتی تھی کہ میں واپس کروں ان کی شرمندگی کی وجہ سے میں کھوٹے پیسے قبول کرتا رہا میں تو بندہ تھا محتاج تھا اور آپ تو صمد اور غنی ہیں اگر میرے اعمال کھوٹے ہیں تو واپس نہ فرمانا اتنی بات کہی کلمہ پڑھا دنیا سے چلے گئے۔ اس دن پتہ چلا کہ یہ کتنے ہوشیار تھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا

سودا کر رہے تھے ہم سمجھ رہے تھے کہ ان کو عقل نہیں ہے کھرے کھوٹے کی پہچان نہیں ہے۔ یہ بزرگ تو مخلوق کے ساتھ احسان کر کے خدا سے بدلے کے امیدوار تھے۔ ساری رحمتیں لُوٹ کر چلے گئے "وھم محسنون" اللہ نے فرمایا تقویٰ کے ساتھ احسان کی کیفیت پیدا کرو مخلوق کے ساتھ بھی احسان اور خالق کے ساتھ بھی احسان اس سبق کو یاد کرو۔

میرے دوستو! یاد کرنے سے آئے گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے فجر کے بعد بیٹھ کر دو تین منٹ سوچو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ فرمایا یہ ایسے ہوگا جیسے گھڑی میں چابی تو دی جاتی ہے دو تین منٹ میں اور چوبیس گھنٹے پھر گھڑی چلتی رہتی ہے۔ فرمایا اس تھوڑے سے مراقبے سے انشاء اللہ ایک وقت آئے گا خدا کی ذات کو تمہارا دل بھلا نہ سکے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ذرا دیر کے لیے کوئی بھولتا ہے تو وہ مردوں میں شمار ہوتا ہے۔

حقیقی مردہ کون

میرے شیخ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک واقعہ سنایا جب ہم جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں پڑھتے تھے طالب علم تھے سنہ ۸۱ء کی بات ہے کہ ایک اللہ والے اپنے ایک دوست اللہ والے سے ملنے جا رہے تھے اس اللہ والے کو یہ کرامت حاصل تھی کہ وہ جانوروں کی زبان سمجھتے تھے۔

چلتے چلتے راستے میں دو پہر ہوگئی سوچا تھوڑا آرام کروں درخت کے نیچے لیٹ گئے تو دو چڑیاں آپس میں باتیں کر رہی تھیں کہ یہ آدمی جس بزرگ سے ملنے جا رہے ہیں وہ تو مر گئے۔

تو بڑا غم ہوا کہ میرا دوست مر گیا۔ پھر سوچا چلو جا کر ان کے بچوں سے تعزیت کروں گا تو وہاں جا کر کسی سے پوچھا قبرستان کہاں ہے کیونکہ فلاں بزرگ فوت

ہو گئے ہیں پہلے میں ان کی قبر پر جاؤں گا۔ اس نے کہ بھئی! بڑی عجیب بات ہے آپ ہمارے بزرگ کو مردہ کہہ رہے ہو الحمد للہ وہ تو خیریت سے ہیں بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں یہ بڑے حیران ہوئے کہ انسان تو جھوٹ بو سکتا ہے اب جانور بھی جھوٹ بول رہے ہیں تو خیر وہاں پہنچے ملاقات ہوئی تو وہ اللہ والے پہچان گئے کہ ان کو کچھ پریشانی ہے تو پوچھا آپ کچھ پریشان ہیں دل میں کوئی بات ہے بتاؤ! تو انہوں نے بتادیا کہ یہ واقعہ ہوا تو وہ رونے لگ گئے اور پوچھا کونسا وقت تھا۔ انہوں نے بتلایا فلاں وقت تھا تو فرمایا ہاں اس وقت میں خدا کی ذات سے غافل ہو گیا تھا اور خدا کی یاد سے غفلت موت ہے تو ان جانوروں کی نظر میں میں مردہ ہو گیا۔ صحیح کہا ہے کسی نے ؎

تری یاد ہے میری زندگی تجھے بھولنا میری موت ہے

انسان کی قیمت

میرے شیخ فرمایا کرتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کا عشق اللہ تعالیٰ کا تعلق نصیب نہیں ہے تو اس انسان کی مثال ہگنے موتنے والی مشین کی ہے ہے کہ جس میں بہترین چیزیں ڈالتے ہو اور اس میں سے گندگی بن کر نکل آتی ہے۔ دنیا میں کوئی مشین ایسی نہیں ہے ورنہ مشین میں جیسا مال ڈالو گے ویسا ہی بلکہ اس سے اچھا مال بنا کر نکالتی ہے۔

ایک اللہ والے جارہے تھے راستے میں ایک گٹر کی صفائی ہو رہی تھی تو مریدین نے ناک پر ہاتھ اور کسی نے رومال رکھ لیا تو اللہ والے آگے چلے گئے اور فرمایا یہ گٹر کچھ کہہ رہا ہے۔ پوچھا کہ حضرت کیا کہہ رہا ہے؟ فرمایا یہ کہہ رہا ہے میں تو کل تک بہترین بریانی پاپڑ سموسے قورمہ روٹیاں سب کچھ تھا۔ اے انسانو! ایک رات تمہارے ساتھ گزاری تم نے یہ حال کر دیا یہ تمہاری صحبت کا اثر ہے تو مجھے بھاگنا چاہیے نہ یہ کہ تم مجھ سے بھاگو۔ یہ حقیقت فرمائی کہ اگر خدا کا تعلق نہیں ہے تو سوائے ایک ہگنے موتنے کی مشین کے یہ انسان کچھ بھی نہیں ہے اور اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے تو پھر اشرف ترین

مخلوق یہ ہیں فرشتے بھی کہیں گے "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِيْن "(سورۃ الزمر آیت ۷۳) ایسے انسانوں کے وہ بھی خدمت گزار ہوں گے بس میرے دوستو! وقت ختم ہوگیا یہ سب یاد کرلو اگر معیت خاصہ چاہیے اللہ تعالیٰ کی دوستی چاہیے تو پھر دو کام کرلو تقویٰ اختیار کرلو اور مقام احسان حاصل کرلو۔ ہمیشہ یہ استحضار رکھو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو اور اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

وآخر دعوانا أن الحمدللّٰه ربّ العالمين.

أللّٰهم لک الحمد كما أنت أهله فَصَلِّ علىٰ محمد كماأنت أهله وأفعل بنا كما أنت أهله فانّک أنت أهل التقوىٰ وأهل المغفرة. اللّٰهم وفقنا لما تحب وترضىٰ من القول والعمل والفعل والنية والهدى وانک علىٰ كل شيء قدير.

ربّنا تقبل منا انّک أنت السميع العليم وتب علينا انّک أنت التواب الرحيم وَصَلَّى اللّٰه تَعَالىٰ عَلىٰ خير خلقه محمد وآلِه وصحبه اَجمعين.

محمد ایاز خان صاحب کے گھر دعوت طعام

حضرت شیخ نے عشاء کی نماز مسجد عمر میں ادا کی پھر جناب محمد ایاز صاحب کے گھر تشریف لے گئے محمد ایاز صاحب کا تعلق پشاور کے علاقے سے ہے اور ایک عرصہ دراز سے افریقہ میں ہیں اور ایک بڑی تعمیراتی کمپنی کے مالک ہیں ان کا روحانی تعلق حضرت حافظ پیر ذوالفقار علی نقشبندی دامت برکاتہم سے ہے ان کا مکان بہت بڑا اور بہت خوبصورت تھا اور رنگا رنگ اور طرح طرح کے پودوں نے اس کے حسن میں اور اضافہ کر دیا تھا حضرت شیخ کے قیام لوسا کا (Losaka) میں وہ ہر مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور رات گئے تک ساتھ رہتے تھے اور ان کے پاس ایک مشین تھی جن کو ہاتھوں پر چڑھا کر حضرت شیخ کے سر کا مساج کرتے تھے حضرت شیخ سے بہت محبت کا اظہار کیا۔

دعوت پر اہل علم کو خاص طور پر مدعو کیا تھا بڑی ہی پر تکلف دعوت تھی جس میں خاص طور پر تیتر اور بٹیر روسٹ کئے گئے تھے کھانے کے بیچ بیچ میں حضرت شیخ لطائف اور نصیحت کی باتیں بھی سناتے رہے جس سے دعوت کا مزہ دوبالا ہو گیا۔

مجلس بر سلیمان بھائی

دعوت سے فارغ ہو کر حضرت شیخ سلیمان بھائی کے گھر تشریف لائے تو وہاں خصوصی مجلس کے لیے لوگوں کی بڑی تعداد جمع تھی رات سوا دس بجے تک یہ مجلس چلتی رہی اور لوگ علم و عرفان کے گوہر سمیٹتے رہے اور مختلف دینی موضوعات پر سوال جواب ہوتے رہے

۱۷ مارچ بروز بدھ

لیونگ اسٹون (Livingston) کا سفر

لوساکا(Losaka) کے احباب نے لیونگ اسٹون(Livingston) کا سفر ترتیب دیا یہ شہر زامبیا(Zambia) کے جنوب مشرق میں زمبابوے کی سرحد پر ہے اور لوساکا(Losaka) سے ۵۲۵ کلومیٹر دور ہے اور دنیا کا آٹھواں عجوبہ وکٹوریہ فال (آبشار) اسی شہر میں ہے لوساکا (Losaka) اور لیونگ اسٹون (Livingston) کے درمیان کئی چھوٹے چھوٹے شہر تھے جہاں مسلمانوں کی آبادی تھی اور ان حضرات کی خواہش تھی کہ حضرت شیخ ان کے ہاں تشریف لائیں چنانچہ بذریعہ روڑ جانے کا فیصلہ کیا اگر چہ لوساکا(Losaka) سے فلائٹ کی سہولت بھی تھی حضرت شیخ نے راستے کے مسلمانوں کی خواہش کو ترجیح دیتے ہوئے طویل سفر کی مشقت برداشت کی۔

اس سفر میں ڈرائیونگ کی خدمت نواب محمد نادات بھائی نے انجام دی اور ہمسفری کی خدمت عبدالعزیز چتانے کی عبدالعزیز چتا کا تعلق زامبیا(Zambia) کے دوسرے اہم شہر چیپاٹا سے ہے ان کے والد تبلیغی جماعت کے اہم ارکان میں سے ہیں ان کے بعض بھائی اور ہمشیرگان برطانیہ میں مقیم ہیں اور سنہ ۹۰ کی دہائی میں حضرت شیخ سے روحانی اور اصلاحی تعلق رکھتے ہیں اس لیے ان لوگوں نے پہلے سے زامبیا(Zambia) کے عزیزوں کو حضرت شیخ کے بارے میں متوجہ کر دیا تھا اس لیے چتا فیملی کا اصرار تھا کہ اس پورے سفر کی خدمت ان کے ذمے لگائی جائے عبدالعزیز چتا کے بڑے بھائی محمود چتا کی اسی وقت زیرو میٹر لینڈ کروزر آئی تھی جو بہت ہی جدید سہولیات سے لیس تھی انہوں نے سفر کے لیے وہ پیش کر دی۔

فجزاء هم الله احسن الجزا

خشک مزاجی

زامبیا کے حضرات نے گاڑی میں کافی ساری کیسٹیں تلاوت ونعت کی رکھیں

حضرت شیخ نے پوچھا یہ کیوں؟ کہا کہ راستہ لمبا ہے اس سے ڈرائیور کو نشاط رہے گی حضرت شیخ نے فرمایا شاید اب تک خشک اور زاہدانہ مزاج والوں کے ساتھ سفر کیا ہے انشاء اللہ آج عاشقوں کے ساتھ سفر کرو گے تو اس کی ضرورت محسوس نہ کرو گے اور فرنٹ سیٹ پر تشریف فرما ہوئے اور راستہ بھر وعظ ونصیحت اور پرلطف واقعات اور لطائف بیان کرتے رہے۔ اتنا طویل سفر محسوس نہ ہو ہنستے ہنساتے سفر طے ہوا زامبیا کے احباب نے اس بات کی خاص طور پر لوسا کا اطلاع دی اور بہت حیران ہوئے۔

آغاز سفر

صبح ساڑھے چار بجے ایک کپ چائے پی اور اول وقت میں فجر پڑھ کر سفر شروع کر دیا راستے میں ایک چھوٹے سے شہر مونزے (monze) میں رکے یہ کالوں کی بستی تھی اور وہاں ایک چھوٹی سی مسجد تھی جس کے اردگرد تھوڑے حبشی مسلمان آباد تھے مسجد کی زیارت کی اور ان مسلمانوں سے ملاقات کی اور اپنے ہمراہ جو کھانے پینے کا سامان لے گئے تھے اس سے ناشتہ کیا دوبارہ سفر شروع ہو گیا پورا راستہ جنگل ہی جنگل تھا اور اس جنگل پر محیط ایک سناٹا تھا دن کے وقت بھی اسے دیکھ کر خوف آتا تھا راستے میں کالوں کی مخصوص قسم کی جھونپڑیوں پر نظر پڑتی تھی سڑک کے کنارے بندر اور سور نظر آتے تھے روڈ سنگل ہی تھا جس پر بہت کم ٹریفک تھی زیادہ تر لمبے ٹرالر نظر آتے تھے جن پر کچا تانبہ لدا ہوتا تھا جو کہ اس ملک کی خاص دولت ہے یہ اتنی قیمتی دھات یورپ کے ممالک اونے پونے میں ان غریبوں سے خرید کر اپنے ملکوں میں لے جاتے ہیں یہ ٹرالر زمبابوے کے راستے سے جاتے ہیں اور پھر وہاں سے بحری جہاز پر کچا تانبہ دوسرے ملکوں کو چلا جاتا ہے تقریباً ۱۲ بجے لیونگ اسٹون (Livingston) شہر میں پہنچے اور ہوٹل فالس وے لوج (fallswaylodge) میں دو کمرے بک کرائے گئے تھے وہاں ٹھہرے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ آرام کیا اس کے بعد دنیا کا آٹھواں

عجوبہ وکٹوریہ فال (آبشار) دیکھنے چلے گئے

لیونگ اسٹون(Livingston)

یہ زامبیا(Zambia) کا سرحدی شہر ہے جس کی سرحد زمبابوے کے ساتھ ملتی ہے اور یہ اس انگریز مشنری کے نام پر رکھا گیا ہے جس نے ۱۸۵۵ میں دنیا کے اس آٹھواں عجوبے کو دریافت کیا تھا اس مشنری (عیسائی مبلغ) کا نام ڈے وڈ لیونگ اسٹون(david livingston) تھا وہاں کے دوستوں نے بتایا یہ پہلے ایک تنزانیہ کے مسلمان گائیڈ کے ذریعے یہاں کے قریب آیا تھا لیکن آبشار کی آواز جو شیروں کی گرج کی طرح تھی اس نے حقیقت میں اس کو شیروں کا علاقہ خیال کر کے واپسی کی راہ لی اگلے سال پھر اس مسلمان گائیڈ کے ذریعے اس علاقے میں آیا پھر وہی آواز کان پڑی اس کو جستجو ہوئی وہ اس آبشار تک پہنچا اور خدا کی قدرت کو دیکھ کر حیران ہو گیا اور اس کا نام وکٹوریہ فال رکھا تو یہاں جو شہر آباد ہوا اسے ڈے وڈ لیونگ اسٹون کے نام موسوم کر دیا گیا اس فال پر اس کا بہت بڑا مجسمہ بھی نصب ہے جس پر مختصر اس کی تاریخ لکھی ہے۔

وکٹوریہ فال کی سیر

ایک گھنٹہ آرام کرنے کے بعد حضرت شیخ دنیا کا آٹھواں عجوبہ وکٹوریہ فال کی سیر کے لیے تشریف لے گئے وکٹوریہ فال کے ائیریے میں جانے کے لیے باقاعدہ ٹکٹ خریدنی پڑتی ہے اور جب دروازے سے اندر داخل ہوتے ہیں تو سامنے ڈے وڈ لیونگ اسٹون(david livingston) کا مجسمہ نصب ہے جس پر اس کی تاریخ لکھی ہوئی ہے داخلی دروازے سے پہلے بڑی کھلی جگہ ہے جہاں چائے وغیرہ کی بہت سی دوکانیں تھیں۔

میوزیم

وہاں ایک میوزیم بھی تھا جس میں ڈاکٹر ڈارون کے نظریے کے مطابق بندر سے انسان بننے کے مدارج تصویری شکل میں آویزاں تھے اور دس فٹ گہرائی میں ایک بن مانس کا بڑا سا مجسمہ تھا تو حضرت شیخ نے اس میوزیم کے نگران سے انگریزی میں پوچھا who is this? اس نے کہا he is human beings father کہ یہ انسانوں کا باپ ہے تو حضرت شیخ نے برجستہ فرمایا your father not our تمہارا باپ ہے ہمارا نہیں پھر ساتھی سے فرمایا اس کو سمجھاؤ تو انہوں نے افریقی زبان میں اس کو سمجھایا۔

آبشار کے پانی گرنے سے جو آبی بخارات اٹھ رہے تھے اور بادلوں تبدیل ہو رہے تھے وہ تقریباً ۲۵ کلو میٹر سے ہی نظر آنا شروع ہو گئے تھے جس سے اشتیاق اور بھی بڑھ گیا تھا یہ فال لیونگ اسٹون شہر سے پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے یہ فال دریائے زنمبیزی(zambezi river) پر واقع ہے۔

یہ دریا کئی افریقی ملکوں میں گھومتا ہوا زامبیا(Zambia) آتا ہے اور فال کے بعد زمبابوے میں داخل ہو جاتا ہے دریا میں مگرمچھ بہت ہیں اور بہت سے سیاح اپنی غفلت کی وجہ سے ان کے ہتھے چڑھ چکے ہیں (ان کا شکار ہو چکے ہیں) فال جاتے ہوئے حضرت شیخ نے بھی ایک جگہ دریا کا بہت خوبصورت کنارہ دیکھا تو فرمایا یہاں ذرا سیر کرتے ہیں جب ساتھی نے گاڑی اس کنارے کی طرف موڑی تو دھڑام دھڑام دو تین آوازیں آئیں تو ڈرائیور نے فوراً بریک لگائی اور کہا حضرت مگرمچھ ہیں یہاں تو حضرت شیخ نے فرمایا بس نگاہوں سے مزہ لے لو جسم کو دور ہی رکھو پھر وہاں نہیں اترے۔

وکٹوریہ فال پر

وکٹوریہ فال پر گاڑی پارکنگ میں کھڑی کی اور پیدل فال پر گئے

زامبیا(Zambia) کے احباب اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان لے گئے تھے اور حضرت شیخ نے فرمایا تھا کہ ریفریش منٹ وہیں کریں گے جس جگہ سے پانی نیچے گرتا ہے وہاں بہت محفوظ سیر گاہ ہے اور وہاں سے دریا کا منظر خوب نظر آتا ہے اور پانی گرنے کی وجہ سے مگر مچھ بھی وہاں نہیں ہوتے اور خدا کی قدرت کا نظارہ کرتے ہوئے خدا کے رزق سے استفادہ کیا یہ فال تقریباً پونے دو کلومیٹر چوڑائی میں ہے جس کا زیادہ تر حصہ زامبیا(Zambia) میں اور کچھ حصہ زمبابوے میں ہے بلکہ زمبابوے والا حصہ بہت جدید انداز میں سیر و تفریح کے لیے بنایا گیا ہے کیونکہ زمبابوے میں انگریزوں کی بڑی مضبوط حکومت رہی ہے اس لیے اس طرف کے ہوٹل اور سیر گاہیں بڑی خوبصورت بنی ہوئی ہیں جس طرح سیاح زامبیا(Zambia) کی طرف سے آتے ہیں اس طرح زمبابوے کی طرف سے بھی بہت آتے ہیں۔

آبشار کا نظارہ

اس کے بعد آبشار کے بالکل سامنے والے حصے میں گئے جہاں آبشار کا پورا منظر نظر آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمتوں اور رفعتوں میں اور اضافہ ہوتا ہے جب اس علاقے میں داخل ہونے لگے تو وہاں پر حبشی لوگ پلاسٹک کے کوٹ پاجامے اور بوٹ کرائے پر دے رہے تھے حضرت شیخ نے ساتھیوں سے پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ بخارات وغیرہ سے شاید کپڑے گیلے ہو جاتے ہیں اس لیے احتیاطی تدابیر ہے چنانچہ اس کو اہمیت نہیں دی اور ایسے ہی چلے گئے راستہ پتھریلا اور پیچ دار قسم کا تھا پورا علاقہ گھنے درختوں سے ڈھکا ہوا تھا جگہ جگہ گہری کھائیاں تھیں جن پر لوہے کے پل رکھے تھے جن کی چوڑائی بمشکل چار فٹ تھی جب فال کے علاقے میں داخل ہوئے تو وہاں عجیب منظر تھا تیز بارش ہو رہی تھی اور اتنا شور تھا کہ کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی جہاں پانی گر رہا تھا وہاں دھواں ہی دھواں تھا آبی بخارات کے بادل بن رہے تھے جو فوراً ہی

برس جاتے تھے پانی اتنی زور سے بہہ رہا تھا ایسے لگتا تھا کہ بہا کر لے جائے گا سارے کپڑے پانی میں شرابور ہو گئے کرائے کے کوٹ پتلون کی اہمیت محسوس ہو رہی تھی مزے کے ساتھ ساتھ خوف بھی آ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کو دیکھ کر قلب وجاں حیران تھے اور فال کے اوپر قوس وقزح کا منظر اس عجائباتِ قدرت کو حسین بنا رہا تھا اس وقت سمجھ میں آتا تھا کہ یہ واقعی ہی دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہے جب وہاں سے گھوم پھر کر باہر آئے تو بارش کا نام ونشاں نہ تھا۔

فتبارک اللہ احسن الخالقین

ہوٹل پر واپسی

عصر کے وقت ہوٹل پر واپسی ہوئی ہوٹل پر ہی عصر کی نماز با جماعت ادا کی مغرب تک کچھ آرام کیا اور مغرب کی نماز ہوٹل میں مخصوص کی گئی جگہ ادا کی جو کہ مصلے کی شکل میں تھی اس کے بعد لونگسٹن شہر کی قدیم مسجد کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔

لیونگ اسٹون (Livingston) شہر کی قدیم مسجد کی زیارت

مغرب کے بعد لیونگ اسٹون (Livingston) شہر کی تفریح کے لیے تشریف لے گئے سڑک پر اور ہوٹلوں پر سیاحوں کی کثرت تھی عشاء کے قریب اس شہر کی اکلوتی مسجد جو کہ بہت قدیم زمانہ سے تھی اس میں حاضری دی عشاء میں تمام نمازی سوائے ہم لوگوں کے سب کے سب افریقی تھے اور اکثریت نوجوانوں کی تھی اور یہ نوجوان وہ تھے جو عیسائیت سے اسلام میں آئے تھے بلکہ مسجد کے امام صاحب ایک نوجوان عالم تھے وہ بھی نومسلم تھے نماز میں بہت خوبصورت تلاوت کی نماز کے بعد تمام لوگوں نے حضرت شیخ سے ملاقات اور مصافحہ کیا اس کے بعد وہاں کے ایک مشہور ریسٹورنٹ جو مچھلی بنانے میں بہت خصوصیت رکھتا تھا وہاں تشریف لے گئے اور مچھلی کی دعوت کھائی اس ریسٹورنٹ پر سیاحوں کا بہت رش تھا حضرت شیخ نے

میوزک کی آواز دھیمی کرادی انگریز اور غیرملکی بڑے تجسس اور حیرت سے حضرت شیخ اور ساتھیوں کو دیکھ رہے تھے کھانے کے بعد وہاں کچھ چہل قدمی کی اور رات دس بجے واپس ہوٹل پر تشریف لائے رات کو وقفے وقفے سے بارش ہوتی رہی۔

18 مارچ بروز جمعرات

فجر کی نماز ہوٹل کے مصلا پر ادا کی اور فجر کے بعد حضرت شیخ نے چہل قدمی فرمائی اور اس دوران درج ذیل ارشادات فرمائے۔

ا۔ ہلکا حسن اور تیز حسن

ارشاد فرمایا ہلکا حسن ہلکے بخار کی طرح ہے اور تیز حسن تیز بخار کی طرح ہے آدمی تیز بخار میں دوا اور علاج کی فکر کرتا ہے اور ہلکے بخار میں بے فکری برتتا ہے جس کے نتیجے میں بخار ہڈیوں میں اتر کر تپ دق بن جاتا ہے اور لاعلاج مرض کی شکل اختیار کر لیتا ہے اس لیے کبھی ہلکا حسن تیز حسن سے زیادہ خطرناک ہوجاتا ہے شیطان آہستہ آہستہ ہلکے حسن کا قلب و جان پر قبضہ کرادیتا ہے ہماری نانی اماں فرمایا کرتی تھیں

دل لگے گدھی سے گھر میں پری ہی کیوں نہ ہو

۲۔ نفس پر بھروسہ

ارشاد فرمایا کہ اپنے نفس پر کبھی بھروسہ نہ کرے اور اس معاملے میں بزدل رہنا چاہیے باقی تمام معاملات میں آدمی کو بہادری دکھانی چاہیے لیکن تقویٰ کے معاملے میں بزدل ہونا چاہیے اسی راہِ فرار کو قرآن مجید نے فَفِرُّوا اِلَی اللّٰہِ فرمایا ہے چہل قدمی کے بعد Fallsway ہوٹل میں چائے پی

Game Reserve Park میں

تقریباً نو بجے اس پارک میں تشریف لے گئے یہ میلوں پر پھیلا ہوا ایک جنگل تھا

جس کو تین اطراف سے بند کر دیا تھا اور دریا کی طرف کا حصہ کھلا تھا اور اس میں جنگلی جانور کھلے عام پھر رہے تھے درمیان میں کچی پکی سڑکیں تھیں جن پر سیاح اپنی گاڑیوں میں سیر کرتے تھے اس میں ہرن زرافے کثرت سے تھے اس پارک کی حفاظت پر مامور جو افراد تھے ان میں سے ایک فرد چپاٹا کا نکلا جس کی عزیز چتا بھائی سے جان پہچان نکل آئی ان کی وجہ سے پارک میں گھومنے پھرنے میں بہت مزہ آیا۔

گینڈے کے پاس

اس ساتھی نے بتایا کہ پارک کے ایک دشوار گزار حصے میں گینڈا پایا جاتا ہے اور اگر آپ حضرات دیکھنے کے خواہش مند ہیں تو آپ کو وہاں لے جاتا ہوں حضرت شیخ نے فرمایا ضرور جائیں گے چنانچہ اس ساتھی کی رہنمائی میں لینڈ کروزر پر یہ قافلہ گینڈا دیکھنے کے لیے جنگلی راستے پر داخل ہو گیا جا بجا پانی کی ندیوں کی وجہ سے سواریوں کو اترنا پڑتا تھا خالی گاڑی کو پار کر کے پھر سوار ہوتے اس مشقت کے بعد اس مکان پر پہنچ چلنے سے پہلے اس گائیڈ نے وائرلیس کے ذریعے گینڈے کی موجودگی معلوم کی ہمیں اس بات پر تعجب تو تھا لیکن جب گینڈے کے قریب پہنچے تو دو مسلحہ گارڈ اس کی حفاظت کر رہے تھے اور اس کے کان پر وائرلیس کا انٹینا لگا ہوا تھا گینڈا گھاس چرنے میں مشغول تھا حضرت بہت زیادہ قریب تشریف لے گئے صرف 25-20 فٹ کے فاصلے پر تھا۔ زامبیا (Zambia) کے ساتھیوں نے بتایا ہم نے خود اتنے قریب سے گینڈا نہیں دیکھا۔

گینڈے کی حفاظت کی وجہ

حضرت شیخ نے استفسار کیا کہ اس قدر گینڈے کا تحفظ کیوں کیا جاتا ہے تو اس گائیڈ نے بتایا کہ تمام جانوروں میں جنسی قوت میں سب سے زیادہ گینڈا ہے اس کا اپنی مادہ کے ساتھ محبت کا دورانیہ ڈیڑھ گھنٹے تک ہے اور اس کی ساری طاقت اس کے

سینگ میں ہوتی ہے سمگلر لوگ اس کا شکار کر کے اس کا سینگ لاکھوں روپے میں فروخت کرتے ہیں جس سے جنسی ادویات بنتی ہیں اور اس غرض کے لیے اس ملک کے ساٹھ ہزار گینڈے بھینٹ چڑھ گئے ہیں اس پر حضرت شیخ نے ہنستے ہوئے راقم سید اختر غازی سے کہا آپ تصور کے ذریعے اس کے سینگ سے طاقت کھینچ لیں۔

غیر فطری خواہش

وہاں حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ حکماء نے لکھا ہے کہ انسان میں جب تک طلب صادق پیدا نہ ہو تو اپنی بیوی کے پاس نہ جائے اور حضرت والا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ حلال کو بھی زیادہ حلال نہ کرو ورنہ ٹھنڈے پڑ جاؤ گے اور ذکر و عبادت میں دل نہ لگے گا۔

لوگ نظر بازی ننگی تصاویر فلمیں اور غیر فطری طور پر اپنی خواہشات کو ابھارتے ہیں جس سے مردانہ کمزوری پیدا ہو جاتی ہے پھر حقوق زوجیت کے لیے اس قسم کی جنسی ادویات استعمال کرتے ہیں۔

چیف کے ڈیرے پر

افریقہ میں ہر قبیلے کے سردار کو چیف کہا جاتا ہے اور وہ اپنے قبیلے کا مطلق العنان حکمران ہوتا ہے ملک میں حکومت خواہ کسی کی ہو لیکن قبیلے پر حکمرانی انہیں کی ہوتی ہے۔

اس گائیڈ نے بتایا تھا یہاں دوسری طرف ایک چیف کا مکان ہے جہاں شیر اور چیتے بھی ہیں تو حضرت شیخ نے فرمایا ضرور دیکھتے جائیں گے اور فرمایا کہ ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں کہ میں چڑیا گھر میں شیر دیکھتا ہوں تاکہ شیروں والی ہمت پیدا ہو جائے اور ہم بھی نفس کے ہرن پر شیرانہ حملہ کر سکیں چنانچہ وہاں گئے وہاں شیر اور چیتوں کی دیکھ بھال کے لیے ایک آدمی مقرر تھا وہ زمبابوے کا تھا اور اس فن میں بہت ماہر تھا اس نے بتایا کہ سولہ ماہ تک شیر کا بچہ کسی کو کچھ نہیں کہتا سولہ ماہ کے بعد اس

میں ایسی تبدیلی آتی ہے وہ اپنے پالنے والے پر حملہ کر دیتا ہے۔

وہ سیاحوں کو اپنے ساتھ شیروں اور چیتوں کے پنجروں میں لے جاتا تھا اور اپنے ساتھ گھوماتا تھا لیکن حضرت شیخ اندر تشریف نہیں لے گئے حضرت شیخ نے مزاحاً فرمایا کہ شیر کو دیکھ کر شیر غصے میں نہ آجائے تقریباً 12 بجے وہاں سے فارغ ہو کر زمبابوے کی سرحد پر تشریف لے گئے۔

Bungee Jump کا نظارہ

دنیا میں یہ Jump صرف اسی مقام پر لگایا جاتا ہے یہ لوہے کا پل ہے جو زامبیا (Zambia) اور زمبابوے کو آپس میں ملاتا ہے تقریباً دو سو میٹر لمبا پل ہے اور اس کے نیچے سے فال سے گرنے والا دریا گزرتا ہے اور اسی پل سے نیچے دریا کی گہرائی تقریباً دو سو فٹ ہے اور وہاں پانی میں طغیانی بھی خوب ہوتی ہے کیونکہ وہی فال سے گر کر آرہا ہوتا ہے اور بہت شور ہوتا ہے پل کے وسط میں جمپ لگانے کی جگہ بنائی ہوئی ہے جمپ لگانے والے کو پہلے ڈاکٹر طبی طور پر چیک کرتا ہے پھر اگر وہ اجازت دے تو جمپ لگا سکتا ہے ورنہ نہیں اور جمپ لگانے کی فیس دو سو ڈالر جمع کروانے پڑتے ہیں جمپ لگانے والے کو پل کے اوپر دریا کی طرف بڑھی ہوئی جگہ کے پاس لایا جاتا ہے اور اس کے جسم کو بیلٹ سے کس دیا جاتا ہے اور پھر پلاسٹک کی موٹی رسی جس میں کافی لچک ہوتی ہے وہ باندھ دی جاتی ہے جو اتنی دراز ہے کہ آدمی دریا کی سطح سے دس پندرہ فٹ اوپر رہتا ہے جمپ سے پہلے اس کو سمجھا دیا جاتا ہے کہ ہاتھ کس طرح کھولنے ہیں اور ٹانگوں کو کس طرح سمیٹنا ہے پھر وہ سر کے بل چھلانگ لگاتا ہے جب وہ لٹک جاتا ہے تو لفٹ کے ذریعے فوراً ایک آدمی نیچے اترتا ہے اور اس کے سینے کی مالش کرتا ہے اور اس سے گپ شپ کرتا ہے تاکہ اسے جو گھبراہٹ ہے وہ دور ہو جائے پھر آہستہ آہستہ اوپر کھینچ لیا جاتا ہے۔ حضرت شیخ جب یہ نظارہ دیکھنے

وہاں پہنچے تو دونو جوان انگریز جمپ لگانے کی تیاری کررہے تھے انہوں نے باری باری جمپ لگایا جسے دیکھ کر رونگھٹے کھڑے ہوگئے اور وہاں پتہ چلا کہ یورپین کے علاوہ کوئی اس جمپ کی جرأت نہیں کرتا سنا ہے کہ ایک کالے نے جمپ لگایا تھا اس کا بول براز نکل گیا تھا ایک طرف بڑے بڑے کیمروں کے ذریعے ان کی پوری فلم بنائی جاتی ہے جس میں وہ زندگی بھر فخر کرتے ہیں حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس قوم میں سرفروشی تو ہے لیکن دنیا کے لیے کاش! یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایسی بازی لگائیں تو کہاں سے کہاں پہنچ جائیں۔حضرت شیخ نے راقم سید اختر غازی کو فرمایا جمپ لگاؤ گے تو میں نے جلدی سے عرض کیا حضرت میرے دو بچے ہیں حضرت نے فرمایا معاف کیا اس کے بعد حضرت شیخ نے اسی پل پر چلتے ہوئے زمبابوے کی سرحد کے اندر تک گئے فرمایا کہ یہاں آنے کی بھی ہماری حاضری لگ جائے۔

یہی پل تجارتی اغراض کے لیے استعمال ہوتا ہے اس لیے یہاں بڑے ٹرالوں کو بڑا رش رہتا ہے اور بہت کثرت سے یہاں بندر پائے جاتے ہیں جو لوگوں کے سامان کی چھینا جھپٹی کررہے ہوتے ہیں۔

ہیلی کاپٹر سے سیر

تین بجے ہیلی کاپٹر کے ذریعے وکٹوریہ فال کا نظارہ کرنے کی بکنگ کرائی گئی تھی کیونکہ صبح سے بارش اتنی ہورہی تھی کہ ہیلی کاپٹر کی پروازیں منسوخ ہورہی تھیں لیکن حضرت شیخ نے فرمایا کہ اپنے وقت پر ہیلی پیڈ پر چلتے ہیں آگے اللہ مالک ہے ہیلی پیڈ پر پہنچے تو تین بجے اچانک بارش بند ہوگئی اور اعلان ہوا کہ تین بجے والی سواریاں ہیلی کاپٹر میں سوار ہوجائیں یہ چھ سیٹوں والا ہیلی کاپٹر تھا اور اس میں سوار ہونے کا پہلا تجربہ تھا بہرحال ہیلی کاپٹر اڑا اور پندرہ منٹ تک اس نے پرواز کی اور بہت قریب سے اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کا نظارہ کیا وہاں سے بہت سے جنگلی جانور ہاتھی

وغیرہ جنگل میں نظر آئے تھے اور اوپر سے جا کر یہ نظر آیا کہ فال کے بعد دریا تقریباً سات جگہ پر موڑ کاٹتا ہے اور عجیب انداز میں پہاڑ کٹے ہوئے ہیں جس کو انگریزی میں Goch کہتے ہیں پھر جب ہیلی پیڈ پر واپس آیا تو پھر بارش شروع ہوگئی پھر اس دن کوئی اور پرواز نہیں اڑسکی احباب نے کہا یہ حضرت شیخ کی کرامت ہے۔

مگرمچھ فارم پر

ہیلی پیڈ سے مگرمچھ فارم پر تشریف لے گئے جہاں زمین سے چھ فٹ اوپر راستے بنائے ہوئے تھے اور نیچے مختلف عمروں کے مگرمچھ مختلف حصوں میں تقسیم کیے ہوئے تھے اس طرح فارم کی سیر بھی خوب ہوجاتی تھی اور مگرمچھ کے حملے سے بھی حفاظت ہوجاتی تھی پتہ چلا کہ دنیا میں اس کے چمڑے کی بڑی مہنگی تجارت ہے اور اس کے چمڑے کی بنی ہوئی چیز سو سال تک بھی چل سکتی ہے اس کی ہڈیاں اور گوشت بھی بعض قومیں استعمال کرتی ہیں اور ساتھ ہی فارم کے ایک طرف شیشے کے پنجروں میں سانپ بھی تھے بہرحال ان تمام جگہوں کا نظارہ کرتے ہوئے ہوٹل واپس آئے عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد چائے نوش کی اور مغرب پڑھ کر آرام کیا۔

رات کا کھانا اور مجلس

عشاء کے بعد اسی ہوٹل کے ریسٹورنٹ میں کھانے کے لیے حضرت شیخ تشریف لے گئے کھانا کھانے کے بعد مجلس جم گئی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی باتیں حضرت شیخ سناتے رہے حضرت شیخ کو پتہ چلا کہ اس ریسٹورنٹ کا باورچی مسلمان ہے اور ہندوستان سے آیا ہے تو اس کو بلوایا اس کا حال احوال پوچھا اس نے بتایا کہ وہ حیدرآباد دکن کا ہے اور ایک ہزار ڈالر ماہانہ تنخواہ لیتا ہے حضرت شیخ نے اس کو دیارِ غیر میں بحیثیت مسلمان رہنے کی قیمتی باتیں بتلائیں اور اس کو اپنی کتاب اور بیان کی سی ڈی بھی عنایت فرمائی وہ بہت خوش ہوا اور اس نے وعدہ کیا کہ ان نصائح پر عمل کرے گا۔

کمرے میں

حضرت شیخ ریسٹورنٹ سے کمرے میں واپس آئے تو رفیق سفر محمد بھائی نادات جن کو نواب بھائی کہہ کر پکارا جاتا تھا انہوں نے حضرت شیخ سے اولاد کی تربیت کے بارے میں بہت سے سوال کیے اس طرح رات ایک بجے تک مجلس جمی رہی آخر میں حضرت والا نے فرمایا اللہ والی محبت بھی عجیب ہے کہ زامبیا(Zambia) کے یہ احباب کتنی محبت سے ہمیں یہاں گھما پھرا رہے ہیں اور خوب دعوتیں کھلا رہے ہیں یہ مزا دنیاداروں کو اور گھومنے پھرنے والوں کو خواب میں بھی نصیب نہیں اس کے بعد حضرت شیخ نے نواب بھائی اور چتا بھائی کے لیے خوب دعائیں فرمائیں۔اس کے بعد آرام فرمایا۔

19 مارچ بروز جمعہ

لیونگ اسٹون(Livingston) سے واپسی

آج اسی تاریخی شہر سے واپسی تھی اور واپسی پر جمعہ کی نماز مازا بوکا(Mazaboka) شہر میں پڑھانی تھی جو تقریباً وہاں سے اڑہائی سو کلومیٹر کے فاصلے پر تھا اس لیے فجر پڑھتے ہی سفر کی تیاری شروع کردی اور ہلکا پھلکا ناشتہ کر کے آٹھ بجے واپسی کا سفر شروع کردیا۔

راستے میں حضرت شیخ وعظ و نصیحت کی باتیں بھی فرماتے رہے اور ہنسی مذاق بھی چلتا رہا اس سے سفر بہت پرلطف اور پرسوز ہوگیا۔

حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ کا فرمان

راستے میں ارشاد فرمایا کہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اور ہمارے دادا پیر مدارس، تبلیغی جماعت اور خانقاہوں کے باہمی ربط اور دائرہ کار کو بیان کرتے ہوئے

فرمایا کرتے تھے کہ مدارس سے اعمال کا وجود ہوتا ہے اور تبلیغ سے اعمال نشر ہوتے ہیں اور خانقاہوں میں اخلاص پیدا کر کے اعمال میں قبولیت پیدا کی جاتی ہے اس لیے ہر ایک کا کام الگ الگ ہے جس طرح آنکھ کان کا کام نہیں کرسکتی اور کان زبان کا کام نہیں کرسکتا ہے اور زبان ہاتھ کا کام نہیں کرسکتی اسی طرح مدارس تبلیغ اور خانقاہ سب کے الگ الگ کام ہیں ان کا آپس میں تضاد اور تقابل نہیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں فریق نہیں۔

حضرت والا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا فرمان

حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں لوگوں کو ڈپریشن بہت ہوتا ہے اس لیے ہنستے ہنساتے دین پیش کرو تا کہ ان پر بوجھ نہ ہو ہنستے ہنستے اللہ تعالیٰ کا راستہ طے کرو لیکن دل اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو خواجہ مجذوب صاحبؒ کا شعر ہے ؎

لبوں پہ ہے گو ہنسی بھی ہردم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے
مگر جو دل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

تقریباً بارہ بجے مازابوکا پہنچے۔

مازابوکا میں قیام

مازابوکا ایک چھوٹا سا شہر ہے جہاں مختصر سی مسلمانوں کی آبادی ہے مسلمان اگرچہ تھوڑے ہیں لیکن کاروبار اور معیشت کے اعتبار سے ماشاءاللہ مضبوط ہیں یہاں گنا بہت ہوتا ہے اور وہاں شوگر مل بھی ایک مسلمان کی ہے یہاں پر میزبان جناب حاجی سلیمان صاحب تھے اور وہاں کی بڑی کاروباری شخصیت ہیں اور مسجد کے بھی متولی اور ذمہ دار ہیں ان کے والد صاحب ہندوستان سے ہجرت کر کے زامبیا (Zambia) آئے تھے حضرت شیخ سیدھے مسجد پہنچے اور مسجد کے متصل مکان

میں حضرت شیخ نے استنجاء اور وضو وغیرہ فرمایا اور ایک کپ چائے پی کر جمعہ کے لیے مسجد تشریف لے گئے۔

جامع مسجد مازابوکا

یہ مازابوکا کی جامع مسجد تھی جہاں جمعہ کی نماز ہوتی تھی خطبہ جمعہ سے پہلے آدھا گھنٹہ بیان کا معمول تھا مسجد کے دروازے پر حضرت شیخ کے بیان کا اعلان آویزاں تھا لوگ پہلے سے مسجد میں آئے ہوئے تھے یہاں لوگوں کی اکثریت انگریزی سمجھتی تھی اس لیے حضرت شیخ نے پہلے جو اردو میں بیان کیا اس میں انگریزی الفاظ زیادہ استعمال کیے اور آخر میں انگریزی ہی میں پورے بیان کا خلاصہ بیان کیا جو لوگوں نے بہت پسند کیا اور انہیں بہت فائدہ ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقیقی عقلمند

(خطبہ جمعہ)

حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامع العلوم بہاولنگر پنجاب

مقام مسجد مازابوکا زمبیا
(Mosque Mazaboka Zabmbia)

بتاریخ 19 مارچ 2010ء بروز جمعہ

وعظ حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامع العلوم بہاولنگر پنجاب
مقام مسجد مازابوکا زمبیا
بتاریخ 19 مارچ 2010ء

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُه وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِل لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ أنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِيْبَنَا وَشَفِيْعَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّم اَمّا بَعْدُ

فَاعوذ باللّٰه من الشيطٰن الرجيم بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

يـاايها الـذين امنوا تقوا اللّٰه و كونوا مع الصّادقين. وقال اللّٰه تعالٰى فى مقامٍ آخر ياايها الذين اٰمنوا اتقوا اللّٰه ولتنظر نفسٌ ماقَدَّمَتْ لِغَدٍواتّقوا اللّٰه انّ الله خبيرٌ بما تعملون.

وقـال الـنبـى صـلـى الـلّٰـه عليه وسلّم الكيّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعـمِـلَ لـما بَعْدَ الْمَوت. او كما قال عليه الصَّلٰوة والسَّلام صدق اللّٰه وصدق رسوله النبى الكريم.

عقل معاش

میرے محترم بزرگو اور دوستو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عقل مند انسان کون ہے؟ آج ہر آدمی کہتا ہے کہ میں عقلمند ہوں میں دکان اچھی چلا رہا ہوں دنیا اچھی کما رہا ہوں دنیا کا نظام اچھا چلا رہا ہوں میں عقلمند ہوں لیکن ایک عقلمند وہ ہے جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں ہے اور ایک عقلمند وہ ہے جو میری اور آپ کی نظر میں ہے۔

علماء نے فرمایا عقلیں دو قسم کی ہیں۔ انسان کو جو اللہ نے مائنڈ (mind) دیا ہے یہ دو قسم پر ہیں۔ ایک وہ عقل ہے جو دنیا کے بارے میں سوچتی ہے کہ کھائیں گے کیا؟ پئیں گے کیا؟ کیسے کھائیں گے؟ کیسے پئیں گے؟ کیسے کمائیں گے؟ اس قسم کی عقل میں انسان اور جانور مشترک ہیں یہ عقل جانوروں کو بھی عطا کی گئی ہے۔ جانور بھی اپنے گھر کا نظام چلانا جانتے ہیں وہ بھی اپنے بچوں کے لیے خوراک جمع کرتے ہیں چڑیا اپنے بچوں کے لیے خوراک جمع کرنا اور کھلانا جانتی ہے اگر آدمی یہ سمجھے کہ عقل کی اس قسم میں دوسری مخلوقات سے ممتاز ہے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس قسم کی عقل میں انسان اور جانوروں میں اشتراک ہے امتیاز نہیں ہے یہ چیز جانوروں کو بھی اللہ نے عطا فرمائی ہے۔

عقل معاد

اور دوسری قسم کی عقل وہ ہے جو اس زندگی کے ساتھ ساتھ بعد میں جو زندگی آنے والی ہے اس کے بارے میں سوچتی ہے۔ اس لیے ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ اصل میں عقل ہے ہی وہ جو آپ کو آخرت کے بارے میں فکر مند رکھے۔ دنیا کے فیوچر کے بارے میں نہیں۔ دنیا میں تو کوئی چیز فیوچر ہے ہی نہیں دنیا کا فیوچر تو قبرستان میں جا کر دفن ہو جانا ہے اس کا End قبر ہے کیونکہ ہر چیز فیوچر ہے۔ آپ بچے تھے آپ کا فیوچر بالغ ہونا ہے۔ آپ اسکول میں داخل ہو گئے تو آپ کا فیوچر ڈگری لینا ہے وہاں سے فارغ ہو گئے تو نوکری لینا فیوچر ہے۔ چلتے چلتے اس زندگی کا اینڈ قبرستان میں جا کر ہوتا ہے اس لیے ایک اللہ والے سے کسی نے فیوچر کی بات کی تو وہ اس کو قبرستان لے گئے کہا کہ یہ ہے فیوچر یہ مستقبل ہے کیونکہ ہمارا تو مستقبل رُکتا نہیں ہے۔ ایک ڈیزائر (desire) کے بعد دوسری ڈیزائر (خواہش) جنم لیتی ہے۔ ایک خواہش کے بعد

دوسری خواہش دل میں آتی ہے۔ کہتے ہیں انسان کی ہزاروں خواہش اللہ تعالیٰ پوری کرتا لیکن آدمی پھر بھی کہتا ہے کہ میری بہت سی خواہشات اور بہت سی ڈیزائرز وہ ہیں جو ابھی تک فُل فِل (پوری) نہیں ہوئی ہیں۔

میرے دوستو! اصل عقل وہ ہے جو انسان کے فیوچر کے بارے میں سوچ پیدا کرے کہ اس زندگی کے بعد جو زندگی آنے والی ہے اس میں کامیاب ہوں یا نہیں۔ سید سلمان ندویؒ کا شعر ہے ؎

ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عقلمند انسان وہ ہے جو کل کے بارے میں سوچتا ہے کہ مجھے کل کو کیا پیش آنے والا ہے۔ عقل مند انسان کی دو علامتیں ہیں۔ پہلی علامت ''مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ'' جو اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہے نفس کی خواہشات کو قابو میں رکھے اور اللہ و رسول کی مان کر چلے۔ یہ پہلی علامت ہے اس بات کی کہ یہ آدمی عقلمند انسان ہے وہ عقلمند نہیں ہے جو اپنے نفس کا مقابلہ نہیں کرتا جبکہ یہ نفس اس کا بڑا دُشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ عقل دی ہی اس لیے ہے کہ نفس کو قابو کرے

عقل کا معنی

عقل کا معنی کیا ہے؟ آپ نے دیکھا ہوگا کہ عرب لوگ سر پر رومال رکھتے ہیں اور اس پر ایک گول رسّی لگا دیتے ہیں۔ اس کو عربی زبان میں ''عقال'' کہتے ہیں۔ یہ اونٹ کو باندھنے کی رسّی ہوتی ہے۔ وہ عرب لوگ رسّی کو سر پر رکھتے تھے جہاں اونٹ کو کھڑا کیا اُس رسّی سے باندھ دیا اب وہ قابو میں ہے بھاگ نہیں سکتا۔ تو رسّی کو عربی زبان میں عقال کہا جاتا ہے تو عقل کو عقل اس لیے کہتے ہیں کہ ہمارے اندر نفس جو آزمائش کے لیے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ اس نفس کو قابو کرے اور اللہ کے دربار میں

لے کر آئے۔ اگر یہ نفس آزاد ہے اپنی مرضی کر رہا ہے جو دل چاہتا ہے کر لیتا ہے تو پھر برباد ہے۔

غلام کی چاہت

میرے دوستو! غلام کی چاہت نہیں ہوتی غلام مالک کی چاہت پر چلتا ہے۔ آپ کا ایک نوکر ہے۔ آپ نے دکان پر رکھا ہوا ہے۔ وہ تنخواہ لیتا ہے سیلری لیتا ہے۔ اگر آپ اس کو کہیں کہ یہ چیز اُٹھا کر اوپر والے ریک پر رکھ دو اور وہ کہے کہ نہیں جی میرا دل نہیں چاہتا میرا دل چاہتا ہے اس کو اس والے ریک پر رکھ دوں تو آپ کیا کہیں گے کہ بے وقوف سیلری میں دیتا ہوں تو اپنی مرضی کرتا ہے اس کو ڈانٹیں گے بُرا بھلا کہیں گے نوکری سے اس کو کک آؤٹ کر دیں گے۔

لیکن ہم نے کبھی نہ سوچا کہ اللہ و رسول ہم سے مطالبہ کرتے ہیں تم نے یہ کرنا ہے ہم وہاں کہتے ہیں کہ ہمارا دل نہیں چاہتا۔ اللہ و رسول کا مطالبہ ہے کہ یہ کام نہ کرو ہم کہتے ہیں کہ ہمارا دل تو اسی کام کو چاہتا ہے۔

تو ایک لمحے کے لیے سوچیں۔ میرے دوستو! آپ اپنے نوکر کو جس کے آپ مالک نہیں ہیں خالق نہیں ہیں رازق نہیں ہیں جس کی صحت اور بیماری آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے جس کو موت و حیات دینے والے آپ نہیں ہیں اس کو صرف تنخواہ دیتے ہیں جب وہ ڈیوٹی پر ہوتا ہے تو اس کو آپ مرضی نہیں کرنے دیتے۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں ہمارا بال بال اللہ تعالیٰ کا غلام اور محتاج ہے ہم اپنی مرضی کریں تو بتائیے یہ مالک سے وفاداری ہے اور تابعداری ہے اس قابل ہیں کہ ہم اس دنیا میں آ کر اپنی مرضی کریں؟

مرضی کرنے کی جگہ جنت

اس لیے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کی مرضیاں پوری

کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت پیدا کی ہے۔ جنت اس لیے ہے وہاں آپ کا جو دل چاہے کرو۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں مؤمن کو اپنے خاص اختیارات میں سے اختیار دیں گے وہ کیا ہے کلمۂ کن جو حکم اللہ دیتے ہیں وہ چیز ہو جاتی ہے۔ کُنْ فَیَکُوْن یہ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ وہاں پر مؤمن جو چاہے گا کُنْ فَیَکُوْن دل چاہتا ہے اس طرح فوراً ہو جائے گا۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا حضرت! جنت کیا چیز ہے؟ تو حضرت نے بڑے آسان اور سادہ لفظوں میں جنت کی تعریف کی فرمایا وہاں ہر انسان کو بس چھوٹی سی خدائی مل جائے گی کہ جو چاہے گا وہ ہو گا۔

جیسا لباس چاہو گے جیسی غذا چاہو گے جیسا محل چاہو گے کن کہو فیکون اسی طرح ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اپنے اختیارات دے دیں گے کیوں؟ جب دنیا میں اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ پر فدا کیا تو آخرت میں اللہ تعالیٰ اُس بندے کی ساری خواہشات کو پورا کر دیں گے کہ جو تیرا دل چاہتا ہے کر لے۔ نَتَبَوَّأُ من الجنّةِ حَیثُ نشاء مؤمن کہیں گے ہم جنت میں جہاں چاہیں جگہ پکڑیں اللہ تعالیٰ نے آزادی دے دی ہے

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

دنیا خدا کی مرضی سے

لیکن دنیا میں اپنی مرضی نہیں چلے گی۔ جو آدمی کہتا ہے کہ میں اپنی مرضی کرتا ہوں اُس کی بھی نہیں چلتی کوئی چاہتا ہے کہ میں مرے لیکن مر جاتا ہے۔ کوئی چاہتا ہے کہ بیمار لیکن تب بھی بیمار رہتا ہے۔ دنیا میں کسی کی مرضی کب چلتی ہے۔ یہ وہم ہے کہ جی ہماری مرضی ہے۔ یاد رکھو! یہ لفظ کبھی نہ کہو ہم اللہ کے سلیو (slave) ہیں سرونٹ (sarvant) نہیں ہیں۔ سلیو (slave) اور سرونٹ (servant) میں فرق

ہے۔ سرونٹ تو آٹھ گھنٹے ڈیوٹی کے بعد آزاد ہے باس (boss) کام کرائے گا وہ کہے گا اور چار جز لاؤ اور ملازم وہ ہوتا ہے چوبیس گھنٹے (24 hours) اپنے باس کی اور لاڈ کی مان کر چلتا ہے تو ہم اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں۔

ہمیں یہ نہیں کہا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے نوکر ہو ہم تمہیں تنخواہ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہیں انسان بنادیا اور مؤمن بنادیا اب ہماری عبادت کرنا تم پر فرض ہے۔

امام رازی کا فرمان

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جو ہم عبادت کرتے ہیں نماز روزہ کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اس کا بدلہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے دے دیا ''یَا أَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِن قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ'' (سورۃ البقرۃ آیت ۲۱) ہم نے تمہیں انسان بنایا اور تمہیں مسلمان بنایا اس کے بدلے میں تم ہماری عبادت کرو۔ اب اگر وہ ہمیں جنت بھی دے دیتے ہیں تو یہ ان کا فضل ہے ان کی مہربانی ہے ورنہ انسان بننے کے بدلے میں اللہ کی عبادت کرنا ہم پر فرض ہے۔

قرآن مجید نے کہہ دیا کہ تم ہماری عبادت کرو اس لیے کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا تمہارے ماں باپ کو پیدا کیا اور اسلام جیسی نعمت بغیر کسی محنت کے ہم نے تمہیں دے دی اور میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ اسلام کی نعمت نہ صرف ہمیں دی بلکہ ہمارے آئندہ نسلوں کے لیے بھی گارنٹی مل گئی کہ ان شاء اللہ وہ مسلمان ہوں گے اس لیے کہ ہر آنے والا اپنے بڑوں کے مذہب پر ہوا کرتا ہے۔

تو گویا ہمیں بھی ایمان دیا اور آنے والی اولاد کے لیے بھی ایمان کی ضمانت

ہے۔

بسم اللہ کی برکت

حدیث شریف میں آتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک **graveyard** (قبرستان) سے گزرے۔ وہاں آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی کو عذاب ہو رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے لیے دعا کی کہ یا اللہ! اس کے عذاب میں تخفیف فرما دیجیے تو کچھ عذاب کم ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ قبرستان گزرے تو دیکھا کہ وہ جنت میں ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے مناجات کی۔ اللہ یہ شخص کچھ عرصہ پہلے عذاب میں تھا اور اب جنت میں بیٹھا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یہ جب مرا تھا اس کے بیوی کے پیٹ میں بچہ تھا جب یہ فوت ہو گیا تو بچہ پیدا ہوا اور جب وہ کچھ بڑا ہوا تو وہ مدرسے میں لے گئی اور اس کو قاری صاحب نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھایا۔ جب اس بچے کی زبان پر میرا نام آیا تو اس کے باپ پر مجھے رحم آ گیا میں نے اس کے باپ کی بخشش کر دی۔

نفس کو قابو رکھنا

میرے دوستو! یہ عقل اسی لیے دی ہے کہ اس نفس کو قابو کرو اس کو آزاد نہ چھوڑو۔ آپ گھوڑا پالتے ہیں تو گھوڑے کو کیسے قابو کرتے ہیں۔ آپ لگام ڈالتے ہیں اس کے اوپر بیٹھتے ہیں اس کو آزاد نہیں چھوڑ دیتے۔ آپ گاڑی چلاتے ہیں حالانکہ وہ تو بے جان ہے اس کو بھی آزاد نہیں چھوڑتے۔ اس کے بھی کان پکڑ کر رکھتے ہیں۔ اگر آپ اسٹیرنگ چھوڑ دیں اور اسپیڈ دے دیں تو پھر آپ خود سمجھتے ہیں کہ یہاں سے آپ کا ڈیپارچر ہو جائے گا وہ ایسی فلائٹ بن جائے گی جو تمہیں بہت جلدی اوپر پہنچا دے گی۔ تو یہ نفس جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ یہ تمہارا دُشمن ہے۔ شیطان تمہارا دُشمن ہے میرا بھی دُشمن ہے تو عقل دے دی کہ دیکھو اس کو قابو رکھنا اس کو

اپنی مرضی پر نہ چھوڑ نا یہ بے وقوف ہے تمہیں مروادے گا۔

عقل کا مطلب ہی یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو قابو کرے اپنی مرضی نہ کرے۔

تقویٰ

مرضیاں اور خواہشات جو اللہ و رسول کے خلاف ہیں جب بندہ ان پر عمل نہیں کرتا اسی کا نام تقویٰ ہے۔ اپنی نفس کی وہ خواہشات جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں حرام ہیں۔ اس سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔ حلال کو نہیں منع کرتے روسٹ کھانا چاہتے ہو کھالو روح افزاء پی لو کون منع کرتا ہے لیکن جب حرام آجائے تو اس سے بچو خواہ وہ چھوٹی سی چیز کیوں نہ ہو۔

صغیرہ کبیرہ کی مثال

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا حضرت! یہ صغیرہ کبیرہ کا کیا فرق ہے؟ حضرت نے فرمایا صغیر چھوٹا اسنیک (سانپ) ہے اور کبیرہ بڑا اسنیک ہے۔ چھوٹا سانپ اور بڑا سانپ بس اتنا ق فرق ہے۔ باقی ڈنگ مارے گا تو آپ کو خود ہی پتہ چل جائے گا کہ چھوٹے بڑے میں کیا فرق ہے؟ فرمایا انسان قبر میں جائے گا چھوٹا گناہ چھوٹا اسنیک بنے گا اور بڑا گناہ بڑا اسنیک بنے گا اس نے آپ کو ڈسنا ہی ڈسنا ہے۔

ایسا نہیں ہے کہ چھوٹا ہوگا تو آپ کو کچھ نہیں ہوگا چھوٹا گناہ چھوٹا سانپ اور بڑا گناہ بڑا سانپ ہے۔ دونوں ہی اسنیک قبر میں جائے گا تو وہاں اثر ہوگا دنیا میں نہیں پتہ چلتا۔

دیکھئے! آپ ماچس استعمال کرتے ہیں اب ماچس کی ڈبیہ پر آگ لگی ہوئی ہے لیکن وہ آگ چھپی ہوئی ہے وہ کب ظاہر ہوگی جب رگڑو گے تو اس میں سے آگ نکلتی ہے۔ اب جس چیز کو چاہیں اس کے ذریعے جلالیں تو میرے دوستو! جب آدمی گناہ

کرتا ہے ہاتھ سے گناہ کرتا ہے اس میں جہنم کا مصالحہ آ گیا آنکھ سے گناہ کیا آنکھ میں جہنم کا مصالحہ لگ گیا۔

کان سے گناہ کیا مصالحہ لگ گیا وہ مصالحہ چھپا ہوا ہے نظر نہیں آتا۔ اب جونہی قبر کا رگڑا لگتا ہے پورا جسم آگ بن جاتا ہے وہ آگ پہلے سے دنیا ہی میں آ جاتی ہے ظاہر نہیں ہوتا۔ ایسا نہیں ہے کہ وہاں نئی آگ آئے گی بلکہ اندر ہی آگ موجود ہے جس طرح ڈبیہ کی اسٹک کے اوپر آگ ہے لیکن رگڑو گے تو ظاہر ہوگی۔ اسی طرح جب آدمی گناہ کرتا ہے تو وہ گناہ جہنم کے اثر کو فوراً اپنے اندر لے لیتا ہے اس لیے آدمی بے چین ہو جاتا ہے گناہ کرنے والے کو کبھی چین نہیں ملتا۔ اس لیے کہ آگ ہے اندر۔

عبرت انگیز واقعہ

ایک تابعی قبرستان سے گزر رہے تھے۔ دیکھا ایک آدمی قبر سے نکلا آگ لگی ہوئی ہے اس کو۔ اس نے کہا مجھے پانی دو۔ تو پیچھے سے ایک کالا آدمی نکلا اور اس کو گھسیٹ کر کہا خبردار! اس کو قبر کا عذاب ہو رہا ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کبھی اللہ غیب کی بات کو ظاہر کر دیتے ہیں تاکہ لوگ انکار نہ کر دیں۔ کبھی کبھی اس کا ظہور ہو جاتا ہے حالانکہ عذابِ قبر غیب کی چیز ہے لیکن کبھی کبھی ظاہر فرما دیتے ہیں تاکہ لوگ کُلّی طور پر اس کا انکار نہ کر دیں یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔

تو اس تابعی پر اتنا خوف طاری ہو گیا بے ہوش ہو کر گھوڑے کی پیٹھ پر گر گئے۔ گھوڑا قبرستان سے بھاگتا رہا کافی دیر کے بعد ہوش آیا کہتے ہیں اتنی دہشت اور خوف طاری تھا کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال جو سیاہ تھے اس خوف کی وجہ سے سفید ہو گئے۔

عقلمند کی پہلی علامت

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کون آدمی وائس (عقلمند) ہے فرمایا کہ من دان نفسہ اپنے نفس کو قابو میں رکھے نفس کیا ہے؟ انسان کی ناجائز خواہشات ناجائز مرغوبات کا نام نفس ہے۔ حکیم الامت کی یہ تعریف ہے کہ نفس نام ہے ''مرغوباتِ طبعیہ غیر شرعیہ'' کا کہ طبیعت کی وہ پسندیدہ چیزیں جو شریعت میں پسندیدہ نہیں دل میں حرام خواہش پیدا ہوئی دل چاہتا ہے آنکھ سے حرام دیکھوں دل چاہتا ہے کان سے حرام سنوں دل چاہتا ہے زبان سے حرام بات کہوں دل چاہتا ہے کہ ہاتھ پاؤں سے حرام کام کروں دل چاہتا ہے کہ دل میں حرام خیالات لاکر لذت حاصل کروں تو میرے دوستو! یہ نفس ہے اور اسی کو قابو کرنے کا نام تقویٰ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی دوستی اور ولایت ملتی ہے اور عقلمند کی دوسری علامت ''وعمل لما بعد الموت'' کہ آخرت میں جو چیزیں کام آنے والی ہیں اس کے حاصل کرنے میں لگا رہتا ہے۔

دو صحابی ہیں۔ دونوں دکاندار ہیں۔ ایک آدمی چیز خریدنے کے لیے آتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے تو وہ صحابی کہتا ہے کہ جناب! آپ اس دکان سے لے لیں تو وہ کہتا ہے آپ کی دکان میں موجود ہے کیوں نہیں دیتے۔ کہا جی نہیں! آپ اس دکان سے لے لیں۔ دیکھئے! صحابہ دنیا کے عاشق ہوتے تو وہی پیسہ فوراً چھاپتا کہ میرا کسٹمر کہیں اور نہ جائے۔

مرنے کے بعد کی زندگی کمار ہے ہیں دنیا سے آخرت کمار ہے ہیں۔ تو عقل مند انسان کی یہ دوسری علامت ہے عمل لما بعد الموت مرنے کے بعد کی زندگی کے لیے کام کرتا ہے ہر وقت یہ سوچتا ہے کہ میں کس کام سے آخرت کے منافع حاصل کروں اور آخرت میری بن جائے ہمہ وقت اس کی سوچ یہ ہے گھر سے باہر ہے گھر کے اندر سوچتا

ہے کہ میں کون سا ایسا کام کروں کہ میری آخرت بن جائے دنیا کی فکر نہیں ہے کیونکہ دنیا تو پکی ٹھکی ہے وہ تو ملنی ہی ملنی ہے آپ چاہیں نہ چاہیں آپ کو دنیا ملنی ہے یہ دکان رزق نہیں دیتی یہ فیکٹری رزق نہیں دیتی۔

اسباب رزق کی مثال

اسباب رزق کی مثال پلیٹ کی طرح ہے جس طرح بچہ پلیٹ لے کر ماں کے پاس آتا ہے ماں میرے لیے بریانی ڈالو دال ڈالو گوشت ڈالو ماں اس پلیٹ میں ڈالتی ہے یہ پلیٹ کا کمال نہیں ہے اس میں ڈالنے والے ہاتھ کا کمال ہے۔تو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمہاری دکانیں تمہاری نوکریاں تمہارے کھیت اور تمام اسباب یہ پلیٹ ہیں جو تم خدا کے دربار میں لے کر آتے ہو ڈالنے والا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہے دکان رزق نہیں دیتی دکان کی مثال تو پلیٹ کی ہے رزق خدا دیتا ہے لیکن تمہیں حکم دیا ہے کہ تم پلیٹ لے کر آؤ یعنی کچھ اسباب اختیار کرلو تا کہ ہم ڈال دیں لیکن اتنا ڈالیں گے جتنا وہ چاہیں گے بڑی دکان پر کم نفع کر دے اور چھوٹی دکان سے زیادہ نفع دے دے۔

یہ ان کے کمالات ہیں جو دن رات ہمارے مشاہدے میں آتے ہیں۔چھوٹے کھیت والے کی کھیتی زیادہ ہو جائے اور زیادہ والے کی کھیتی پر ایسی ہی کوئی آفت نازل ہوئی اور اس کی کھیتی ہی ختم ہوگئی۔دو ایکڑ والا زیادہ لے گیا اور دس ایکڑ والا کم لے گیا کیوں؟ پلیٹ میں ڈالنے والے کی مرضی چلتی ہے وہ جتنا چاہتا ہے ڈالتا ہے پلیٹ کا کمال نہیں ہے ڈالنے والا کا کمال ہے۔

بے عقل انسان

اور فرمایا بے عقل انسان کون ہے؟ **وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا** جو اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگا دیتا ہے جیسے نفس کہتا ہے کرتا ہے آزاد ہے آزادی کے

نعرے لگا تا ہے یادرکھو دنیا میں کوئی آزاد نہیں ہے۔

ایک بزرگ نے کہا کوئی آزاد نہیں ہے کوئی رحمٰن کی قید میں ہے اور کوئی شیطان کی قید میں ہے۔ کچھ وہ ہیں جو شیطان کے قیدی ہیں کچھ رحمٰن کے قیدی ہیں یہاں کوئی آزاد نہیں ہے دنیا میں آزادی ہے ہی نہیں۔ اصل آزاد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی قید میں ہے یعنی احکامِ خداوندی کا پابند ہے وہ اصل میں آزاد ہے اور جو آزاد گھوم رہا ہے کہ میرا تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے یہ قیدی ہیں جگر مراد آباد رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

تو رازِ محبت کو سمجھا ہی نہیں ورنہ

پابندئ انساں ہی آزادئ انساں ہے

تو جو اللہ تعالیٰ کے خلاف چل رہا ہے وہ شیطان کی قید میں ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی مان کر چل رہا ہے وہ رحمٰن کی قید میں ہے۔ قیدی سب ہیں یہ فریڈم کا نعرہ بے وقوفی ہے کوئی آزاد نہیں ہے۔ ایک آدمی رائٹ ہینڈ (سیدھے ہاتھ) سے کھا پی رہا ہے تو اس کو کیا کہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کا قیدی ہے اور ایک لیفٹ ہینڈ سے کھا رہا ہے تو یہ شیطان کا قیدی ہے تو آزاد کون ہے؟ کوئی آزاد نہیں ہے لیکن فرق کب ظاہر ہوگا کہ جب یہ مرے گا۔ تو کیا ہوگا؟ رحمٰن کا قیدی آزاد ہو جائے گا اور شیطان کا قیدی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تو فرمایا من اتبع نفسه هواها کہ بے وقوف انسان وہ ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں لگا ہوا ہے۔ وتمنّا علی اللّٰہ اور جنت کی خواہش بھی رکھتا ہے کہ جنت الفردوس میری ہے او جی! کلمہ پڑھ لیا اب کیا ہے درمیان میں کچھ بھی ضرورت نہیں ہے بس آخری بات کہہ کے ختم کرتا ہوں۔

حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ہردوئی شریف کے) حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ کے خلیفہ ہیں ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! جنت کا ٹکٹ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے تو ٹکٹ تو ہمارے پاس ہے تو اب اتنی محنت کہ نمازیں پڑھو

تقویٰ سے رہو گناہ سے بچو اور یہ کرو وہ کرو اس کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت نے بڑی پیاری بات کہی۔ فرمایا کہ بھئی! ایک آدمی ٹرین میں سفر کرے اور فرسٹ کلاس میں سفر کرلے لیکن کوئی خاص تیاری سفر کی نہیں ہے۔ بس ایک دیہاتی کی طرح کپڑا باندھا اوپر بھی کپڑا نہیں نیچے بھی کپڑا نہیں ویسے ہی چلا گیا جوتی بھی نہیں ہے اور ٹکٹ تو ہے فرسٹ کلاس ڈبّے میں بیٹھ گیا تو کیا ہوگا پولیس مین آئے گا اور آتے ہی اس کو کھڑا کرے گا اوے! کھڑے ہوجاؤ! تم یہاں کدھر گھس گئے چلو وہاں پیچھے چلو دھکّے دے گا اس کو۔ یہ کہے گا نہیں میرے پاس ٹکٹ ہے ٹکٹ دکھائے گا تو کہے گا چلو اچھا! بیٹھ جاؤ۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ٹکٹ کلکٹر آئے گا وہ آتے ہی پہلے گالی دے گا اس کو اوبے وقوف! تجھے کس نے کہا تھا اس ڈبے میں آجا اس کمپاٹمنٹ میں کیا کر رہا ہے تو اپنا حلیہ تو دیکھ چل تھرڈ کلاس میں۔ تو پھر کوئی مسافر آئے گا جس کو سیٹ نہیں مل رہی وہ کہے گا یہی میری سیٹ پر بیٹھا ہے خوب اس کا کان کھینچے گا اور کھڑا کرے گا کہ میری سیٹ ہے۔ اس کو ٹکٹ دکھا کر مطمئن کرے گا فرسٹ کلاس میں سفر تو کیا لیکن دھکے کھا کر اور ذلت کے ساتھ اسی طرح کلمہ ضرور جنت کی کنجی ہے اور جنت کا ٹکٹ ہے لیکن اگر اس کے ساتھ نماز نہیں ہے روزہ نہیں حج نہیں زکوٰۃ نہیں تقویٰ نہیں گناہوں سے پرہیز نہیں تو جنت میں تو چلا جائے گا لیکن ذلت کے ساتھ یہ نماز روزہ وغیرہ کی زینت کے ساتھ جاتا تو اس کو پروٹوکول ملتا کہ یہ فرسٹ کلاس کی سواری ہے فرسٹ کلاس میں بٹھاؤ۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

چوں شُدی زیبا بداں زیبا رسی

جب تو نے زیبائش و آرائش کرلی ہے تیاری کرلی ہے تو اب اس جمال والے مولیٰ کے پاس جا وہاں تجھے پروٹوکول ملے گا ویلکم ہوگا اور اگر یہ نہیں ہے تو جائے گا تو

ضرور جنت میں اس لیے کہ ٹکٹ موجود ہے لیکن جہنم کے دھکّے کھا کر جائے گا۔ جس طرح وہ ٹرین میں فرسٹ کلاس کا ٹکٹ والا بغیر تیاری کے ایسے ہی جنگل سے اُٹھ کر آ کر بیٹھ گیا اگرچہ ٹکٹ فرسٹ کلاس کی ہے لیکن تمام راستے میں دھکّے کھاتا ہوا پہنچے گا۔ اسی طرح یہ بھی جنت میں تو پہنچ جائے گا لیکن ہر مقام پر بے عزت ہوگا دھکّے کھا کر پہنچے گا۔

تو میرے دوستو! بعد کے لیے اعمال کا ذخیرہ جمع کرلو۔ مؤمن کو زیب نہیں دیتا کہ اپنے کو ذلیل کرے مؤمن کو چاہیے کہ یہیں سے تیار ہوکر جائے جونہی مرے فرشتے کہیں ''**سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِيْنَ**''(سورۃ الزمر آیت ۷۳) بس اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

حاجی سلیمان صاحب کے مکان پر

جمعہ کے لیے حاجی سلیمان صاحب کے گھر پر دعوت تھی ماشاءاللہ ان کا گھر بہت بڑا تھا اور اس میں بھی رنگ برنگ پرندے رکھے ہوئے تھے دوپہر کے کھانے پر کئی علماء اور معززین کو بھی بلایا ہوا تھا بہت پرتکلف دعوت تھی جو انڈیا اور افریقہ کی ڈشوں سے سجائی گئی تھی۔

حاجی سلیمان صاحب کے فارم پر

کھانے کے بعد حاجی سلیمان صاحب اپنی گاڑی میں حضرت شیخ اور رفقاء کو اپنے فارم کی سیر کرانے کے لیے گئے جو کئی کلومیٹر میں پھیلا ہوا تھا اور اس میں ہرن نیل گائے زیبرے کھلے عام پھر رہے تھے ہرن کی ایک خاص نسل ان کے پاس تھی جن کے قد گائے جتنے تھے بہرحال وہاں سے گھومتے پھرتے عصر کی نماز میں مسجد آئے اور عصر کی نماز ادا کی۔

طوفائی شہر میں

مغرب سے پہلے طوفائی شہر پہنچے جہاں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے ایک متوسل اور تلمیذ جناب مولانا حضرت حافظ ابراہیم جادا صاحب رہتے تھے یہ پہلے عالم تھے جو اس ملک میں آئے تھے اور دینی خدمات کی بنیاد رکھی تھی اب بہت ضعیف ہو چکے تھے جنہیں سہارے سے مسجد میں لایا جاتا تھا اور کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے ان کے فرزندان بھی علماء اور صلحاء تھے یہاں کی مسجد میں مغرب کے بعد حضرت شیخ کے بیان کی ترتیب تھی چنانچہ حضرت شیخ سیدھے مسجد ہی پہنچے وہیں مولانا کی زیارت اور ملاقات ہوئی ان کے حکم پر نماز بھی حضرت شیخ نے پڑھائی اور اس کے بعد حضرت شیخ کا بیان ہوا بیان میں کافی مجمع تھا بلکہ بہت سے احباب لوساکا (Losaka) سے بھی آئے ہوئے تھے کیونکہ یہ لوساکا (Losaka) سے

50 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا مولانا بھی بڑی توجہ سے بیان سنتے رہے۔

سفرنامہ زمبیا

اچھے اخلاق کی تعریف اور
سرکارِ دو عالم ﷺ کے
اخلاقِ مبارکہ کی ایک جھلک

قطبِ زماں جنیدِ وقت سلطان العاشقین
علامہ مولانا شاہ جلیل احمد صاحب اخون دامت برکاتہم
کا اثر انگیز وعظ

مسجدِ طافوئی

19 مارچ 2010ء

وعظ حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامع العلوم بہاولنگر پنجاب
مقام مسجد طافوئی زامبیا(Zambia)
بتاریخ 19 مارچ 2010ء

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُه وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِل لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ أنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِيْبَنَا وَشَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّم اَمَّا بَعْدُ
فَاعوذ باللّٰه من الشيطٰن الرجيم بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم
ياايها الذين امنوا تقوالله وكونوا مع الصّادقين.
عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم اتّق اللّٰه حيثُ ماكُنت واتبع السَّيئةَ الحَسَنة تَمْحُهَا وخالق النَّاسَ بخُلقٍ حسن اوكمال قال عليه الصلوٰة والسَّلام. صدق اللّٰه وصدق رسوله النبى الكريم.

میرے محترم بزرگو اور دوستو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو تین نصیحتیں فرمائیں۔ تین ایسی نصیحتیں کیں کہ اگر آج انسان اس پر عمل کر لے تو انسان پرفیکٹ (Perfect) انسان اور پرفیکٹ (Perfect) مسلم اور کامل مسلمان اور مؤمن بن سکتا ہے۔

پہلی نصیحت

نمبر ایک نصیحت فرمایا اتّقِ اللّٰه تقویٰ اختیار کر گناہ چھوڑ دے۔ یاد رکھو! ایمان کو خراب کرنے والی چیز گناہ ہے۔ گناہ وہ چیز ہے جس کے ذریعے شیطان ہمارے

ایمان تک پہنچتا ہے اور ایمان کو خراب کرتا ہے۔اس لیے ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ آدمی ایک گناہ کرتا ہے تو دل میں ایک سیاہ نشان لگتا ہے۔ایمان کی جگہ دل ہے ایمان ہاتھ میں نہیں ہوتا سر میں نہیں ہوتا پیٹ میں نہیں ہوتا ایمان یہاں ہوتا ہے یہ جگہ ہے ایمان کی (سینے پہ ہاتھ مار کر فرمایا) یہ دل ہے۔ روایت میں ہے کہ ابھی آدم علیہ السلام کا پتلا بنا تھا اور پُتلا بنایا گیا تھا اور ابھی اس میں روح نہیں ڈالی گئی تو شیطان اندر داخل ہوا۔

انسان کے بارے میں شیطان کی رائے

فرشتوں کا استاد تھا۔فرشتوں نے پوچھا استاد جی! کیا پایا آپ نے؟ یہ جونئ مخلوق آرہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا'' **إِنِّيْ جَاعِلٌ فِيْ الْأَرْضِ خَلِيْفَةً** ''(سورۃ البقرۃ آیت ۳۰) یاد رکھو! کسی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اللہ نے اعلان نہیں کیا۔ جنت دوزخ عرش کرسی آسمان زمین پیدا کرنے سے پہلے کوئی اعلان نہیں ہوا لیکن جب میری اور آپ کی باری آئی پہلے اعلان کیا'' **إِنِّيْ جَاعِلٌ فِيْ الْأَرْضِ خَلِيْفَةً** ''اس سے ہمیں سبق ملنا چاہیے کہ ہم کتنے امپورٹنٹ (important) ہیں ہمارے اندر کوئی اہم صلاحیت ہے جس کی وجہ سے اللہ نے ہمارا اعلان کیا۔

آدم علیہ السلام کے جسد خاکی کے اندر شیطان گھوما اور کہا اس کے اندر تو کمزوری ہی کمزوری ہے۔ایک پیٹ ہے روٹی نہیں ملے گی تو کسی کام کا نہیں ہے۔دوسری چیز شہوت ہے جو ہر وقت اس کو گناہ میں لگائے گی اور تیسری چیز غصہ ہے اس میں مارے گا لڑے گا بھڑے گا۔اُس نے ریسرچ کر کے تین رزلٹ نکالے۔اگر بھوکا ہوگا اس کا دماغ کام نہیں کرے گا یہ بے کار ہے۔اور اس میں شہوت ہے بُرائی ہے گندگی زنا بدمعاشیاں کرے گا اور اس کے اندر غصہ ہے جس کی وجہ سے مارے گا قتل کرے گا۔

فرشتوں نے کہا...... یہ فرشتے بھی سوال جواب کرتے ہیں کیونکہ عقل رکھتے ہیں فرشتے۔ جو چیز عقل رکھتی ہے وہ سوال جواب بھی کرتی ہے۔ جو ابلیسِ شقی سے بھی سوال کردیا کہ استاد جی! آپ نے جو رزلٹ نکالا ہے اس میں تو آپ نے ایسا کردیا جیسے انسان مجموعہ برائی ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے جو اعلان کیا ہے تو کوئی خوبی تو ہوگی یہ کیا بات ہے؟ تو پھر شیطان نے کہا کہ اس کے بائیں طرف ایک بکس (box) تھا اس پر تالا تھا۔ میں نے بہت کوشش کی انٹر (enter) ہوکر دیکھوں کہ اندر کیا ہے۔ میں انٹر نہیں ہوسکتا اگر کچھ ہے تو یہاں پر ہے۔

انسان کی قیمت دل کی وجہ سے

یاد رکھو! میری اور آپ کی قیمت اس دل کی وجہ سے ہے۔ یہاں کفر اور گناہ کی ظلمت ہے کوئی قیمت نہیں ہے۔ ''**أُولٰـئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ**'' (سورۃ الاعراف ۱۷۹) فرمایا جانوروں سے بھی بدتر ہے اگر اس کے یہاں پر (دل میں) ظلمت پائی جاتی ہے اس کا یہ برتن خراب ہے خواہ کتنا ہینڈسم (handsome) ہو کتنا خوبصورت ہو کتنا امیر وکبیر ہو کتنی اچھی فیملی کا ہو یہاں اس برتن میں گند ہے اس میں گناہ ہے کفر وشرک ہے غیر اللہ ہے کوئی قیمت نہیں ہے اس کی۔ بتاؤ بوتل ہو اور بوتل اوپر سے بڑی خوبصورت ہو اور اندر اس کے پیشاب ہو تو آپ اُس کی قیمت لگائیں گے؟

میرے دوستو! میں اور آپ چاہے کسی کو کتنا قیمتی کہیں اس کی قیمت لگائیں اس کی کوئی قیمت نہیں کیونکہ ہم سب غلام ہیں قیمت تو مالک لگاتا ہے ہمارا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ **إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الجَنَّة** (سورۃ التوبۃ آیت ۱۱۱)

کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خرید لیا ہے جنت کے بدلے میں تو ہمارا خریدار اللہ تعالیٰ

ہے قیمت اللہ تعالیٰ لگائیں گے۔اس لیے میرے شیخ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں ؎

اگر مالک ہے ہم سے خوش تو پھر قیمت ہماری ہے
غلاموں کی بذاتِ خود کوئی قیمت نہیں ہوتی

غلام غلام ہے اس کی کوئی ویلیو نہیں ہے۔اس کی ویلیو خریدنے والا لگائے گا کہ اس کی کتنی قیمت ہے۔

مقام حضرت بلال رضی اللہ عنہ

دیکھو! حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی امیہ بن خلف کی نظر میں کوئی ویلیو نہیں تھی وہ آتا تھا پیٹتا تھا۔کہتا تھا مرجائے گا ناں کوئی ویلیو نہیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں قیمتی مقام اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیقؓ کو خریداری کے لیے بھیجا۔ابوبکر صدیق کے ابا ابوقحافہ نے کہا یہ کس کو لے آیا تو! کوئی خوبصورت لاتا موٹا تازہ لاتا بجھدار لاتا تیرے کام آتا یہ کیا کالے کو اُٹھا کے لے آیا ہے"۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا ابا! آپ اس کے ظاہر کو دیکھ رہے ہیں میں اس کے باطن کو دیکھ رہا ہوں آپ کو ظاہر کالا نظر آتا ہے مجھے اندر گورا نظر آتا ہے۔میں نے بلال کے اندر کی قیمت لگائی ہے باہر کی قیمت نہیں لگائی۔چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی عظمت کو دیکھئے۔

فجر کے وقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر جاتے ہیں اور آواز لگاتے ہیں"الصلوٰۃ قائم"

''نماز کھڑی ہونے والی ہے'' پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہیں۔اماں عائشہ کہتی ہیں ''والرَّسولُ نائمٌ'' اماں اور بیٹا میں سوال جواب ہو رہا ہے۔بیٹا کہہ رہا ہے الصلوٰۃ قائمٌ اماں نے اندر سے کہا والرَّسول

نائمٌ رسول اللہ سور ہے ہیں۔حضرت بلال کے منہ سے نکلا **الصلوٰۃ خیرٌ من النّوم** نماز نیند سے بہتر ہے۔پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سن رہے ہیں یہ جو آواز آئی آپ نے سنی۔وہیں سے آپ نے فرمایا ''**اِجْعَلْهَا فی اٰذانک یابلال**'' اے بلال!اس کو تو اپنی اذان کا حصہ بنالے۔(ترمذی شریف کی حدیث ہے)

آج جو ہم فجر میں کہتے ہیں **الصلوٰۃ خیرٌ من النّوم** یہ حضرت بلال کا جملہ ہے جس پر پیغمبر نے مہر تصدیق اور (stamp) لگائی ہے۔قیامت تک کے لیے تیری میری فجر کی اذان مکمل نہ ہو جب تک اس اُمتی کا جملہ نہ بولیں جس کے بارے میں صدیق نے کہا ابا! تو اس کا جسم دیکھتا ہے اور میں اس کا دل دیکھتا ہوں۔اس کا دل کتنا قیمتی ہے۔

اللہ تعالیٰ دل دیکھتے ہیں

یاد رکھو! میری اور آپ کی قیمت اس دل کی وجہ سے ہے۔حدیث میں آتا ہے **ان الله لاینظر الی صورکم ولا الٰی اعمالکم** اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو اور ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتے **ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم** تمہارا دل دیکھتے ہیں اور تمہاری نیتیں دیکھتے ہیں دل دیکھتے ہیں کہ اس دل میں ہمارا تعلق کتنا ہے۔

حکیم الامت کا ارشاد

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور یہ بات جس نے حکیم الامت سے سنی تھی اس فقیر نے براہِ راست اُن سے سنی۔درمیان میں صرف ایک واسطہ ہے سند مضبوط ہے۔کہا میں اس مجلس میں بیٹھا تھا۔حضرت نے فرمایا ایک مولانا صاحب کو مولانا صاحب قبر میں جاتے ہی دل دیکھا جائے گا کہ اس دل میں ہماری کتنی محبت لے کر آئے ہو۔حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ ہے فرمایا ''مولانا صاحب! مرتے ہی اللہ دل دیکھیں گے دل میں ہماری کتنی محبت ہے۔'' تو خواجہ

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ بھی بیٹھے تھے رونے لگے۔ عرض کیا کہ حضرت! یہ محبت ملے گی کہاں سے۔ تو ارشاد فرمایا اہلِ محبت کے قدموں میں رہ پڑو اور ان سے خدا کی محبت کو سیکھو۔

میرے دوستو! خدا کی محبت بھی محبت کرنے والوں سے سیکھی جاتی ہے کہ اللہ سے کیسے پیار کرنا ہے کیسے محبت کرنی ہے۔ ان کی عظمت و محبت کا کیا حق ہے یہ افضل محبت بتلائیں گے از خود نہیں آئے گی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور چرواہا

موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک دیہاتی تھا اور وہ بکریاں چراتا تھا اللہ تعالیٰ کی محبت تو تھی لیکن محبت کے آداب سے واقف نہیں تھا کہ محبت کیسے کی جاتی ہے۔ مجذوب تو تھا لیکن سالک نہیں تھا ایک دن کیا کہنے لگا کہ اے اللہ! آپ کہاں ہے؟ آپ میرے پاس ہوتے تو میں آپ کو روغنی (دیسی گھی کی) روٹی کھلاتا آپ کے سر پہ مالش کرتا آپ کے پاؤں دباتا آپ کے لیے بستر لگاتا اور آپ کو سلاتا پنکھا بھی چلاتا مکھی بھی اُڑاتا اللہ تعالیٰ آپ کہاں ہے؟ محبت ہے لیکن آدابِ محبت نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام گزرے تو یہ ساری گفتگو سنی۔ موسیٰ علیہ السلام تو جلالی پیغمبر تھے۔ خوب زور سے ڈانٹا کہ ہٹ! کیا کرتا ہے تو خدا کے دربار میں گستاخی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے پاک ہیں وہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں سوتے ہیں نہ تھکتے ہیں وہ مخلوق کی طرح تھوڑی ہے اور خوب ڈانٹا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے جلالی پیغمبر تھے۔ نبوت سے پہلے ایک کافر کو تھپڑ امارا تو اس کا کام تمام ہو گیا اور نبوت کے بعد جب عزرائیل علیہ السلام آئے کہ جان نکالنی ہے تو ان کے تھپڑ مارا اور آنکھ نکال دی۔ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبل از نبوت بھی جلالی تھے اور بعد از نبوت بھی

جلال نہ گیا۔

خیر! آپ کی ڈانٹ سن کر وہ چرواہا ڈر گیا اور جنگل کی طرف بھاگا روتا ہوا گریباں چاک کرتا ہوا اور کہا اللہ! مجھے معاف کر دے میں تو تیرے دربار میں گستاخی کرتا رہا۔ میں سمجھتا رہا کہ میں تیری ہمدردی اور غم خواری کر رہا ہوں مجھے علم نہیں تھا کہ تیری ذات کیسی ہے۔ بہت رویا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی یہ مقامِ کلیم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے کلیم کا مطلب ہے جب چاہے مس کال دے دے باتیں شروع ہو جائیں۔ کلیم جب چاہے اللہ تعالیٰ سے گفتگو فرمالیں۔

موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ موسیٰ ہمارے سیدھے سادھے بندے کو اتنا ڈانٹا۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اس کو بڑے پیارے انداز میں فرماتے ہیں اللہ اکبر ؎

موسیا آدابِ دانا دیگر اند

اے موسیٰ عقلمندوں کے لیے الگ آداب ہیں۔

سوختہ جاناں روانا دیگر اند

جو میری محبت میں جل گئے اور ان کی عقلیں بھی میری محبت میں ختم ہو گئیں ان کے لیے الگ آداب ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام اس کی تلاش میں نکلے۔ دیکھا تو ایک جگہ دعا کر رہا ہے اور بالکل صحیح انداز میں کیونکہ پیغمبر کی ایک نظر اور ایک ڈانٹ وہاں پہنچا دیتی ہے۔ جہاں آدمی لاکھوں سال میں نہیں پہنچتا یہ پیغمبر کی نظر کی تاثیر ایسی ہے۔ یہ صحابیت کا مقام کیا ہے کہ پیغمبر کی نظر پڑی اور اُسی ایک نظر میں ایمان کی وہ کیفیت مل جاتی ہے کہ دوسرا کروڑ سال میں بھی عبادات و ریاضات کے ذریعے وہ کیفیت حاصل نہیں کر سکتا۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا بھئی! میں معذرت کرنے آیا ہوں میں نے بہت ڈانٹا

تجھے۔تو وہ رونے لگا کہا آپ کی ڈانٹ نے تو مجھے خدا تک پہنچا دیا مجھے خدا کی معرفت حاصل ہوگئی میں پہنچاننے لگا میرا اللہ کیا ہے مجھے نہیں معلوم تھا اب میں پہچان گیا ہوں۔

مجھے کچھ خبر نہیں تھی تیرادرد کیا ہے یارب
تیرے عاشقوں سے سیکھا تیرے سنگ در پہ مرنا
(مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)

گناہ اور نیکی کا اثر دل پر

میرے دوستو! حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نصیحت فرمائی تقویٰ اختیار کر گناہ چھوڑ دے اس لیے کہ گناہ کا اثر دل پر پڑتا ہے۔

ہاتھ سے گناہ کرو گے اثر دل پر ہوگا۔ زبان سے گناہ کرو گے اثر دل پر ہوگا۔ آنکھ سے کرو گے زبان سے کرو گے کان سے گناہ کرو گے اثر دل پر ہوگا ہر گناہ کا اثر انسان کے دل پر پڑتا ہے تو دل کا جو پوٹ (برتن) ہے وہ خراب ہوگا اور اُسی میں ایمان رکھا ہوا ہے تو ایمان پر اثر ہوگا یا نہیں دوستو؟ آپ نے کسی پوٹ (pot) میں کوئی قیمتی چیز رکھی ہوئی ہے کوئی آئل رکھا ہوا ہے یا بڑا قیمتی عطر رکھا ہوا ہے اور اُسی پوٹ میں آپ گندگی ڈال دیں تو بتایئے اس پر اثر ہوگا یا نہیں ہوگا پوٹ تو ایک ہی ہے ناں! الگ الگ تھوڑی ہے کہ گناہ کے لیے الگ کوئی جگہ ہو۔ کرو گے ہاتھ سے لیکن اثر دل پر آتا ہے اُس کا اسی طرح ہم نے نماز پڑھی نماز میں اعضاءِ بدن استعمال ہوئے لیکن نور دل میں آیا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ انسان کے سات اعضاء نماز پڑھتے ہیں دونوں ہاتھ نماز پڑھتے ہیں پیشانی نماز پڑھتی ہے دونوں گھٹنے نماز پڑھتے ہیں اوپر نیچے جاتے ہوئے گھٹنے ٹیک آف کرتے ہیں تو فرمایا کہ سات اعضاء سے آدمی سجدہ کرتا ہیا ور نماز

کا سب سے اونچا رکن سجدہ ہے۔ تو استعمال تو اعضاء ہوئے لیکن اس کا اثر دل پر پڑا کہ نور یہاں آ رہا ہے۔ تو اسی طرح معصیت تو ظاہری اعضاء سے ہوئی اور اثر دل پر پڑ جاتا ہے۔

حیث ما کنت کی قید

تو پہلی نصیحت فرمائی اتق اللّٰہ حیث ما کنت کہ گناہ سے بچے جہاں بھی ہو خلوت میں ہو جلوت میں ہو مارکیٹ میں ہو مسجد میں ہو بچوں کے ساتھ ہو بڑوں کے ساتھ ہو اپنوں کے ساتھ ہو غیروں کے ساتھ ہو۔ یہ حَیْثُ مَا کُنْتَ کی قید لگا دی۔ ایسا نہیں مسجد میں ہیں تو کوئی ایسی حرکت نہ کریں حج کرنے جائیں تو کوئی ایسی حرکت نہ کریں فرمایا کہ نہیں حیث ما کنت کہ اگر مارکیٹ میں ہے تو وہاں پر بھی گناہ سے بچ۔ میرے شیخ مزاح میں فرماتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ مارکیٹ میں جا کر مار پیٹ شروع کر دے۔ خوشی میں ہے تو وہاں گناہ سے بچے غمی میں ہے تو وہاں بھی گناہ سے بچے۔ یہ نہیں کہ خوشی ہے شادی ہے اس لیے مولانا صاحب ہم کیا کریں اس لیے نکاح کے موقع پر نکاح سے پہلے جو خطبہ پڑھا جاتا ہے اس میں تین آیتیں تقویٰ کے متعلق پڑھی جاتی ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبۂ نکاح میں اس لیے یہ تین آیتیں پڑھیں کہ یہاں اس موقع پر بھی تقویٰ اختیار کرو ایسا نہیں ہے کہ برادری کے چکر میں خدا کو ناراض کر دو اور ایک اللہ والے نے بڑی عجیب بات کی کہ شادی کے موقع پر سب کو منایا جاتا ہے اگر باجی ناراض ہو تو سب منانے جا رہے ہیں سسر ناراض ہیں تو اس کو منانے جا رہے ہیں انکل ناراض ہیں منانے جا رہے ہیں آنٹی ناراض ہے منانے جا رہے ہیں تو اس اللہ والے نے فرمایا کہ اگر فکر نہیں تو اللہ کی فکر نہیں ہے تقویٰ اختیار کر گناہ سے بچ اور گناہ سے اللہ کے لیے بچے۔ لوگوں کے لیے نہیں کہ لوگ کیا کہیں گے اس لیے چھوڑ دو گناہ یہ تقویٰ نہیں ہے یہ لوگوں کا خوف ہے لوگوں میں میری

بدنامی ہوگی کہ لوگ کیا کہیں گے مولانا صاحب ہیں حاجی صاحب ہیں مفتی صاحب ہیں فلاں صاحب ہیں اور یہ گناہ کررہا ہے تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے گناہ نہ کرے اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے ناں! تو پھر نہ خلوت میں گناہ کرے گا نہ جلوت میں کرے گا کیونکہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر مخلوق کی وجہ سے گناہ نہیں کرتا تو جب مخلوق نہیں ہوگی تو فوراً گناہ کرے گا۔

دوسری نصیحت

لیکن پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ اُمت بہت کمزور ہے کچھ کوتاہیاں ہوجائیں گی تو اگلا قدم (Step) بتایا "اتبع السیئة الحسن تمحها"

کہ اگر تجھ سے کوئی گناہ ہوجائے تو فوراً اُس کے پیچھے نیکی کرتا کہ گناہ کا اثر مٹادے۔ وہ دل پر جو نشان لگا تھا فوراً نیکی کروتا کہ اس کا اثر زائل ہوجائے سیاہی دور ہوجائے وہ بلیک چیز وائٹ ہوجائے وہ کالا دل سفید دل ہوجائے۔ جیسے آدمی کے کہیں سیاہی گرجاتی ہے تو فوراً وہ ریموور (remover) پھیرتا ہے تاکہ اس کا نشان ختم ہوجائے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں بتایا کہ اوّل تو ایسی ہمت کرو کہ گناہ نہ ہونے پائے لیکن اگر خدانخواستہ کوئی گناہ ہوجائے تو فوراً اس بُرائی کے پیچھے نیکی لگادو یعنی کوئی نیکی کرلو۔ صحابہ نے پوچھا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کلمہ طیبہ پڑھ لیں۔ فرمایا کلمہ طیبہ تو بہت بڑی نیکی ہے وضو کرلو اور صدقہ خیرات کرلو دو رکعت نفل پڑھ لو تلاوت کرلو ذکر کرلو تو اُس کے دو فائدے ہوں گے ایک تو گناہ کا نشان مٹ جائے گا اور دوسرا فائدہ یہ کہ پھر دوبارہ گناہ کرنا مشکل ہوجائے گا اس کو ریموو کرنے کے لیے آپ کو بڑی محنت کرنی پڑی ہے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اُمت کے مزاج کو کون سمجھ سکتا ہے کہ جب تم اس فکر میں پڑو گے کہ گناہ ہوگیا میں کوئی نیکی کرلوں تاکہ گناہ کا اثر ختم ہوجائے تو آئندہ گناہ کے لیے ہمت

نہیں کرے گا اور جب فکر ہی نہیں ہے تو کئے چلے جا رہے ہیں اس لیے فرمایا کہ اوّل تو گناہ ہی نہ کر اگر ہو جائے فوراً نیکی کر لے استغفار کر لے توبہ کر لے اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دیں گے۔

عجیب مثال

میرے شیخ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے اس کی عجیب مثال دی۔ فرمایا کہ آپ جب دریا سے مچھلی کو باہر نکالتے ہیں تو وہ واپس جانے کے لیے کیسے جمپ (jump) لگاتی ہے تاکہ واپس پانی میں پہنچ جائے اگر وہ جمپ لگاتی رہے تو وہ پانی تک پہنچ جائے گی جتنی دیر ہوتی جائے گی اس میں جمپ کرنے کی طاقت ختم ہوتی جائے گی۔

میرے شیخ نے فرمایا گناہ کے بعد اگر فوراً توبہ پر آ گیا تو یہ اس مچھلی کی طرح ہوگا جس نے پھنسنے کے بعد تڑپ کر دریا میں چھلانگ ماردی ہو تو نفس و شیطان کے جال میں پھنسنے کے بعد تڑپ جاؤ اور فوراً توبہ استغفار کر کے اللہ تعالیٰ کے دریائے قرب میں آجاؤ کو دو ہمت کرو دیر کرو گے کہ کل توبہ کریں گے پرسوں کرلیں گے ایک گناہ اور بھی کرلیں دیر کرنے سے توبہ کی طاقت تڑپنے کی طاقت وصلاحیت ختم ہو جائے گی اور کمزور ہو جاؤ گے توبہ کرنا بھی چاہے گا تو نہیں کر سکے گا دل چاہے گا کہ میں توبہ کروں لیکن ہمت ہی نہ ہوگی۔ مسلسل معصیت پر اصرار اور اس کی نحوست سے یہ حالت ہو جاتی ہے کہ لفظِ توبہ ہی زبان سے نہ نکلے گا۔ اگر پہلے ہی ہمت کر لیتا تو دریا قریب تھا شیطان گھسیٹ کے دور لے گیا دوسرا گناہ کرایا تو اور دور ہو گئے ناں! تیسرا کرایا تو اور دور ہو گئے چوتھا کرایا تو اور دور ہو گئے تو خدا سے فاصلہ بڑھتا چلا گیا۔ جب فاصلہ بڑھ گیا تو اب واپس آنا آسان تھوڑی ہے۔ یاد رکھو! فوراً توبہ کریں توفیق کا دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ گناہ کے فوراً بعد بھی توفیق کا دروازہ کھلا ہے فوراً توبہ کر لے فوراً معافی

ہو جائے گی اور دیر کی کلوز (close) راستہ بند۔ اب اگلا کیا اور اگلا کیا۔ یہاں تک کہ اسٹمپ (stump) مہر لگا دی جاتی ہے تو دوسری نصیحت کیا ہے "اَتبع السَّیئة الحسنۃَ تَمۡحُھَا" کہ گناہ کے پیچھے فوراً نیکی لگا دے وہ اس کو مٹا دے گی۔

تیسری نصیحت

اور تیسری نصیحت کیا فرمائی "وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٌ" کہ لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھو اچھے اخلاق سے پیش آؤ مخلوق کے ساتھ بھلائی اور صبر اختیار کرو کسی کو حقیر نہ سمجھو معمولی نہ سمجھو پتہ نہیں اللہ تعالیٰ نے کس کے اندر کیا چیز رکھی ہے جو میرے اور آپ کی نظر میں نہ ہو لیکن خدا کی نظر میں ہو۔

عابدہ بڑھیا کا قصہ

آپ دیکھئے! بخاری شریف میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر نیچے دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ پہلے ایک بڑھیا کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک بلی نے اس بڑھیا کا دودھ پی لیا وہ بہت غصے میں تھی۔ وہ بہت نیک تھی اس کے دماغ میں یہ چیز تھی کہ میں بہت نیک ہوں وی آئی پی شخصیت ہوں اس بلی کو جرأت کیسے ہوئی کہ میرا دودھ پی لے۔

تو اس بڑھیا کو غصہ آیا اور اس بلی کو پکڑ لیا۔ ٹوکری میں بند کر دیا۔ بلی رو رہی ہے میاؤں میاؤں کر رہی ہے کھانا مانگ رہی ہے پانی مانگ رہی ہے تین دن تک تڑپتے تڑپتے مرگئی۔ جب آپ ﷺ کے زمانے میں سورج گرھن ہوا تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس وقت میں نے قبلے کی دیوار میں جہنم دیکھی اور اس جہنم میں میں نے اس بلّی اور بڑھیا کو دیکھا کہ بلّی اس بڑھیا کو نوچ رہی تھی۔ بخاری شریف کی حدیث ہے۔

ساری نیکیاں ختم کہ میری مخلوق کو یہ ایذاء؟ نیکی کی توفیق تو میں نے دی تھی تو نے

کیا کیا میری دی ہوئی توفیق پر گھمنڈ کر کے میری مخلوق کو ایذا پہنچائی۔

طوائفہ کا قصہ

اور دوسری روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک طوائفہ جارہی ہے بُرائی کرنے کے لیے بدمعاشی کرنے کے لیے (اس کی معاشرتی زندگی خراب تھی) تو راستے میں کیا دیکھتی ہے کہ ایک کنویں کے اردگرد کتّا بھاگ رہا ہے پیاس کی وجہ سے اور پانی کے لیے ترس رہا ہے پانی کنویں کی گہرائی میں تھا وہ عورت کھڑی ہوگئی۔اس نے اپنی خوبصورت چادر اُتاری چادر پھاڑ کر اس نے رسّی بنائی اور اپنی جوتی کو اس میں باندھا اور پانی میں ڈال دیا۔اور اُس سے پانی نکال کر ایک چھوٹا سا گڑھا کھود کر اس میں پانی جمع کرتی رہی۔ جب اس کتّے نے پانی پی لیا تو اس کی طرف ایسے کر کے دیکھا جیسے اس عورت کا شکریہ ادا کر رہا ہو اس کو تھینکس (thanks) کہہ رہا ہو اللہ آسمانوں سے دیکھ رہے تھے۔بس فوراً توفیق توبہ دے کر اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

اخلاق کی حقیقت

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مخلوق کی ایذاؤں پر صبر کرنے کا نام اخلاق ہے کہ کوئی تکلیف پہنچ جائے تو صبر سے کام لو۔ دیکھئے! مکہ فتح ہوگیا صحابہ کی جماعت کی طرف سے آواز لگ رہی ہے **"الیوم یوم الملحمہ الیوم یوم والملحمة"** آج جنگ کا دن ہے آج بدلے کا دن ہے۔سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ آپ نے سنا میرے صحابہ کیا کہہ رہے ہیں کہ آج جنگ کا دن ہے آج بدلے کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا سنو! تو خاموشی طاری ہوگئی اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز وادی میں گونجی! سنو میں رسول اللہ اعلان کرتا ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) **الیوم یوم المرحمة الیوم یوم المرحمة** آج رحمت کا دن ہے آج معافی کا دن ہے آج بدلے کا دن نہیں ہے آج رحمت کا دن ہے میں نے معاف کر دیا

سب کو کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا۔

جھگڑنا دلیل غفلت

میرے دوستو! یہ اخلاقِ پیغمبر ہیں اور یہ گفتارِ پیغمبر ہے کہ آپ نے فرمایا **خالق النّاس بخلقٍ حسن** ہر وقت جھگڑنا چھوٹی چھوٹی بات پر اُلجھنا یہ دلیل ہے کہ اس کو خدا یاد نہیں ہے۔

میرے دوستو! رب یاد ہو اللہ تعالیٰ یاد ہو تو آدمی مخلوق کے جھگڑوں میں نہیں پڑتا کیونکہ آدمی سوچتا ہے میری منزل جارہی ہے میرا مولیٰ جارہا ہے اس لیے کہتے ہیں اس دل کو نہ کسی کی محبت میں اُلجھاؤ اور نہ کسی کی نفرت میں اُلجھاؤ کیونکہ محبت میں اُلجھے گا تب بھی مولیٰ نہیں ملے گا نفرت میں اُلجھے گا تب بھی مولیٰ نہیں ملے گا۔ میرے شیخ دامت برکاتہم کا یہ شعر پڑھتے جاؤ اور آگے بڑھتے جاؤ ؎

ہٹو مری نظروں سے امواجِ رنگیں
یہ کشتی پیا کے نگر جارہی ہے

والد مرحوم کا تذکرہ

ہمارے والد مفتی نیاز محمد صاحب ترکستانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ پہلے ان کا کچھ ذکر خیر کرتا چلوں۔ ہمارے والد صاحب چین سے تعلق رکھتے تھے۔ چین کے صوبہ سنکیانگ کے رہنے والے تھے۔ وہاں سے دس اسٹوڈنٹ دیوبند میں آئے تھے حصولِ تعلیم کے سلسلے میں جن میں ہمارے والد صاحب بھی تھے۔ ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور حضرت مدنی نے حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ کی درخواست پر بہاولنگر پاکستان بھیجا تھا۔ فرمایا تھا کہ آپ چین واپس نہیں جاسکتے وہاں کمیونسٹ آگئے ہیں آپ بہاولنگر چلے جاؤ اور بہاولنگر بھیجنے کی حکمت بھی عجیب تھی۔ فرمایا دیکھو! آپ کو اردو صحیح نہیں آتی کیونکہ

پہاڑی علاقے کے ہوتو ایسے علاقے میں نہ جانا جہاں لوگ اچھی اردو بولتے ہوں بلکہ ایسی جگہ جانا جہاں کی زبان اردو نہ ہوتو پنجاب کے علاقے میں آئے۔ جہاں لوگوں کی اردو بھی دیسی تھی تو کام اچھا چل گیا۔ اللہ والوں کی بزرگوں کی استادوں کی نصیحت بھی عجیب ہے۔ اس لیے حضرت مولانا محمد بدرعالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ حضرت والد صاحب کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے سے بہاولنگر لے آئے بعد میں حضرت میرٹھیؒ چلے گئے تو مدرسہ والد صاحب کے حوالے کر گئے۔ پچاس سال الحمدللہ! والد صاحب نے خدمت کی۔ جب ۴۴ء میں حضرت والد صاحب بہاولنگر آئے تو بالکل کفر کا ماحول تھا۔ ہندو اور سکھ تھے وہاں۔ ۴۷ء کے بعد وہ لوگ ہجرت کر گئے اور مسلمان بکثرت وہاں آ کر آباد ہوئے۔

الحمدللہ! تبلیغی جماعت کے بھی اس علاقے میں سب سے پہلے امیر ہمارے والد صاحب تھے۔ ۱۹۵۰ء کا جو پہلا اجتماع رائے ونڈ میں ہوا اس میں بہاولنگر سے حضرت والد صاحب جماعت لے کر گئے تھے۔

حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے اور والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر سال جایا کرتے تھے جب تک اُن میں ہمت تھی بعد میں بہت ضعیف ہو گئے تھے تو جانا چھوڑ دیا۔

والد صاحبؒ کا ارشاد

تو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے پوری زندگی شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کو سامنے رکھتے ہوئے بسر کی ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے نصیحت کی تھی کہ دیکھو

آسائشِ دوگیتی تفسیرِ ایں دو حرف ست

بادوستاں مروّت بادُشمناں مدارا

کہ دنیا و آخرت کی ساری آسائش (راحتیں) دو حرفوں میں بند ہیں کہ دوستوں کے ساتھ مخلصانہ تعلق رکھو اور دُشمنوں کے ساتھ بھی ظاہری رابطہ رکھو تا کہ تمہاری منزل کھوٹی نہ ہو۔

ہر ایک سے اُلجھتے پھرو گے منزل ماری جائے گی۔ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی جہاں سے فقیر کی فراغت ہے کے بانی حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے رفقاء اور علمائے کرام کو یہ نصیحت فرماتے تھے کہ چاند سے سبق لیا کرو کہ جب چاند چودھویں رات کا ہوتا ہے تو اس رات کتّے بہت بھونکتے ہیں بھوں بھوں کرتے ہیں لیکن چاند نے کبھی رُک کر نہیں کہا کہ او کیوں بھونکتے ہو وہ چلتا رہتا ہے (ہمہ اوقات محوِ گردش) کیونکہ اس کی منزل رہ جائے گی تو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس طرح چاند راستوں میں بھونکنے والے کتّوں کی وجہ سے رُکتا نہیں ہے تو تمہیں کوئی کچھ بھی کہتا رہے اپنی منزل پر نظر رکھو اور راستوں میں الجھو مت چاند کی طرح تم منزل پر پہنچ جاؤ گے اور کتّے بھونکتے ہی رہ جائیں گے ؎

کوئی جیتا کوئی مرتا ہی رہا
عشق اپنا کام کرتا ہی رہا

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو جو تین نصیحتیں فرمائی کہ اس کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میرے دوستو! میرے نوجوان ساتھیو! ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے ایمان کا حال خود دیکھ لوگے کیا بنتا ہے۔ پھر تمہارے اس نور سے کفر کی ظلمتیں ختم ہو جائیں گی۔ کہتے ہیں مؤمن کے دل میں جو نور ہوتا ہے وہ لائٹ کی طرح ہے جب کہیں سے گزرے گا ہر جگہ روشن ہو جائے گی لوگوں کے دل میں خود بخود اچھائیاں آنا شروع ہو جائیں گی۔ اس لیے کہتے ہیں ایک اللہ والا کہیں بیٹھ جائے تو

پوری مخلوق کے دل سیدھے ہونا شروع ہوجاتے ہیں کیونکہ اس اللہ والے کا نور اثر کرتا ہے۔ بس اللہ مجھے اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

مولانا جادا صاحب کے مکان پر

عشاء کی نماز مسجد میں پڑھ کر مولانا حافظ ابراہیم جادا صاحب کے مکان پر عشائیہ کا انتظام تھا کافی وسیع انتظام تھا کھانا کھانے کے بعد مولانا جادا صاحب نے

مدنی صاحب کی ملاقات اوران کے کچھ واقعات سنائے اور ایک تھوکنے والے سانپ کا قصہ سنایا جس کو سمینو کو برا کہتے ہیں یہ سانپ اس ملک میں بہت پایا جاتا ہے اور یہ اپنی دم پر آدمی کے قد کے برابر کھڑا ہو جاتا ہے اور دور سے زہر پانی کی دھار تک پھینکتا ہے جو تقریباً 20 فٹ تک جاتا ہے اور اس کا نشانہ آدمی کی آنکھ ہوتی ہے جس سے انسان کی آنکھیں ضائع ہو جاتی ہیں تو مولانا نے بتایا جب میں یہاں پر آیا تو ایک دن گھر کی لکڑیوں میں ایک ڈیڑھ میٹر لمبا سانپ مجھے نظر آیا جس کی دم باہر کی طرف تھی میں نے دم پر لکڑی ماری تو وہ بھاگا میں سمجھا شاید باہر چلا گیا ہے میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ دس فٹ کے فاصلے پر کھڑا تھا جونہی میں نے دیکھا تو اس نے زہر پھینکا جو میری آنکھوں میں گرا مجھے ایسا لگا جیسے میری آنکھیں ختم ہو گئیں سخت تکلیف ہوئی اور میں شور مچایا تو قریب وجوار کے افریقی لوگ دوڑے ہوئے آئے انہوں نے سب سے پہلے سانپ کی خبر لی اور پھر جلدی سے دودھ لا کر میری آنکھوں میں ڈالا جس سے ضائع ہونے سے تو بچ گئیں لیکن کمزور ہو گئیں اگرچہ اس واقعہ کو عرصہ گزر گیا لیکن اس کی تکلیف اب بھی ہوتی ہے راقم اختر غازی عرض کرتا ہے کہ میں اس کے بعد بہت ہی ڈرنے لگ گیا رات کو خوف سے رسی بھی سانپ معلوم ہوتی تھی۔

وہاں سے کھانا کھا کر رات ہی کو لوساکا (Losaka) کے لیے روانہ ہو گئے اور ایک گھنٹے میں بھائی سلیمان صاحب کے گھر آ گئے۔

20 مارچ 2010ء بروز ہفتہ

درس قرآن در مسجد عمر بعد فجر لوساکا (Losaka)

حضرت شیخ کے معمول کے مطابق فجر کی نماز مسجد عمر میں ادا کی اور درس قرآن دیا۔

ناشتہ پر

سلیمان بھائی کے گھر ناشتہ پرایک دوست نے کہا کہ فلاں صاحب ہیں بڑے صوفی اور ساقی ہیں وہ دسترخواں پر خواہ کتنی ہی چیزیں ہوں وہ صرف ایک چیز کھاتے ہیں اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ تک صبر کے راستے پہنچنا چاہتے ہیں اور ہم شکر کے راستے پہنچنا چاہتے ہیں فرمایا کہ ایک صوفی تھا جو کھانے میں پانی ملا کر کھاتا تھا تا کہ کھانے کا مزے دار ہونے کا مزہ نفس نہ لے تو اس پر ایک اللہ والے نے ڈانٹا کہ جب گرم اور مزیدار کھانا کھا کر شکر کا راستہ موجود ہے تو پھر صبر کرنے کی کیا ضرورت ہے تو حضرت شیخ نے ایک نقطہ بیان کیا کہ صبر اضطراری ہوتا ہے جبکہ شکر اختیاری ہوتا ہے اور اختیاری عبادت کا اجر غیر اختیاری سے زیادہ ہوتا ہے۔

عزیز بھائی اور نواب بھائی کے کارخانوں پر

ظہر سے پہلے عزیز بھائی کے کارخانے پر حضرت شیخ تشریف لے گئے جو موم بتیاں بنانے کی زامبیا(Zambia) میں سب سے بڑی فیکٹری ہے یہاں انہوں نے چائے سے اکرام کیا انہوں نے سارے کارخانے کی سیر کرائی حضرت شیخ نے بہت دعائیں دیں اور اس کے بعد نواب بھائی کی فیکٹری پر گئے جو کیمیکل بنانے کی تھی نواب بھائی نے بتایا کہ ایک دفعہ کیمیکل کو آگ لگ گئی تھی اور پوری فیکٹری جل گئی تھی لیکن سورۃ واقعہ اور دیگر معمولات کی وجہ سے پہلے سے اچھی بنوادی۔ حضرت شیخ نے وہاں بھی دعا فرمائی اور دوپہر کا کھانا نواب بھائی کے گھر کھایا کچھ دیر آرام کر کے عصر کی نماز دارالعلوم کی مسجد میں پڑھی جہاں عصر سے مغرب تک حضرت کا علماء اور طلباء میں بیان تھا۔

عشاء کے بعد خصوصی مجلس اور دارالعلوم میں قیام

آج رات کا قیام دارالعلوم میں تھا جو مولانا محمد یوسف صاحب مہتمم دارالعلوم اور مولانا محمد ادریس صاحب ناظم دارالعلوم کی درخواست پر حضرت شیخ نے کیا تھا عشاء

کے بعد حضرت شیخ کی قیام گاہ پر علماء طلباء اور عوام کا ایک بڑا مجمع ہو گیا اور عاشقوں کی مجلس جم گئی اس میں حضرت شیخ نے اپنے طالب علمی کے واقعات شیخ کی ضرورت اور اہمیت اور اصلاح وتزکیہ پر خوب ارشادات فرمائے جواب کتابی شکل میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں بیتے ہوئے دن کے نام سے شائع ہو چکے ہیں مجلس کے بعد میز بانوں نے مٹھائی اور آئس کریم کا انتظام سب کے لیے کیا تھا جس پر حضرت شیخ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں جس پیر کے ہاں لنگر نہ ہوگا وہاں مرید لنگر انداز نہیں ہوں گے اس پر حاضرین خوب ہنسے۔

2 مارچ 2010 بروز اتوار

دار العلوم میں درس حدیث

حضرت شیخ نے فجر کے بعد مسجد میں مختصر سا درس قرآن دیا اور پھر دس بجے دار الحدیث میں تشریف لائے اور دورہ حدیث کے طلباء کو ترمذی شریف کی حدیث پڑھائی جو کہ منکرین زکوٰۃ کے قتال کے متعلق تھی جنہوں نے سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت کے زمانہ میں انکار زکوٰۃ کیا تھا اور سیدنا صدیق اکبرؓ نے ان سے قتال کیا تھا اس پر بڑی سیر حاصل بحث فرمائی۔

لوسا کا (Losaka) شہر کی سیر

اس کے بعد حضرت شیخ مولانا ادریس صاحب بھائی نواب صاحب اور سلیمان پٹیل صاحب کے ساتھ لوسا کا (Losaka) شہر کے مختلف جگہوں پر تشریف لے گئے سرسبزے کی وجہ سے شہر بڑا خوبصورت معلوم ہوتا تھا انگریز حکومت کے آثار وباقیات بھی مختلف جگہ پر معلوم ہوتے تھے۔

حضرت شیخ مسلمانوں کے قبرستان میں تشریف لے گئے اور وہاں ایصال ثواب کیا۔

اہل یورپ کی گھناؤنی سازش

مسلمانوں کے قبرستان سے متصل عیسائیوں کا بہت بڑا قبرستان تھا جہاں مردوں کو دفنانے کے لیے ایک جم غفیر جمع تھا حضرت شیخ نے پوچھا کیا یہاں کوئی تدفین ہو رہی ہے کہ اس قدر لوگ ہیں تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ روزانہ تدفین کے لیے جمع ہوتے ہیں اس لیے کہ سو کے قریب افریقی روزانہ لوسا کا (Losaka) میں مرتے ہیں حضرت شیخ نے بڑی حیرت سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عجیب داستان در بتلائی جب سے انگریزوں کو افریقہ کے ان ملکوں سے حریت پسندوں نے بے دخل کیا ہے اور ان ممالک کی قیمتی دولت یہیں کے باسیوں کے ہاتھ لگی ہے تو اہل یورپ نے بڑی گھناؤنی سازش تیار کی ان کے سائنس دانوں نے ایڈز کی بیماری کے جرثیم پہلے بندروں میں چھوڑے اور ان کے ذریعے انسانوں میں منتقل کیے پورے خطے پر یہ بیماری مسلط ہے جو بہت تیزی سے افریقی نسل کو ختم کر رہی ہے اس لیے یہاں انسان کی اوسط عمر 35 سال ہے اور واقعی وہاں بوڑھے بہت کم نظر آتے تھے۔

انہوں نے بتایا کہ افریقہ کے نوجوان محنت کر کے مختلف علوم اور فنون میں ڈگریاں حاصل کرتے ہیں پھر فارغ ہو کر ملک کی مشنری کا حصہ بنتے ہیں اور خاص طور پر قدرتی وسائل کو اپنے مسلک کے لیے مفید بنانے کے لیے جب کردار ادا کرنے لگتے ہیں تو ایڈز کی بیماری انہیں موت کے حوالے کر دیتی ہے جس کی وجہ سے اب بھی یہ ممالک ان وسائل کے نکالنے اور کار آمد بنانے میں اہل یورپ کے محتاج ہیں اور اس فیلڈ میں آم آدمی انہی کے ہیں اس لیے زیادہ تر خام مال نکال کر یورپ وغیرہ لے جایا جاتا ہے جو اونے پونے دام میں یورپ والے خرید لیتے ہیں۔

جامعہ واپسی

ظہر کے وقت تک لوسا کا (Losaka) کا دورہ کر کے جامعہ دار العلوم

لوسا کا (Losaka) واپس تشریف لے آئے ظہر کی نماز کے بعد ایک صاحب کے ہاں ظہرانہ تھا وہاں تشریف لے گئے پھر کچھ آرام فرمایا پھر مغرب کی نماز مسجد عمر میں ادا کی جہاں بیان فرمایا۔

بیان بعد نماز مغرب در مسجد عمر

وعظ حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامع العلوم بہاولنگر پنجاب
مقام زامبیا (Zambia) کے شہر جامع مسجد نور لوسا کا (Losaka)
بتاریخ 21 مارچ 2010ء

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِل لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِیْبَنَا وَشَفِیْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّم اَمّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.
وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہ
وقال النبیُّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم اَحْبِبْ من شئت فانّک مفارقۃٌ. او کما قال علیہ الصلٰوۃ والسلام صدق اللّٰہ وصدق رسولہ النبی الکریم.

ایمان والوں کی علامت

میرے محترم بزرگو! اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان والوں کی ایک علامت بیان فرمائی ہے کہ جو ایمان والے ہیں **اشد حباللّٰہ** وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ ایمان والے وہ ہیں جو سب محبتوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت کو غالب رکھتے ہیں اور محبتیں بھی ہیں بیوی بچے کی محبت ہے اپنی جان کی محبت ہے مال کی محبت ہے کاروبار کی محبت ہے لیکن ان تمام محبتوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہوتی ہے۔ اور اس کا پتہ کب چلتا ہے کہ جب یہ ساری محبتیں خدا کی محبت کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہیں تو یہ اللہ و رسول کی محبت کو غالب رکھتا ہے اور ان محبتوں کو مغلوب کر دیتا

ہے۔

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جب گھر گیا تو ماں کو پتہ چلا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بن گیا۔ تو ماں نے قسم کھائی کہ دیکھ اگر تو رسول اللہ ﷺ کا دامن نہیں چھوڑے گا تو میں نہ کھاؤں گی نہ پیوؤں گی نہ چھت کے نیچے بیٹھوں گی بلکہ دھوپ میں بیٹھ کر بھوک پیاس سے مر جاؤں گی اور پھر ہمیشہ لوگ تجھے طعنہ دیں گے کہ تیری وجہ سے ماں مری ہے۔ تو دیکھو یہاں مقابلہ ہو گیا۔ ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دوسری طرف ماں کی محبت۔ تو کیا جواب دیا کہ اے ماں! اگر آپ سو بار بھی زندہ کر دیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوڑنے والا نہیں ہوں۔

وَالَّذِيْنَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۶۵)

ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے (جملہ خبریہ ہے) یہ نہیں کہا کہ مجھ سے محبت کرو بلکہ تقاضا ایمان کا یہ ہے کہ جب ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور انہیں سب کچھ مان لیا اور ان سے سب کچھ مانگ لیا تو پھر ان سے محبت کیوں نہیں کرتے۔

عہد الست

یاد رکھو! عالمِ ارواح میں جب ہماری روحیں تھیں جسم نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے تعلق کا اظہار کیا **اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ** (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲) میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ یہ بھی کہہ سکتے تھے میں تمہارا خالق نہیں ہوں؟ تمہارا مالک نہیں ہوں؟ تمہارا رزاق نہیں ہوں؟ یہ نہیں کہا۔ فرمایا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ رب کس کو کہتے ہیں؟ پالنے والا جو پالتا ہے اور اس کو رب کہتے ہیں۔ جیسے آپ جانور پالتے ہیں مرغی پالتے ہیں گائے پالتے ہیں بھینس پالتے ہیں گدھا پالتے ہیں گھوڑا پالتے ہیں تو بتایئے

وہ جانور آپ سے محبت کرتا ہے یا نہیں؟

آپ کو شاید تجربہ ہو یا نہ ہو ہم پنجاب کے لوگوں کو بڑا تجربہ ہے کہ جو گائے کو چارہ ڈالتا ہے وہ جب آتا ہے تو گائے دور سے دیکھ کر آواز لگانا شروع کر دیتی ہے اور اس کو اطلاع کرتی ہے کہ بھئی! میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُم (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲) یہ سوچنے کی بات ہے اپنی شانِ خالقیت اور دوسری شئون کو ظاہر نہیں کیا کہ میں تمہارا خالق و مالک اور رزاق ہوں۔ یہ کیوں فرمایا کہ میں تمہارا پالنے والا ہوں یہ بتانے کے لیے کہ مجھے تم سے پیار ہے کیونکہ جو آدمی جس کو پالتا ہے اس کو اس سے پیار ہو جاتا ہے۔

فلسفہ قربانی

اس لیے قربانی کی اصل سنت یہی ہے کہ اس کو پالو سمِّنُوا ضحایا کم ان کو پالو پھر جب تم ذبح کرو گے تو دو قربانیاں کرو گے۔ ایک اپنی محبت کو قربان کرو گے ایک مال کو قربان کرو گے۔ آج تو مارکیٹ جاتے ہیں اور باہر سے باہر کام ہو گیا۔ چلو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے ورنہ قربانی کی سنت کا اصل فلسفہ یہ ہے کہ آپ اس جانور کو کچھ عرصہ پالیں گے تو اس سے آپ کو پیار ہو جائے گا تو اب جب اس کو قربان کرو گے تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت حقیقی طور پر زندہ ہو جائے گی کہ اپنے بچے سے پیار تھا اس کو خدا پر قربان کر رہے تھے تو اپنے جذبات کی قربانی بھی دے رہے تھے اور اپنے بچے کی قربانی بھی دے رہے تھے۔

حب الٰہی

میرے دوستو! یہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنا تعلق ظاہر فرمایا کہ کیا میں تمہارا پالنے والا نہیں ہوں یہ بتانے کے لیے ہے کہ مجھے تم سے پیار ہے۔ تو جب ان کو ہم سے پیار

ہے تو ہمیں بھی ان سے پیار ہوگا۔ ہم اپنے ابّا اماں سے کیوں پیار کرتے ہیں کہ انہوں نے پالا ہے ہم کو اگر بچپن میں بچے کو دوسرا گود لے تو بعد میں جب بڑا ہو جائے تو ہزار کہو یہ تمہارا ابّا ہے وہ پالنے والے جو ہوتے ہیں چاہے وہ نقلی ماں باپ ہوں لیکن ان سے اس کو زیادہ پیار ہوگا کیونکہ انہوں نے اس کو پالا ہے۔ وہ کہے گا یہ میرے اصلی ابّا ہیں اور اس کے حقوق بھی ادا کرے گا لیکن اس کا طبعی رجحان اور دل کا لوو(Love) ان کی طرف ہوگی جو پالنے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے عالمِ ارواح میں جو ہمیں کہا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲) میں تمہارا پالنے والا نہیں؟ یہ عالمِ ارواح میں بتادیا کہ دیکھو مجھے تم سے پیار ہے میں تمہیں دنیا میں بھیج رہا ہوں تاکہ وہاں میرے پیار کو بھول نہ جانا۔

ماں باپ کو بچے سے پیار ہوتا ہے غیر ملک میں بھیج دیا آپ کے ماں باپ انڈیا میں ہوں اور آپ کو یہاں بھیج دیں تو کیا مطلب ہے آپ یہاں آ کر ماں باپ کو بھول جائیں کہ دوسرے دیس میں آگئے آپ ہر وقت موقع تلاش کرتے ہیں کہ کب موقع ملے اور میں ہندوستان چلا جاؤں اور اپنے ماں باپ کی زیارت کروں۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ بڑے پیارے آدمی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے بڑے عاشق تھے فرماتے ہیں ؎

مادراں را مہرِ من آموختم

اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے دنیا والو! اے ماؤں کی محبت پر ناز کرنے والو! اور ماؤں کی محبت پر مرنے والو! ان ماؤں کو محبت تو میں نے سکھائی ہے تم میری محبت پر کیوں نہیں مرتے؟ کیا مجھے تم سے محبت نہیں ہے۔ میں تو اس وقت سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا ہوں جب تم بھی نہیں تھے تمہارے ماں باپ بھی نہیں تھے صرف تمہاری روحیں تھیں۔ یہ تو دنیا میں آ کے عارضی تعلق بنا کہ کوئی تمہارا

باپ بن گیا کوئی تمہارا ماں بن گئی کوئی تمہارا بھائی بن گیا کوئی تمہائی بہن بن گئی کوئی برادری والا بن گیا کوئی سسر بن گیا کوئی ساس بن گئی کوئی بیوی بن گئی کوئی بچے بن گئے۔ یہاں پر تو بعد میں تعلق ہے۔ ان کی محبتوں پر تم کو ناز ہے اور جو ہم نے عالمِ ارواح میں کہہ دیا تھا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲) کیا میں تمہارا پالنے والا نہیں؟ اور تم نے اقرار کیا تھا کہ اللہ آپ ہمارے پالنے والے ہیں جب میں نے دنیا میں بھیجا تو تم نے مجھے بھلا دیا ساری محبتوں کا خالق تو میں ہی ہوں۔

اہل دل کی وجہ تسمیہ

اللہ والوں کو اہلِ دل کیوں کہا جاتا ہے اس لیے کہ اللہ والے اپنے دل کو خالقِ دل پر فدا کر دیتے ہیں۔ ان کے دل میں اللہ کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ بیوی بچوں سے محبت نہیں کرتے۔ سب سے محبت ہے لیکن خدا کی محبت زیادہ ہے۔ جب مقابلہ ہوگا تو خدا کی محبت کو غالب کر دیں گے۔ اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰه فرمایا کہ ایمان والوں کو سب سے زیادہ اللہ کی ذات سے محبت ہوتی ہے وہ خدا کے عاشق ہیں خدا پر مرتے ہیں۔

ماں کی محبت

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی ناف ماں کے ساتھ جڑی ہوتی ہے اس کو دائی کاٹتی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ جو ناف کٹتی ہے اس میں ایک شرط چھپی ہوئی ہے کہ اس شرط پر تمہیں ماں سے جدا کیا جا رہا ہے کہ ہمیشہ تم اپنی ماں کی محبت میں گرفتار رہنا یہ جو رسّی کٹ رہی ہے تم آزاد نہیں ہو رہے یہ ہمیشہ کے لیے ایسی قید ہے جو نظر نہیں آئے گی۔ تو بچہ ماں سے کتنی محبت کرتا ہے باپ سے زیادہ ماں سے محبت کرتا ہے۔

قربِ الٰہی کی لات

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب پہلی مرتبہ کوہِ طور پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا مزہ چکھا۔ دیکھو! خدا کے قرب کا عجیب مزہ ہوتا ہے اس کو الفاظ تعبیر نہیں کر سکتے وہ انسان کا دل جانتا ہے۔ کہتے ہیں اللہ اپنی محبت اور تعلق یہاں (دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) دیتے ہیں۔ ظاہری نظر نہیں آئے گا۔ دنیا میں تو آپ کسی کے ساتھ ''شیک ہینڈ'' کر رہے ہیں تو پتہ چلا کہ بھئی آپ کی دوستی اس کے ساتھ ہے۔ کسی آپ گلے مل رہے ہیں یہ آپ کا تعلق ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا تعلق دل سے ہے تاکہ کوئی دیکھنے نہ پائے کہ ہم اپنے پیارے کو اور اپنے عاشق کو کیا دے رہے ہیں۔

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک ولی کو ایک عاشق کو اس کے دل میں اپنی محبت کی جو کیفیات ڈالتے ہیں اس کا علم دوسرے ولی کو بھی نہیں ہوتا کہ اس کے دل میں کیا دیا ہے۔ ہر ولی کی دلی کیفیات اور الوانِ محبت الگ الگ ہے تاکہ ایک ولی کو دوسرے ولی کی نظر نہ لگ جائے۔ کبھی پیاروں کو پیاروں ہی کی نظر لگ جاتی ہے۔ جس طرح سمجھدار ماں کیا کرتی ہے وہ جب بچے کو دودھ پلاتی ہے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس پر کپڑا چڑھا دیتی ہے حالانکہ گھر میں کون ہے ماں ہے باپ ہے اور بچے ہیں۔ تو کپڑا کیوں چڑھا دیتی ہے تاکہ میرے دوسرے بچوں کی نظر اس کو نہ لگ جائے باپ کی نظر نہ لگ جائے خود ماں کی نظر نہ لگ جائے چھپا کر پلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کو جو عطا کرتے ہیں تو ان کے دل میں عطا کرتے ہیں چھپا کر دیتے ہیں کہ کہیں ایک بندے کی نظر دوسرے کو نہ لگ جائے۔

طریقہ حصول قرب الٰہی

تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوہِ طور پر جب قربِ خداوندی کا مزہ ملا تو سوال کیا

اللہ آپ کی محبت مجھے زیادہ کیسے مل سکتی ہے؟ میں کیسے آپ کے قریب ہوسکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس طرح بچہ اپنی ماں کے ساتھ سلوک کرتا ہے اس طرح جب بندہ میرے ساتھ چلتا ہے تو میں پھر اپنا قربِ خاص اس کو عطا کر دیتا ہوں۔ دیکھئے! بچے کو ماں مارتی ہے کان مروڑتی ہے گھر سے بھی نکال دیتی ہے لیکن ماں کا در نہیں چھوڑتا مار کھا کے بھی وہیں واپس آئے گا۔

ایک اللہ والے کا واقعہ

ہمارے شیخ نے ہمیں ایک واقعہ بہت عرصہ پہلے سنایا۔ تیس سال پہلے طالب علمی کے زمانے میں ہم نے حضرت سے سنا کہ ایک اللہ والے گزر رہے تھے تو دیکھا ایک ماں اپنے بچے کو پیٹ رہی ہے چار پانچ سال کا بچہ ہے اُس کی پٹائی کر کے گھر سے باہر نکال کر دروازہ بند کر لیا۔ اب وہ بچہ دروازہ پیٹ رہا ہے در نہیں چھوڑ رہا اُسی در پہ پڑا رہا۔ یہاں تک کہ روتے روتے تھک کر سو گیا وہیں مٹی میں ماں کی چوکھٹ پر سو گیا۔ تو جب اُس کے رونے کی آواز نہیں آئی تو ماں کے دل کو گھبراہٹ ہوئی کہ پتہ نہیں میرے بچے کی پہلے تو رونے کی آواز آرہی تھی اب کیا ہو گیا۔ جب دروازہ کھولا وہ اللہ والے دیکھ رہے تھے یہ منظر کہ یہ بچہ کیا کرتا ہے ماں نے تو دھکا دے دیا اب یہ بچہ کیا کرتا ہے۔ تو ماں نے جو دروازہ کھولا تو دیکھا کہ بچہ مٹی پر سو رہا ہے اور آنسو اس کے گالوں پر ہیں۔ تو چیخ ماری اور بچے کو اُٹھا کر سینے سے لگا لیا اور اندر لے گئی۔ اس بزرگ کی چیخ نکل گئی کہا کہ اللہ اگر بچہ ماں کا در نہ چھوڑے تو ماں کو رحم آجاتا ہے اگر ہم بھی تیرے در پر یونہی پڑے رہیں تو تیری ذات کو بھی ہم پر رحم آجائے گا ؎

کھولیں وہ یا نہ کھولیں در اس پر ہو کیوں تیری نظر
تو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا
بیٹھے گا چین سے اگر کام کے کیا رہیں گے پَر

گو نہ نکل سکے مگر پنجرے میں پھڑ پھڑائے جا

عاشق کا در

تیرا کام ہے تو در پر پڑا رہے چھوٹی چھوٹی بات پر مولیٰ کا در چھوڑ دینا یہ عشق کی علامت نہیں ہے۔ عاشق کا کوئی اور تو در ہے نہیں وہ کہاں جائے گا؟ ایک اللہ والے رات کو اُٹھ کر ذکر کرتے تھے۔ تو ایک آدمی حضرت سے نیا نیا مرید ہوا تھا۔ تو حضرت جب رات کو اُٹھے اور اللہ اللہ کی صدا لگائی اللہ کو پکار رہے ہیں تو ہاتفِ غیبی نے آواز دی۔ تیرا کوئی اللہ اللہ کرنا قبول نہیں۔ تو اگلی رات جب دوبارہ اُٹھے تو اس خادم نے کہا حضرت جب قبول ہی نہیں ہے تو پھر یہ رات کو اُٹھنا تکلیف اُٹھانا ذکر کرنا اس کا کیا فائدہ؟ تو حضرت رونے لگے کہ اگر اس در کے علاوہ کوئی اور در ہے تو بتا میں پھر اُس در پہ جا کے بیٹھ جاتا ہوں۔ اُس نے کہا حضرت! اور تو کوئی در نہیں ہے۔ فرمایا کہ جب اس در کے علاوہ کوئی اور در نہیں ہے تو میں اس کو چھوڑ کر کہاں جاؤں گا؟ ہمارا جینا مرنا تو اسی در پر ہے۔ یہ ہمارے مولیٰ کا در ہے وہ کچھ بھی کریں قبول کریں یا نہ کریں ہمیں تو در نہیں چھوڑنا۔ بس اُسی وقت ہاتفِ غیبی سے آواز آئی ؎

قبول ست گرچہ ہنر نیست ست
کہ جز ما پنا ہے دگر نیست ست

آواز آئی کہ تیرا ذکر سب قبول ہے۔ اگرچہ یہ ہماری شان کے لائق نہیں ہے جس طرح تو کمزوری کے ساتھ ذکر کرتا ہے اور غیر اللہ کو دل میں بٹھا کر ذکر کرتا ہے اگرچہ یہ ہماری شان کے لائق نہیں ہے لیکن ہم قبول کرتے ہیں کیونکہ تو جو کہتا ہے کہ ہمارے علاوہ تیرا کوئی نہیں ہے تو ہم بھی تجھے اپنا بناتے ہیں ؎

ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے
دونوں جانب سے اشارے ہو چکے

جدائی شرطِ محبت

میرے دوستو! وہ جو ناف کاٹی جاتی ہے تو اس میں یہ پیغام پوشیدہ ہے ایک Massage اس کے اندر چھپا ہوا ہے کہ پوری زندگی اس ماں سے جدا تو ہو رہا ہے لیکن جسمانی لحاظ سے جدا ہو رہا ہے لیکن اپنے دل کی محبت کو جدا نہ کرنا تو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

ناف ِ ما بر مہرِ خود ببریدہ اند

کہ ہماری ناف اللہ نے اپنی محبت کی شرط پر کاٹی ہے اللہ نے جب ہماری روح کو آسمان سے زمین پر بھیجا تھا ہم عرش کے نیچے تھے یاد رکھو! روحوں کا خزانہ عرشِ الٰہی کے نیچے ہے تو ہم اللہ کے کتنے قریب تھے کیونکہ اللہ کی تجلیات کا مقام عرش ہے۔ اللہ تو ہر جگہ ہیں لیکن ان کی تجلیاتِ خاصہ اور انواراتِ ذاتیہ اور فیصلوں کا مقام عرش ہے اس کے بالکل نیچے روحوں کا خزانہ ہے (خزائن الارواح) تو ہمیں بالکل اپنے قرب میں رکھا۔

ناف ِ ما بر مہرِ خود ببریدہ اند
جان ِ مادر عشق خود کاریدہ اند

ہماری ناف اپنی محبت کی شرط پر اللہ نے کاٹی ہے اور ہماری جانوں میں اپنے عشق کا بیج بویا۔ تو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس طرح ماں سے بچہ جدا ہوتا ہے تو اس کی ناف کاٹی جاتی ہے اس شرط پر کہ پوری زندگی اس کی محبت میں مبتلا رہنا تو روحوں کو جو عرشِ الٰہی سے زمین پر بھیجا جاتا ہے اُس نور کے ماحول سے اس اندھیرے کے ماحول میں بھیجا جاتا ہے اس شرط پر بھیجا جاتا ہے کہ

ناف ِ ما بر مہرِ خود ببریدہ اند

دیکھ میں اس شرط پر تجھے جدا کر رہا ہوں کہ دنیا میں تیری محبت کا نظارہ کروں دنیا

میں جا کر مجھے بھلانا نہیں ہے۔ اس لیے فرمایا **والذین امنوا اشد حبًّا للّٰہ** کہ ایمان والوں کو سب سے زیادہ اللہ کی ذات سے محبت ہوتی ہے اور یہ پتہ کب چلے گا؟ آزمائش کے وقت۔ نفس وشیطان خواہشات کی طرف لے جاتے ہیں اور ایک طرف اللہ تعالیٰ کی محبت مجبور کرتی ہے۔ وہاں نفس وشیطان کی بات نہیں مانتا ان کو ہرا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو غالب رکھتا ہے۔

محبت کے چراغ کا تیل

میرے شیخ دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ آئل ہوتا ہے جس کے ذریعے سے ہم چراغ روشن کرتے ہیں تو اس میں سے روشنی آتی ہے تو فرمایا کہ اللہ کی محبت کا چراغ کیسے روشن ہوتا ہے؟ انسان جب حرام خواہشات کو جب اللہ کی محبت میں جلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا چراغ روشن ہوتا ہے حرام خواہشیں قربان کرتا ہے۔

ہمارے حضرت کا شعر ہے ؎

یہ چراغ دنیا کا تیل سے بوٹیوں کے جلتا ہے
دل میں لیکن چراغِ عشق خدا آرزوؤں کے لہو سے جلتا ہے

اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے حصول کے لیے تقویٰ کو شرط قرار دے دیا کہ تقویٰ اختیار کرلو ہماری محبتیں تمہیں مل جائیں گی محبت تو تمہارے اندر ہے لیکن گناہ نے اور نفس وشیطان نے دبا دیا۔

ربّا سے معافی

جیسے کوئی بچہ خراب اور گندے ماحول میں چلا جاتا ہے ماں باپ کو بھول جاتا ہے ماں باپ کو یاد نہیں کرتا۔ پھر کسی زمانے میں اس کو ہوش آتا ہے اس کا دماغ ٹھکانے آتا ہے کوئی سمجھانے والا سمجھاتا ہے اس کے دماغ سے خمار اُترتا ہے۔ گندے ماحول سے نکلتا ہے تو پھر ماں باپ کی محبت جو پہلے سے اُس کے دل میں تھی وہ جوش مارتی

ہوئی اُبھر آتی ہے تو وہ ماں باپ کے قدموں میں آ کر گرتا ہے اور معافی مانگتا ہے۔

میرے دوستو! ربّا کا بھی یہی معاملہ ہے۔ جب بندہ نفس وشیطان کے قابو میں آجاتا ہے تو ربّا سے دور ہو جاتا ہے لیکن کسی وقت جب اس کو ہوش آتا ہے تو وہ محبت جو پہلے سے اندر موجود ہے جوش مارتی ہے پھر اللہ تعالیٰ کے در پر گر کر کہتا ہے یا ربّا! مجھے معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ پہلے ربّا کہنے پر ہی اس کی معافی فرما دیتے ہیں چونکہ ان کو ہم سے محبت ہے اس لیے معاف کرتے ہیں۔ آپ اپنے بچوں کو کیوں معاف کرتے؟ ہزار نالائقیوں کے باوجود آپ معاف کر دیتے ہیں اس لیے کہ آپ کو محبت ہے تو آپ اس کی غلطی کو معاف کر دیتے ہیں کہ کوئی بات نہیں بلکہ اگر کوئی دوسرا اسے بُرا بھلا کہے تو آپ اُس سے لڑتے ہیں کہ اب آپ میرے بیٹے کو کیوں بُرا کہتے ہیں وہ بات پرانی ہوگئی اب تو یہ ہمارا پیارا ہے۔

اللہ تعالیٰ بھی ایسا کرتے ہیں کہ بندہ جب خدا کا بن جاتا ہے وہی بندہ جس کو لوگ بُرا کہتے تھے یہ یوں ہے یہ یوں ہے جب توبہ کر کے خدا کا بن گیا تو اب اللہ کی طرف سے پابندی لگ گئی خبردار! پُرانا نام یاد مت کرانا کہ تو شرابی تھا تو ایسا تھا تو ویسا تھا اب ہمارا پیارا بن گیا۔ اب تمہارے خلاف ہم مقدمہ درج کریں گے کیونکہ اب ہمارا پیارا ہو چکا ہے۔ جس طرح بچہ ابّا سے معافی مانگ لے تو ابّا کسی کو اس کے خلاف بات نہیں کرنے دیتا بلکہ بچے کے ذمہ کسی کا کوئی پیسہ وغیرہ ہو تو ابّا کہتا ہے ہم ادا کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں ہمارے بندے کو کچھ نہ کہنا ہم ذمہ دار ہیں لوگوں کے حقوق کو ادا کرتا رہا ہے اسی دوران دنیا سے چلا گیا جو کمی بیشی ہوگی اللہ تعالیٰ معاف کروالیں گے۔ اے حقدارو! یہ ہمارا پیارا ہے تمہارا حق میں ادا کروں گا جاؤ! میں تمہیں جنت دیتا ہوں میرے پیارے کو چھوڑ دو۔ جس طرح ابّا دنیا میں ذمہ داری لے لیتا ہے تو ربّا بھی ذمہ داری لے لیتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے ادا کرتے رہے یہ نہیں

کہ ہڑپ کرتا رہے کہ جی اللہ معاف کرادیں گے اس کی تو معافی ہی نہیں ہے اس لیے کہ حقوق کی ادائیگی ضروری ہے۔ جب تک نہ ادا کرے خلاصی نہیں ہوگی۔

حقوق العباد

اس لیے کہتے ہیں تین چیزیں ایسی ہیں جو کبھی معاف نہیں ہوں گی جب تک کہ صاحبِ حق معاف نہ کرے۔ مخلوق پر ظلم کیا ہے کسی کا مال دبایا ہے کسی کی زمین دبائی ہے کسی کو تھپڑ مارا ہے کسی کو گالی دی ہے کسی کی غیبت کی ہے کسی پر لعن طعن کی ہے۔ پکڑا جائے گا۔

آپ بتایئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا عدل والا نظام ہے کہ ایک سینگ والی بکری نے دوسری بغیر سینگ والی بکری کو ٹکر ماری۔ قیامت کے دن دونوں کو زندہ کیا جائے گا اور بغیر سینگ والی کو سینگ دے کر بدلہ دلوایا جائے گا پھر کہا جائے گا کہ مٹی ہو جاؤ۔ تو ایک انسان دوسرے انسان پر ظلم کرے تو کیسے بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ دنیا میں تو بہت آسان ہے معافی مانگ لو۔ کہتے ہیں عزت جاتی ہے بھئی! عزت ہے کیا؟ دیکھو! اس زمانے میں جو لوگ ہیں آج سے پچاس سال بعد نہیں ہوں گے دوسرے لوگ ہوں گے اور پہلے والے آج نہیں ہیں۔ اکبر الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوگا تو خدا ہوگا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ میں ہوتا تو کیا ہوتا

اور فرماتے ہیں ؎

جو ہنس رہا ہے وہ ہنس چکے گا جو رو رہا ہے وہ رو چکے گا
سکونِ دل سے خدا خدا کر جو ہو رہا ہے وہ ہو چکے گا

لیکن قیامت کے دن تو ہر معاملہ سارا عالَم دیکھے گا۔ وہاں سب اگلے پچھلے لوگ جمع ہوں گے۔

فَکَشَفْنَا عَنکَ غِطَاءَ کَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدo (سورۃ ق آیت ۲۲)

نگاہیں ایسی تیز کردی جائیں گی کہ معمولی واقعہ کو بھی پورا عالم دیکھے گا کہ یہ فلاں کے ساتھ آج کیا ہورہا ہے۔

یہاں جو ''لوساکا (Losaka)'' میں رہتے ہیں ''چیپاٹا'' والوں کو کیا پتہ ہے کہ یہاں کیا ہورہا ہے اور پاکستان والوں کو کیا پتہ زامبیا (Zambia) میں کیا ہورہا ہے یہاں تو معافی مانگتے ہوئے شرم آتی ہے تو بتاؤ! جو وہاں ذلتیں پیش آئیں گی ان کا کیا مداوا ہوگا۔ یہاں تو بہت آسان ہے معافی مانگ لو۔

ظلم کی اقسام

ایک ظلم تو وہ ہے جو آدمی مخلوق پر کرتا ہے اس کی معافی نہیں ہے جب تک کہ معافی نہ مانگ لے اور ایک ظلم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے دربار میں کرتا ہے وہ دربارِ الٰہی میں شرک کرتا ہے کفر کرتا ہے اس کی بالکل بھی معافی نہیں ہے اور ایک ظلم وہ ہے جو اپنی ذات پر کرتا ہے۔ جب گناہ کرتا ہے تو اپنی ذات پر ظلم کررہا ہے بدنظری کررہا ہے ان آنکھوں کو غلط استعمال کررہا ہے کان اور زبان کو غلط استعمال کررہا ہے ہاتھ پاؤں کو غلط استعمال کررہا ہے گناہ کررہا ہے یہ وہ ظلم ہے جو اپنی ذات پر کررہا ہے یہ معافی مانگ لے خدا سے تو معاف ہوجائے گا۔ یہ بندے اور اللہ کے درمیان معاملہ ہے۔ اس میں کسی مخلوق کا دخل نہیں ہے اس لیے کہتے ہیں ایسے گناہوں میں مخلوق سے معافی نہیں مانگنی کہ کسی خاتون کے پاس چلے جائیں کہ میں نے آپ کو بُری نظر سے دیکھا تھا آپ مجھے معاف کردو۔ ایسا کام کبھی نہ کرنا حرام ہے بلکہ آپ اس کو بے عزت کررہے ہو۔ بس آپ اللہ سے معافی مانگ لیں اللہ تعالیٰ معاف کردیں گے۔

سو (100) انسانوں کا قاتل

اس لیے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح ''فتح الباری'' میں فرماتے

ہیں وہ واقعہ جو بخاری شریف میں آتا ہے کہ سو آدمیوں کا قاتل تھا۔ جب اس نے ننانوے قتل کیے تو اس کو توبہ کا خیال آیا۔ اس زمانے کے ایک زاہد راہب سے پوچھا جو عابد تو تھا عالم نہیں تھا۔ جا کر پوچھا میری معافی ہوسکتی ہے؟ ننانوے قتل کیے ہیں اس نے کہا کبھی معافی نہیں ہوگی۔ اُس نے اس کو تلوار ماری کہ سنچری پوری کردوں۔ سو پورے کر دیے۔ اب پھر ضمیر نے ملامت کی کہ یار! تو نے کیا کیا؟ تو وہاں سے ایک عالم کے پاس گیا وہ عالم باللہ اور عارف باللہ تھا۔ جو خدا کی رحمت کی وسعتوں کو جانتا تھا۔ پوچھا میری معافی ہے؟ انہوں نے کہا تیرے گناہ کیا ہیں خدا کی رحمت کے مقابلے میں۔

نفس کا ایک کید

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو آدمی کہے جی میرے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟ میں نے اتنے زیادہ کیے۔ فرمایا یہ خدا کے دربار میں بے ادبی کر رہا ہے۔ خدا کی رحمت کے ایک قطرے کے مقابلے میں پورے عالم کے گناہوں کی کیا حیثیت ہے اس لیے کہ ان کی ہر شان غیر محدود ہے تو ان کی شانِ رحمت کی بھی کوئی حد نہیں ہے اور انسان کے گناہ محدود ہیں میرے اور آپ کے گناہ لمیٹڈ ہوں گے ملین ہوں گے بلین ہوں گے جہاں تک ہو لیکن محدود تو ہیں ایک حد تو ہے ان گناہوں کی اور خدا کی رحمت کا ادنیٰ قطرہ بھی غیر محدود ہے۔ اس کو کوئی شمار ہی نہیں کر سکتا کیونکہ اَن لمیٹڈ (Unlimited) ہے اور اَن لمیٹڈ کا مقابلہ لمیٹڈ کیسے کر سکتے ہے۔ لہٰذا ایسا کہنے والا دراصل گستاخی کر رہا ہے اللہ کے دربار میں کہ میرے گناہ کیسے معاف ہوں گے۔ معافی مانگو تو سہی ؎

شیخ پینے کا ارادہ تو کریں
حوضِ کوثر سے منگالی جائے گی

میرے دوستو! ابھی زندگی ہے جب موت کا فرشتہ نظر آجاتا ہے دروازہ بند ہوجاتا ہے ؎

پردے اُٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی اِدھر نظر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما سر بھی سنگِ در بھی ہے

راستہ کھلا ہے ابھی سر رکھ۔ حدیث شریف میں آتا ہے آدمی مکھی کے سر کے برابر آنسو بہاتا ہے تو جہاں جہاں وہ آنسو لگے گا وہاں وہاں اللہ تعالیٰ اُس پر دوزخ کو حرام فرمادیتے ہیں۔

رونے کی اقسام

اس لیے کہتے ہیں رونے کی کئی قسمیں ہیں آج ساری قسمیں سن لیجیے بعض لوگ کہتے ہیں ہمیں رونا نہیں آتا وہ دیکھیں رونے کی کئی اقسام ہیں

(۱) رونے کی ایک قسم تو یہ ہے کہ خدا کے خوف سے اتنا چھوٹا آنسو نکلا جیسے مکھی کا سر ہوتا ہے۔

(۲) دوسری قسم یہ کہ ایک قطرہ آنسو نکلا اور نیچے گر گیا۔

(۳) تیسرا رونا وہ ہے جیسے موسلا دھار بارش ہورہی ہے بہت تیز بارش کی طرح۔ کہتے ہیں آنسو باہر نکلتے ہیں اور دل اندر سیراب ہوجاتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے ورنہ زمین میں پانی جائے تو اس میں بیج اگتا ہے اور فصل ہوتی ہے لیکن دل کا معاملہ اور ہے یہاں آنسو باہر آئیں گے اور دل میں اللہ کے قربِ محبت کے پودے پیدا ہونا شروع ہوجاتے ہیں اور

(۴) چوتھا رونا کیا ہے کہ دل رو رہا ہے اور آنکھوں میں آنسو نہیں ہے۔ لیکن اللہ کے خوف اور محبت سے دل رو رہا ہے ؎

ہنسی بھی ہے گو لبوں پہ ہر دم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے

مگر جو دل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

اور میرے حضرت کا شعر ہے ؎

لب ہیں خنداں جگر میں ترا درد و غم
ترے عاشق کو لوگوں نے سمجھا ہے کم

اب کوئی کہے کہ ہمیں چاروں قسم کا رونا نہیں آتا نہ مکھی کے سر جتنا آنسو نہ بہنے والا آنسو نہ بارش جیسے آنسو نہ دل ہمارا روئے۔ قربان جایئے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر! آپ نے ایسے ہی مایوس دل لوگوں کے لیے فرمایا فان لم تبکو فتباکَوْا اگر تمہیں رونا نہیں آتا تو رونے والوں جیسی شکل بنالو خدا پھر بھی رحم فرمادے گا۔ ایکٹنگ کرلو رونا نہیں آتا رونے جیسی شکل بنالو۔ یہی دلیل ہے کہ اللہ اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان رحمت

مجھے بتایئے! دنیا کے کسی جج کے پاس آپ کا مقدمہ ہو اور آپ کورٹ گئے اور جج کے سامنے جھوٹ موٹ کے آنسو بہالیں کوئی پیاز وغیرہ کاٹ کر لگا دیا اور جھوٹ موٹ رونا شروع کردیا اور کوئی چپڑاسی جا کے جج صاحب کو بتادے کہ جناب! اس کو رونا نہیں آرہا باہر ہنس رہا تھا یہ ناٹک کر رہا ہے فراڈ کر رہا ہے۔ تو کہے گا اچھا! اس کو ڈبل سزا دوں گا ہم کو دھوکہ دیتا ہے۔

قربان جایئے ارحم الراحمین پر! اُس رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے کہلا دیا اے بندو! تم رونے جیسی شکل بنالو۔ ہم جانتے ہیں ہم عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہیں ہمیں علم ہے کہ تم دل میں رو نہیں رہے ہو لیکن تم رونے کی شکل بنالو ہم تمہارے رونے کی شکل بنانے پر بھی تمہیں معاف کردیں گے تمہارے گناہوں کو معاف کردیں گے یہ شانِ رحمت ہے۔ اور یہی فرق ہے اس بادشاہ میں اور دنیا کے

بادشاہوں میں۔ وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے شہنشاہ ہے شاہوں کا بھی شاہ ہے وہ فقیروں اور گداگروں کو تخت وتاج کی بھیک دیتا ہے اور جب چاہتا ہے تختہ بھی دے دیتا ہے یعنی موت۔ اور ولایت بھی دے دیتا ہے۔ ہمارے جیسے نالائقوں کو وہ ولایت دینے پر قادر ہے اس کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے اور جب ولایت دے دیتے ہیں تو آدابِ ولایت بھی سکھا دیتے ہیں کہ انہیں خوش کیسے رکھنا ہے اور راضی کیسے کرنا ہے۔

پاؤں کی طرف جان نکلنے کی ایک حکمت

میرے دوستو! اُس سو قتل کے مجرم نے century پوری کر لی اور ایک عالم کے پاس گیا۔ وہ عالم ربّانی تھا۔ انہوں نے کہا کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن ایک شرط ہے اپنی صحبت بدلو کمپنی چینج کرو اپنی تمہاری کمپنی خراب ہے جاؤ! فلاں بستی میں نیک لوگ ہیں وہاں جاؤ۔ اب راستے میں جا رہا ہے موت آ گئی۔ ٹانگوں سے جان نکلیا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور شیخ کی برکت سے ایک بات دل میں عطا فرمائی کہ سب سے پہلے ٹانگوں سے جان نکلتی ہے۔ یہ انسانوں پر اللہ کی عجیب رحمت ہے کہ پہلے ٹانگوں سے جان نکالنا شروع کرتے ہیں تاکہ آخر تک اس زبان سے ہمارا نام لیتا رہے۔ اگر اوپر یعنی سر کی طرف سے جان پہلے نکلا کرتی تو انسان ٹانگیں چلاتے اور ٹانگیں چلانا کوئی عبادت نہیں ہے۔ زبان سے اللہ اللہ اللہ کلمہ پڑھ رہا ہے درود شریف پڑھ رہا ہے ٹانگوں سے جان نکل رہی ہے اور زبان سے تلاوت اور ذکر اللہ جاری ہے۔

کتنے علماء کے بارے میں لکھا ہے کہ مسئلہ پوچھنے والوں کو مسئلہ بتلا رہے ہیں اور مسئلہ بتلاتے بتلاتے دنیا سے جا رہے ہیں۔ یہ اللہ کی شانِ رحمت ہے کہ دیکھو ہم تمہیں اتنا چانس دے رہے ہیں کہ آخر وقت میں بھی اگر تم نے یاد کر لیا تو رحمت کا دروازہ کھول دیں گے چنانچہ آپ علیہ السلام نے فرمایا **من کان اخر کلام لا الٰه الا الله دخل الجنّة** آخری کلام **لا الٰه الا اللّٰه** ہو گا جنت میں داخل ہو گا۔

وہ زمین پر گر گیا۔ اس نے ہمت نہیں ہاری۔ جب اس کی ٹانگوں سے جان نکلی تو اس نے کرالنگ کی اور ایک دو فٹ دمِ آخر میں بھی اپنا وجود زمین پر گھسیٹا۔ تو بس فرشتوں نے جان نکال دی۔ یاد رکھو! موت کا فرشتہ صرف جان نکالنے کے لیے ہے اب اس کو کہاں پہنچانا ہے یہ اس کا کام نہیں ہے۔ وہ صرف جان نکالتا ہے۔ اب پہنچانے والے خود آ جاتے ہیں اگر نیک روح ہوتی ہے تو جنت کے فرشتے لے جاتے ہیں۔ بُری روح ہوتی ہے تو دوزخ کے فرشتے۔

اب دونوں پارٹیاں آ گئیں۔ جنت والی پارٹی نے کہا جی! یہ توبہ کرنے جا رہا تھا ہم اس کو لے کر جائیں گے۔ دوزخ والے نے کہا بہت پُرانی ایف آئی آر اس کی درج ہے یہ پرانا پاپی ہے یہ دوزخ میں جائے گا اب دونوں پارٹیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ فرشتوں میں تنازع ہو گیا۔

یاد رکھو! فرشتے ہماری طرح عقل رکھتے ہیں لہٰذا بعض باتوں پر ایک دوسرے سوال جواب بھی ہو جاتے ہیں جس طرح دنیا میں ہم بحث کرتے ہیں۔ دونوں جماعتیں اللہ کے دربار میں پہنچیں۔ اللہ یہ معاملہ ہے۔ واہ اللہ نے کیا معاملہ کیا فرمایا دیکھو! زمین کی پیمائش کرو اگر گناہ کی بستی کے قریب ہے جہاں اس نے آخری قتل کیا تھا تو دوزخ والے لے جائیں اور اگر نیک لوگوں کی بستی کے قریب نکلے تو جنت والے لے جائیں۔ تو یہ عدل پر مبنی فیصلہ تھا کہ بظاہر ایک قانون دے دیا جس کا نام ہے (ضابطہٗ) اور اندر سے فضل فرما دیا کہ نیک لوگوں کی بستی سے کہا ہمارے اس توبہ کرنے والے بندے کے قریب ہو جا اور دوسری طرف والی زمین سے کہا کہ تو دور ہو جا۔ اُدھر زمین پھیل گئی اِدھر سکڑ گئی جب پیمائش کی گئی تو کتنی قریب نکلی؟ جتنا وہ گھسٹا تھا۔ ایک دو فٹ جو اپنے وجود کو گھسیٹا تھا اس نے آخر تک اللہ تک پہنچنے کی کوشش نہیں چھوڑی۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ کیا کریں جی ہم سے ہوتا نہیں ہے میرے دوست! اس کے لیے ہم

نہیں آئے کہ ہم ڈھیلے ہو کر بیٹھ جائیں۔خواجہ مجذوبؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

نہ چت کر سکے نفس کے پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈھالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبالے کبھی تو دبالے

تو جنت والے فرشتے ان کو لے گئے۔ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری کے شارح ہیں۔انہوں نے سوال قائم کیا۔سو قتل ہیں یہ تو مخلوق کا حق ہے کیسے معاف ہوگا؟ تو جواب دیا کہ قیامت کے دن اللہ سارے مقتولوں کو اس کی وجہ سے جنت دے دیں گے کہ ہمارا بندہ ہے کچھ نہ کہنا اس کو چانس بھی نہیں ملا اگر چانس ملتا تو ہر ایک سے جا کر معافی مانگتا۔

فرمان پیغمبر علیہ السلام

والذین آمنو اَشَدُّ حبًّا للّٰہ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۶۵) فرمایا کہ جو ایمان والے ہیں ان کو اللہ کی ذات سے سب سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **اَحْبِبْ مِنْ شئْتَ فانّک مفارقہٗ** آپ نے دنیا کی محبتوں کی حقیقت بیان کی کہ دیکھ اے انسان! جس سے چاہے تو محبت باندھ لے کسی عورت سے محبت کرلو لڑکے سے کرلو بیوی سے کرلو دکان سے کرلو کسی سے محبت کرلو **فانّک مفارقہٗ** وقت آئے گا کہ تم جدا ہو جاؤ گے اُس سے اور خدا سے محبت کرنے والوں کو کبھی غم فراق اور غمِ جدائی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تو ہر جگہ ہے۔

میرے شیخ فرماتے ہیں کسی کو اپنے بیٹے سے بڑی محبت ہے تو ہر وقت اپنے بیٹے کے ساتھ رہ سکتا ہے؟ اسکول ٹائم میں بینچ پہ ابا ساتھ بیٹھا ہوا کہ جی مجھے بہت پیار ہے لیٹرین جا رہا ہے تو لیٹرین کے دروازے پر کھڑا ہے کہ جی مجھے بچے سے بہت پیار ہے

وہ کھیلنے جا رہا ہے تو بھی اس کے ساتھ جا رہا ہے کہ جی مجھے بچے سے بہت پیار ہے۔ دنیا میں کوئی باپ ایسا نقشہ پیش نہیں کرسکتا کہ ہر وقت اپنے اُس بچے کے ساتھ رہے بلکہ کہے گا

اور بھی دُکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا

لیکن ربّا وہ ذات ہے جب اُس سے محبت ہوجاتی ہے تو جہاں بندہ ہے ربّا بھی وہیں ساتھ ساتھ ہے اور جب دنیا میں ساتھ ہیں تو پھر قبر میں بھی ساتھ ہوں گے حشر میں بھی ساتھ ہوں گے ہر جگہ ربّا ساتھ ہے اس لیے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احبب من شئت جس سے چاہے تم محبت ڈال لو فانک مفارقہ ایک وقت آئے گا کہ تمہیں اس سے جدا ہونا پڑے گا۔

محبت الٰہی کے حصول کا طریقہ

اب یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے ملتی ہے میرے دوستو! چند کام کرنے سے اللہ کی محبت ملتی ہے۔ **نمبر ایک** ذکر اللہ پر مداومت کرے۔ روزانہ کچھ ذکر اس لیے کرے کہ اللہ میں اس لیے ذکر کرتا ہوں کہ میری اور آپ کی محبت قائم ہوجائے۔ اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لیے تھوڑا ذکر کرے۔ روزانہ کلمہ طیبہ کی ایک تسبیح کرے اللہ اللہ کرے استغفار کرلے درود شریف پڑھ لے۔

میرے شیخ یہ چار تسبیحات بتاتے ہیں یا کوئی بھی تسبیح کرلو۔ اللہ کا نام لے لو اللہ کے ناموں میں جو بھی نام تمہاری زبان پر آتا ہے لے لو۔ وہ سب ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ نام سب انہی کے ہیں۔ ایک آدمی ڈاکٹر صاحب بھی ہو مولانا صاحب بھی ہو مفتی صاحب بھی ہو تو آپ ہر نام لے سکتے ہو مفتی صاحب کہو تب بھی وہ متوجہ ہوگا اور اس کو مولانا صاحب کہو تب بھی توجہ کرے گا اگر ڈاکٹر صاحب کہو تب بھی متوجہ

ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے سارے نام ہیں جس نام کو بھی لے لو گے۔ یہ نام لینا کیا ہے ذکر کرنا کیا ہے خدا کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے
عاقبت بنی ازاں درہم سرے

کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم کسی دروازے کو کھٹکھٹاتے رہو گے ایک وقت آئے گا کہ اُس دروازے سے کوئی سر نمودار ہوگا اور پوچھے گا کیا چاہیے کیا کام ہے۔ روزانہ کچھ وقت ایسا مقرر کر لو کہ جس میں اللہ کو یاد کرو کچھ تھوڑی دیر پانچ منٹ دس منٹ ذکر کر لے۔ صبح کو کر لے شام کو کر لے رات کو سونے سے پہلے تھوڑی دیر یاد کر لے۔

دوسرا نمبر اہل اللہ کی مصاحبت کہ اللہ والوں کی نیک لوگوں کی صحبت اختیار کر لے اللہ کے عاشقوں کے پاس آتا جاتا رہے۔ ان کے پاس بیٹھ کر اللہ کی محبت کی باتیں سنتا رہے کیونکہ سنتے سنتے آدمی کو پیار ہو جاتا ہے۔ اگر روز کوئی آدمی آ کر آپ کو کہے کہ ''وکٹوریہ فال ویری بیوٹی فل'' (Victoria fall is very beautiful) روزانہ کہتا ہے تو آپ مجھے بتایئے آپ کا دل دیکھنے کو چاہے گا یا نہیں؟ کہو گے! اب کے میں ضرور جاؤں گا اتنا میں نے سنا ہے فلاں دوست نے یہ کہاں فلاں نے یہ کہا۔ اب تو دل میں بڑا اشتیاق ہو گیا۔

میرے دوستو! اسی طرح اللہ کی محبت سنتے سنتے آدمی کو خدا سے پیار ہو جاتا ہے صحبت میں رہنا پڑتا ہے اللہ والوں کی خدا کے عاشقوں کی صحبت اختیار کرے اس لیے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اہل محبت کی صحبت میں زیادہ بیٹھو تا کہ خدا کی محبت تم میں منتقل ہو جائے۔

اور تیسرا نمبر گناہوں سے محافظت گناہوں سے بچیں کیونکہ اللہ کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے کیونکہ نفس وشیطان کو خوش کررہے ہیں تو اللہ اپنی محبت کیسے دیں گے۔ آپ تو دُشمن کے ساتھ دوستی لگائے بیٹھے ہیں آپ کا بیسٹ فرینڈ ہو اور وہ آپ کو دیکھ لے کہ آپ اس کے دُشمن کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو آپ مجھے بتائیے وہ آپ کو بیسٹ فرینڈ بنائے گا وہ اپنے راز اور اپنی خاص باتیں آپ سے کرے گا؟ کبھی نہیں کرے گا کہے گا یہ تو میرے دُشمن کے ساتھ بھی چائے پیتا ہے ہوسکتا ہے میری سیکریٹ بات وہاں کردے۔ یادرکھو! جو نفس وشیطان کے پیچھے چلتے ہیں گناہ کرتے ہیں ان کے سینوں کو اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے راز کبھی عطا نہیں کرتے کیونکہ یہ تو دُشمن کے ساتھ دوستی رکھتا ہے اس لیے گناہ سے بہت بچو! ہمت کرے ہمت سے کام لے۔ کہتے ہیں گناہ سے بچنے کے لیے پہلے اپنی ہمت چاہیے ہمت کرے کہ مجھے نہیں کرنا ہے۔

میرے شیخ دامت برکاتہم فرماتے ہیں شیر بن جائے۔ جس طرح شیر ہرن کا خون پیتا ہے۔ آپ افریقہ والے ہم سے زیادہ جانتے ہیں اور آپ نے تو یہ منظر دیکھے ہوں گے۔ شیر ہرن کا خون پیتا ہے تو کیسا تگڑا رہتا ہے تو میرے شیخ فرماتے ہیں اپنے نفس کا خون پی لو تمہارا ایمان تگڑا ہوجائے گا تم اللہ کے راستے کے شیر بن جاؤ گے۔ آپ بتایئے کہ شیر آگے بھاگ رہا ہو اور پیچھے ہرن ہو اس کو ٹکر مارنے کے لیے بھاگ رہی ہو تو سب ہنسیں گے یا نہیں؟ ہنسیں گے کہ یہ کیسا شیر ہے بھئی یہ اصلی بھی ہے یا کھال پہنا ہوا شیر ہے۔

ایک لطیفہ

ایک چڑیا گھر میں کچھ جانور نہیں تھے مر گئے تھے۔ ایک آدمی بے روزگار

ملازمت کی تلاش میں وہاں آیا چڑیا گھر میں تو مالکان نے کہا کوئی جگہ خالی نہیں ہے البتہ ایک دو پنجرے خالی ہیں اور کہا کہ ریچھ کی کھال پہن کر تمہیں ریچھ بن کے رہنا ہے۔ خیر! وہ ریچھ کی کھال پہن کر پنجرے میں جا بیٹھا۔ برابر میں شیر تھا۔ اب وہ شیر سے ڈر بھی رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں شیر پنجرے میں چھلانگ مارتا ہوا ریچھ کے پنجرے میں جا گرا نقلی ریچھ نے چیخ ماری تو شیر کے قالب سے آواز آئی چپ کر یار میری بھی نوکری کا مسئلہ ہے۔

مجھے بتائیے! اگر ایک ہرن شیر کے پیچھے بھاگے اور شیر ڈر کے آگے بھاگے تو بتائیے وہ شیر کہلائے گا وہ کیسا مؤمن ہے جو نفس وشیطان کے آگے ہتھیار ڈال دیتا ہے جس کو اللہ نے ایمان جیسی قوت عطا فرمائی ہے۔ اس کو تو چاہیے تھا نفس وشیطان کو شکست دے دیتا خدا کے نام کو بلند کر دیتا تو گناہ سے بچنے کے لیے ہمت استعمال کریں۔

اور چوتھا نمبر اسبابِ گناہ سے مباعدت۔ گناہوں کے اسباب سے بھی دور رہیں۔ ان چیزوں سے بھی دور رہیں جو (source) بن سکتے ہیں گناہ کا۔ بعض لوگ کہتے ہیں ہمیں کچھ نہیں ہوتا بدنظری کرنے سے جہاں اُٹھو جہاں بیٹھو ہمیں فرق نہیں پڑتا۔ نہیں میرے دوست! شیطان پھر پکڑتا ہے۔ اپنے اوپر کبھی اعتماد نہ کریں۔ ٹرسٹ (اعتماد) نہ کریں اپنے اوپر کہ جی مجھے کچھ نہیں ہوتا۔ یاد رکھو! یہ شیطان بہت بدمعاش ہے یہ اسی طرح کرتے کرتے گناہ میں لے جاتا ہے۔ اس لیے میرے شیخ فرماتے ہیں کہ کبھی بہادری مت دکھاؤ اس راستے میں بلکہ ڈرنا چاہیے۔

آپ کا دوست ہے غلط اور برے کام کرتا ہے آپ اُس کے پاس چائے پینے کے لیے جا رہے ہیں آپ کو بھی اُٹھتے بیٹھتے اُس کی طرح عادت ہو جائے گی۔ آپ کو چاہیے کہ ایسے ماحول سے ہی دور رہو اسبابِ گناہ سے دوری اختیار کریں۔

اور آخری نمبر اتباعِ سنت پر مواظبت۔رسول اللہ ﷺ کے راستے پر چلنے طریق محبت آپ کی اداؤں کا نام ہے۔

اللہ سے اللہ کو مانگئے۔دعا بھی کیجیے کہ یا اللہ! اپنی محبت ہمیں عطا کیجیے۔پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔فرمایا **اَللّٰھُمَّ اِنِّی أَسئلک حبک** اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں۔**وحبَّ من یُّحبّک** اور ان لوگوں کی محبت مانگتا ہوں جو آپ سے محبت کرتے ہیں **وحبَّ عمل یبلِّغنی الٰی حُبِّک** اور ان اعمال کی محبت مانگتا ہوں جو اعمال مجھے آپ تک پہنچانے والے ہیں آپ کی محبت تک پہنچانے والے ہیں۔تین چیزوں کی محبت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی کہ اے اللہ! آپ کی محبت مانگتا ہوں یہ مقصود ہے یہ اصل ہے۔**وحبَّ من یحبک** اور آپ کے عاشقوں کی محبت مانگتا ہوں کیونکہ یہ ذریعہ ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے راستہ اور ذریعہ ہے اور ان اعمال کی محبت مانگتا ہوں یہ بھی ذریعہ ہے اللہ کی محبت کے حصول کا اور اصل اللہ کے ذات کی محبت ہے۔

اللہ سے اللہ کو مانگیں اللہ سے اللہ کی محبت مانگیں۔حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جب پہلی مرتبہ مکہ شریف گئے تو کعبہ پر نظر پڑتے ہی کیا دعا کی تھی؟ آج میں اور آپ یہ دعائیں کرتے ہیں یا اللہ! یہ ہو جائے دکان اچھی چل جائے تجارت اچھی ہو جائے۔اور حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے کیا فرمایا۔

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلبگار تیرا

یا اللہ! میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں آپ مجھے مل جائیں کیونکہ جب اللہ مل گیا تو سب مل گیا۔جب بادشاہ آپ کے ساتھ ہے تو بادشاہ کی رعایا اور ہر چیز آپ کی ہے۔ اس دعا کا اہتمام کریں ہر وقت مانگیں۔یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یاد

کرلیں اس میں الفاظ بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور ان الفاظ میں بھی نور ہے جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلے ورنہ یہ دعا یاد نہ ہو تو اللہ سے اللہ کو مانگ لیں کہ یا اللہ! میں آپ سے آپ کا سوال کرتا ہوں جب مانگتے رہو گے تو ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا دل محسوس کرے گا آپ پکار اُٹھیں گے کہ ؎

یہ کون آیا میرے دل میں کہ دھیمی پڑ گئی لَو شمع محفل کی
پتنگوں کی عوض اُڑنے لگی چنگاریاں دل کی

وہ خود اس دل میں آجائیں گے وہ اس دل سے رابطہ کرلیں گے محبت کا رابطہ قائم کرلیں گے بس اللہ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمدللّٰہ ربّ العالمین.

ألـلّٰهـم لک الـحـمـد کـما أنت أهله وصل علٰی محمد کماأنت أهله وأفعـل بـنا کما أنت أهله فانّک أنت أهل التقویٰ وأهل المغفرة ربّنا ظلمنا أنفسنا وان لم تغفرلناوترحمنا لنکونن من الخاسرین. أللّٰهم إنّا نسـئـلک الهـدیٰ و التـقـویٰ والـعـفـاف والغنٰی. اللهم انا نسئلک حبک وحبَّ من یُحبک وحبَّ عمل یبلغنی الی حبّک اللّٰهم اجعل حبک اَحَبَّ الینا من انفسنا واهلنا ومن الماء البارد.

یا اللہ! ہم سب کو تو اپنی محبت نصیب فرما۔ یا اللہ! بلا استحقاق ہم پر فضل فرمادے اور اپنی محبت نصیب فرمادے اپنی محبت کرنے والوں میں ہمیں شامل فرما۔ یا اللہ! نیک لوگوں کی محبت ہمیں نصیب فرما اچھے اعمال کی محبت ہمیں نصیب فرما۔ یا اللہ! اپنے عاشقوں میں اور اپنے دودستوں میں ہمارے نام کو بھی درج فرما اب تک جو خطائیں اور جو غلطیاں ہو گئیں تو ہمیں معاف فرما اور سو فیصد آپ کا بن جانے کی توفیق عطا فرما نفس و شیطان سے ہمیں چھٹکارا نصیب فرما ہمیں بھی ہمارے گھر والوں کو بال بچوں کو

قیامت تک آنے والی نسلوں کو یااللہ! اپنی ولایتِ صدیقیت نصیب فرما۔ یااللہ! ہماری اولاد میں قیامت تک آنے والی ہماری نسلوں میں کوئی ایک انسان ایسا نہ ہو جو آپ کا ولی بن کر نہ مرے۔ یااللہ! سب کے لیے ولایت اور دوستی کا فیصلہ فرما۔ یااللہ! پوری اُمت کے مسلمانوں کو اپنی ولایت اور دوستی نصیب فرکا کافروں کو بھی ایمان نصیب فرما۔ یااللہ! ہمیں دنیا بھی عطا فرما آخرت بھی عطا فرما دنیا کے حسنات بھی نصیب فرما آخرت کے حسنات بھی نصیب فرما۔ ہمارے مرحومین مرحومات کی مغفرت فرما۔ یااللہ! ہمارے بیماروں کو شفا عطا فرما۔ یااللہ! جو باتیں بیان ہوئیں اس کا میں سب سے زیادہ محتاج ہوں مجھے اور ماؤں بہنوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یااللہ! ہمارے دل کو اپنی محبت اور قرب کی لذت نصیب فرما۔ یااللہ! ہمیں ذکر کی لذت نصیب فرما۔ یااللہ! عالمِ اسلام کی حفاظت فرما ہر ہر مسلمان کی حفاظت فرما۔ یااللہ! رزق کی تنگیوں کو دور فرما ہر طرح کی پریشانیوں کو دور فرما بے اولادوں کو نیک صالح اولاد عطا فرما اولاد والوں کو اولادوں کو نیک صالح عطا فرما فرمانبردار بنا والدین کے لیے صدقہ جاریہ فرما ہماری اولادوں کو علمِ نافع اور عملِ مقبول عطا فرما اور اللہ والا بنا۔ یااللہ! ہر دوست کی ماؤں بہنوں کی حاجات کو اپنے خزانے سے پوری فرما جو مانگا ہے وہ بھی عطا فرما جو نہ مانگ سکے وہ بھی عطا فرما۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی خیر خلقہٖ محمدٍ و آلہٖ و اصحابہ اجمعین

22مارچ2010ء بروز پیر

چیپاٹا کا سفر

یہ زامبیا(Zambia) کا ایک اہم شہر ہے جولوسا کا(Losaka) کے مشرق میں ملاوی کی سرحد پر واقع ہے اور غیر ملکی مسلمانوں کی آمد اسی شہر کی طرف سے ہوتی ہے خاص طور پر ہندوستان کے صوبہ گجرات کے مسلمان پہلے چیپاٹہ میں ہی آئے تھے پھر وہاں سے لوسا کا(Losaka) اور دوسرے علاقوں میں پھیل گئے۔

مولانا اقبال صاحب کی ہمراہی

مولانا اقبال صاحب لوسا کا(Losaka) کے بڑے علماء میں سے ہیں جنہوں نے ایک جدید انداز میں کالوں (سیاہ فام) میں کام کرنے کا بیڑہ اٹھایا تھا اور ایک بہت بڑا اسلامک سینٹر قائم کیا تھا جن میں نوجوانوں کی تربیت کی جاتی تھی اور انہیں مبلغ بنا کر اپنی قوم میں بھیجا جاتا تھا جس سے بڑی تیزی سے افریقی لوگ اسلام میں داخل ہو رہے تھے لیکن کچھ اپنوں کا حسد کچھ اغیار کی دشمنی نے ان کا پورا منصوبہ فلاپ کر دیا اور انہیں اس کی پاداش میں پس زنداں کر دیا گیا بعد میں اسی شرط پر رہا کئے گئے کہ کوئی تبلیغی کام نہیں کریں گے۔اب وہ لوسا کا(Losaka) شہر میں آئس کریم کی بہت بڑی دوکان چلاتے ہیں عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم 2002ء میں تین دن کے لیے زامبیا(Zambia) تشریف لائے تھے تو لوسا کا(Losaka) میں انہی کے ہاں مہمان ٹھہرے تھے لہذا مولانا کا اصرار تھا کہ مولانا کراچی واپسی تک ہمارے ہاں قیام کریں۔

چنانچہ فجر کی نماز مسجد عمر میں ادا کی وہاں مختصر درس قرآن دیا پھر مولانا اقبال صاحب کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے گئے اور ناشتہ کیا۔

آغاز سفر

ناشتہ کے بعد مولانا محمد اقبال صاحب کے ہمراہ ان کے کیبن ڈالے میں

سفر شروع ہوا مولانا اقبال صاحب کے ایک دوست بھائی یوسف صاحب بھی ہمراہ تھے جوکہ میڈیسن کے تاجر تھے لوساکا (Losaka) سے چیپاٹا کا سفر بھی پانچ سو کلومیٹر سے کچھ زائد ہے ہماری پہلی منزل راستے کا ایک شہر پٹوکے (Pet Auke) تھا۔

لوساکا (Losaka) کے قاری محمد اسماعیل صاحب جوکہ حضرت والا حکیم صاحب سے بہت اچھی طرح متعارف تھے ان کی مجالس میں کافی شریک رہ چکے تھے انہوں نے حضرت شیخ کو پٹوکے مضافات میں اسلامک سکول کے دورے کی بھی دعوت دی تھی جوان کے زیر انتظام چلتا تھا۔

وحدت وطلب

راستے میں حضرت شیخ نے فرمایا کہ مرید کے لیے سمجھنا ضروری ہے کہ میری اصلاح میرے شیخ سے ہی ہوگی ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں کہ آدمی کے خواہ کتنے ہی چچے ہوں اور دادا بھی ہولیکن روٹی کے انتظام کی ذمہ داری باپ ہی اٹھائے گا باقی دادا اور چچاؤں کا ادب واحترام لازمی ہے بلکہ روحانی پرورش میں ذریعہ روحانی باپ ہی ہوتا ہے۔

نیمبا (Niymba) میں قیام

ظہر کے قریب نیمبا پہنچے جوکہ قصبہ ہے وہاں بھی مسلمانوں کی کچھ آبادی ہے اور مسجد ہے حضرت شیخ مسجد تشریف لے گئے وہاں ظہر کی نماز ادا کی پھر وہاں دوپہر کا کھانا تناول فرمایا جو لوساکا (Losaka) سے ہمراہ لے گئے تھے اس دن مسجد کے امام صاحب گھر پر نہیں تھے اس لیے ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔

پٹوکے میں

عصر سے پہلے پٹوکے پہنچے جناب ایوب لولاک صاحب کے گھر پر قیام فرمایا

انہوں نے بہت ہی والہانہ استقبال کیا اور محبت کا اظہار کیا مغرب سے پہلے کچھ آرام کیا اور پھر پٹو کے کی مسجد میں تشریف لے گئے یہاں مغرب کی نماز پڑھائی پھر بیان فرمایا۔

بیان پٹو کے بعد نماز مغرب

سفر نامہ زمبیا

ایمان کی قیمت

قطبِ زماں جنیدِ وقت سلطان العاشقین
علامہ مولانا شاہ جلیل احمد صاحب اخون دامت برکاتہم
کا اثر انگیز وعظ

زمبیا میں بمقام پٹو کے
بعد نمازِ مغرب 22 مارچ 2010ء

وعظ حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامع العلوم بہاولنگر پنجاب
مقام زمبیا کے شہر پیٹو کے
بتاریخ بعد نمازِ مغرب 22 مارچ 2010ء

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِیْبَنَا وَشَفِیْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصّادقین.

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم من اتّق اللّٰہ عزّوجلّ صار آمنًا فی بلادہٖ. او کما قال علیہ الصّلٰوۃ والسّلام صدق اللّٰہ وصدق رسولہ النبی الکریم.

انسان کی قیمت بوجہ ایمان

میرے محترم بزرگو اور دوستو! انسان کی قیمت ایمان کی وجہ سے ہے۔ اگر انسان میں ایمان نہ ہو تو یہ سوائے مٹی کے پتلے کے کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ نے انسان کو مٹی سے بنایا ہے آپ گھروں میں مٹی کے برتن استعمال کرتے ہیں اگر برتن میں قیمتی چیز رکھی ہوتی ہے تو وہ برتن بھی قیمتی ہوجاتا ہے اور اگر بے قیمت چیز ہوتی ہے تو وہ برتن بھی بے قیمت ہوجاتا ہے۔ تو برتن کی قیمت اس میں رکھی ہوئی چیز کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اگر اسی برتن میں ہیرا موتی سونا چاندی رکھا ہے تو آپ اس کو تجوری میں رکھیں گے تالا لگائیں گے اور اس کی حفاظت کریں گے اور اگر اس میں کوئی معمولی چیز رکھی ہے تو آپ اس کو باورچی خانے میں رکھ دیں گے کسی جگہ پر بھی رکھ دیں گے ظرف کی قیمت

مظروف سے ہوتی یعنی برتن او pot کی جو قیمت ہوتی ہے وہ اس شئے کی وجہ سے ہے جو اس کے اندر ہے تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو مٹی سے بنایا ہے تو اس کی قیمت ایمان کی وجہ سے ہے اگر اس میں ایمان ہے۔ تو یہ بہت قیمتی ہے اور اگر ایمان نہیں تو اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ قرآن مجید نے کہا یہ انسان نما جانور ہیں ہے انسان دیکھنے میں انسان ہے میں اور آپ اس کو انسان کہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ انسان نہیں کہتے کیونکہ انسان تو وہ ہوتا ہے جو اپنے محسن کو پہچانتا ہے۔ قرآن نے کہا بَلْ ھُمْ اَضَلّ جانوروں سے بدتر ہیں جانور بھی اپنے پالنے والے کو پہچانتا ہے جو آدمی جانور کو چارہ ڈالتا ہے جانور اس کو سینگ نہیں مارتا اس سے محبت کرتا ہے۔ تو یہ کیسا انسان ہے کہ جو پالنے والا رب ہے اس کو بھول جاتا ہے پالنے والا خدا ہے ماں کے پیٹ میں بھی پالا اور ماں کے گود میں بھی پالا اور اب بھی پال رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان خالقیت

میرے دوستو! جتنے بھی دنیا کے اسباب ہیں میں اور آپ اس پر اگر غور کریں تو پیدا کرنے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں اگر اللہ تعالیٰ ہی پیدا نہ فرمائیں تو میں اور آپ پیسوں سے اسباب پیدا کر سکتے ہیں؟

چنانچہ تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں (اللہ تعالیٰ معاف فرمائے) جب کسی علاقے میں قحط پڑ جاتا تھا تو لوگ سونے کی اینٹیں دے کر روٹی خریدا کرتے تھے۔ تاریخِ بغداد میں لکھا ہے کہ ایک روٹی کی قیمت بیل کے سر جتنا سونا ہوتا تھا کیونکہ پیدا کرنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہے جتنے بھی اسباب دنیا میں ہیں اس لیے ہمارے شیخ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ سائنسدان کوئی تخلیق نہیں کرتے ہم مبالغہ میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ فلاں سائنسدان کی تخلیق ہے فلانے مصور کی تخلیق ہے یہ

تصویر بنادی جبکہ تخلیق کہا جاتا ہے عدم سے وجود میں لانا ایک معدوم چیز کو وجود دے دینا۔ میں اور آپ اپنے اماں ابا سے پوچھیں کہ کیا آپ کو خیال تھا کہ ہم دنیا میں آئیں گے؟ وہ کہیں گے کہ ہمارے تو حاشیۂ خیال میں بھی نہیں تھا کہ تمہارے جیسا بیٹا دنیا میں آئے گا۔ تخلیق کہتے ہیں عدم سے وجود میں لانا۔ میں اور آپ اور سائنسدان تو ترکیب کرتے ہیں ترتیب دیتے ہیں تخلیق نہیں کرتے۔ ترکیب کہتے ہیں چند چیزوں کو جوڑ کر اس سے کوئی تیسری چیز بنالینا۔ چاول اور گوشت کو اکٹھا کیا اور اس کو تڑکا لگایا تو اسے بریانی نام کی ڈش تیار ہوگئی تو اب بتایئے یہ جو بریانی بنی اور اس میں جتنی چیزیں استعمال ہوئیں وہ سب اللہ کی پیدا کردہ ہیں۔ بریانی بنانے والا کا بس اتنا کمال ہے کہ اس نے مرکب کردیا ورنہ اس کا سارا مٹیریل تو خدا نے پیدا کیا ہے تو انسان وہ ہے جو اپنے محسن کو پہچانتا ہے۔ اگر اپنے ربّ کو نہیں پہچانتا تو وہ انسان ہی نہیں ہے۔ قرآن مجید نے کہا اُولٰٓئِکَ کالانعام یہ جانور ہے جن میں ایمان نہیں ہے یہ جانور ہیں بَلْ ھُمْ اَضَلّ بلکہ فرمایا کہ جانوروں سے زیادہ گم کردہ راہ ہے جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے جس کام کے لیے پیدا کیا اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ گائے کو دودھ دینے کے لیے پیدا کیا وہ دودھ دے رہی ہے اس کا گوشت میں اور آپ کھاتے ہیں۔

فکرِ آخرت مقصدِ حیات

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا انّ الدُّنیا خُلِقَتْ لَکم پوری دنیا تمہارے لیے ہے وَانکُم خُلِقْتُم لِلآخرۃ اور تم آخرت کے لیے پیدا کیے گئے ہو تمہیں دنیا میں بھیجنے کا مقصد آخرت کمانا ہے کیونکہ آخرت کی مارکیٹ دنیا ہے۔ دیکھو! آپ مارکیٹ جاتے ہیں کہ چلو سنڈے مارکیٹ جاتے ہیں وہاں فلاں فلاں سامان ملے گا ہمارے علاقے میں وہ نہیں ملتا اس کے لیے وہاں جانا پڑے گا آپ ڈرائیونگ کرکے وہاں جاتے ہیں اور وہاں سے آپ سامان خریدتے ہیں اپنے گھر کے لیے

ویکلی (weekly) آپ جاتے ہیں اور پورے ویک (week) کے لیے آپ سامان خریدتے ہیں۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے بھی دنیا میں آخرت کا سامان رکھا ہے کہ دنیا میں جاؤ! نماز پڑھو یہاں نماز پڑھنے کی قیمت ہے روزے رکھنے کی قیمت دنیا میں ہے آسمانوں پر تو کسی کو بھوک نہیں لگتی۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمانوں پر ہیں زندہ ہیں میرے اور آپ کا عقیدہ ہے وہاں ان کو بھوک نہیں لگتی نہ پیاس لگتی ہے کھانے پینے کی احتیاج ان کو نہیں ہے تو روزے کی قیمت یہاں ہے۔ تلاوتِ قرآن کی قیمت حج کی قیمت خیرات زکوٰۃ کی قیمت یہاں ہے نماز روزہ کر کے گویا ہم نے مارکیٹ سے مال خرید لیا اور یہ مال جا کر آخرت میں کام آئے گا انعام وہاں ملے گا اور جس نے دنیا میں مارکیٹنگ ہی نہیں کی تو آخرت میں خالی ہاتھ ہوگا۔ آپ کے پاس مال آیا آپ غریبوں کو تقسیم کر رہے ہیں یہاں غریب محتاج ہیں وہاں تو کوئی محتاج نہ رہے گا۔ تو آخرت کی مارکیٹ دنیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس لیے بھیجا ہے کہ مارکیٹ میں جاؤ اور جلدی جلدی آخرت کے گھر کے لیے سامان اکھٹا کر لو تاکہ تم قبر کی گاڑی میں بیٹھو تو تمہارے پاس ضرورت کا تمام سامان موجود ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں سفر میں مشقت پیش آجائے۔

کلمہ پڑھنا بلا عمل کی مثال

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ حضرت کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں کلمہ تو جنت کا ٹکٹ ہے اب یہ باقی مشقتیں کہ دنیا کی مارکیٹ سے نمازیں بھی اکھٹی کرو روزے بھی اکھٹے کرو اور سارے اسباب آخرت اکھٹے کرو۔ تو حضرت نے بڑا پیارا جواب دیا۔ فرمایا کہ ایک آدمی فرسٹ کلاس کا ٹکٹ لے لے اور اس ڈبہ میں بیٹھ جائے لیکن اپنی شکل وصورت ایسی بنائی ہو جیسے ابھی جنگل سے نکل کر آیا ہے تو سب سے پہلے وہ قُلی جو مال برداری کرتا ہے اس کو اُٹھائے گا اور کہے گا

کہ تو غلط ڈبّے میں آ گیا ہے چل پیچھے جا سیکنڈ کلاس میں کیونکہ اس کی ظاہری ہیئت ہی ایسی ہے تو اس کو بھگائے گا وہ کہے گا نہیں میرے پاس تو ٹکٹ ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد پولیس والا آئے گا وہ کھڑا کرے گا اور کہے گا ادھر کدھر گھس گیا ہے؟ دیہاتی اُجڈ جاہل چل یہاں سے نکل۔ کہے گا بھائی! ٹکٹ ہے میرے پاس فرسٹ کلاس کی۔ پھر ٹکٹ چیکر آئے گا ٹی ٹی (TT) ٹکٹ دیکھنے والا وہ آتے ہی پہلے دو چار گالیاں دے گا بعد میں ٹکٹ دیکھے گا۔ تو حضرت شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عجیب بات فرمائی کہ صرف کلمہ پڑھ لیا اور اس کے ساتھ تیاری نہیں کی اور اسباب اکھٹے نہیں کیے آخرت کی فرسٹ کلاس ٹرین کی ٹکٹ تو لے لی لیکن آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جیسی چال چلن اور شکل وصورت نہیں ہے اس کی تو جنت تو چلا جائے گا لیکن دھکّے کھا کے جائے گا اور بے عزت اور ذلیل ہو کے جائے گا۔

عطاءایمان فضل ربی

تو ہماری قیمت ایمان کی وجہ سے ہے یہ اللہ تعالیٰ نے جو ایمان ہمیں مفت میں اپنے فضل سے عطا فرمایا یہ اس کا فضلِ خاص ہے کہ ہمیں ایمان دے دیا ورنہ کتنی مخلوق ہے جو ایمان سے محروم ہے۔ ہم میں سے کوئی ایسی خصوصیت تو نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے ہم زیادہ مستحق تھے وہ چاہیں تو ابولہب کو محروم کردے۔ ابولہب کے معنی کیا ہے؟ لہب کہتے ہیں آگ کے شعلے کو جو آگ کے اوپر سرخ رنگ کی لپٹ ہوتی ہے تو اس کا چہرہ ایسا سرخ تھا کہ دور سے لگتا تھا جیسے آگ دھک رہی ہو اور نہایت حسین تھا تو اس کو ابولہب کہا گیا۔ اور بلال کو ایمان دے دیا۔ عمار بن یاسر کو ایمان دے دیا ہے۔ زنیرہ کو ایمان دے دیا ہے۔ غلاموں کو ایمان دے رہے ہیں آقا محروم ہو رہے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب بلال حبشی کو خریدا تو ان کے والد ابوقحافہ نے سب سے پہلے اعتراض کیا وہ اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ کہا کہاں سے تو

اس کالے کو خرید لایا ہے اگر غلام خریدنے کا شوق تھا تو کوئی رومی غلام خریدتا۔ اس وقت رومی غلام بھی فروخت ہوتے تھے انگریزوں کی نسل ہے۔ کہا کہ کوئی خوبصورت غلام خریدتا یہ کیسا تو کالی چمڑی والا لے آیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا ابّا! میں نے اس کی چمڑی دیکھ کر نہیں خریدا بلکہ اس کا دل دیکھ کر خریدا ہے اس کا دل قیمتی ہے اس کے دل میں ایمان ہے میں نے اس کی قیمت لگائی ہے اس کی ظاہری چمڑی کی قیمت نہیں لگائی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی قیمت مظروف کی وجہ سے ہے کہ تمہارے دل کے ظرف میں کیا ہے تمہاری دل کی جو بوتل ہے مٹی کی اس بوتل میں کیا ہے۔ اگر اس بوتل میں ایمان ہے اللہ کا تعلق ہے اللہ کا نور ہے تو یہ بہت قیمتی ہے۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ خواہ پوری دنیا اس کو کہے کہ تجھ جیسا حسین وجمیل کوئی نہیں اور تجھ جیسا خوبصورت کوئی نہیں۔ خدا کے ہاں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ وہ مٹی ہے کل کو قبر میں جا کر مٹی ہو جائے گا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ھندی و قیچاقی و رُومی و حبش

چار آدمی مریں ایک کالا ہو ایک گورا ہو ایک سانولے رنگ کا ہو ایک سرخ قندھاری انار کی طرح ہو۔

جملہ یک رنگ اندر گور و خش

کچھ عرصہ بعد قبر کھودو سب کی مٹی کا رنگ ایک ہوگا۔ سب کا ڈسٹمپر اُتر جائے گا۔ میرے شیخ فرماتے ہیں رنگ وروغن ڈسٹمپر ہے ؎

میر مارے گئے ڈسٹمپر سے
ورنہ مٹی کی حقیقت کیا تھی

بلڈنگ پر کتنی ہی خوبصورت وائٹ واش کرتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد بارشوں کی

وجہ سے اور زمانے کی دھوپ اس کے رنگ کو بدل دیتی ہے اور اندر کا اینٹ مٹی گارا نکل آتا ہے تو میرے دوستو! اس رنگ وروغن کی اللہ کے ہاں قیمت نہیں یہ تو اللہ نے مختلف شکلیں بنائیں تاکہ اچھی شکل ہے تو شکر ادا کرے۔ اگر خوبصورتی میں کمی ہے تو صبر سے کام لے لیکن قیمت اس پر لگے گی کہ دل میں کیا ہے۔

ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی ہیں حدیث میں آتا ہے جن کا نام ظاہر تھا کَان دمیمًا ان کی شکل اتنی خوبصورت نہیں تھی سیدھی سادھی شکل کے آدمی تھے۔ دیہات کے رہنے والے تھے لیکن پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عجیب محبت کا تعلق تھا کہ جب بھی دیہات سے آتے تو آپ کے لیے دیہات کا کوئی تحفہ لے کر آتے۔ کبھی لکڑی لاکر پیش کرتے کبھی کچھ اور۔

اس لیے کہتے ہیں بڑوں کو تحفہ دینے میں یہ نہ دیکھو کہ بہت ہی قیمتی تحفہ ہو۔ اپنے ابا کو دادا کو چاچا کو استاذ کو پیرومرشد کو پیش کرو یہ نہ دیکھو بہت قیمتی ہو۔ بس اس میں محبت شامل ہونی چاہیے۔ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ جو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلیفہ تھے (اعظم گڑھ میں) ہم جو لوگ جو کہ اس وقت طالب علم تھے ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہوتا تھا اس زمانے میں مٹی کے ڈھیلے جو استنجے میں استعمال ہوتے ہیں وہ بڑے اچھے بنا بنا کر حضرت کو پیش کرتا۔ حضرت فرماتے جزاک اللہ خیرا کیا تم نے تحفہ پیش کیا استنجے میں مجھے سہولت ہوگئی۔

تو وہ صحابی جیسا اس بیچارے کو ملتا وہ لے آتا کبھی ساگ لے آیا کبھی مرچیں جیسے دیہات کی چیزیں ہوتی ہیں۔ وہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لاکر پیش کرتا تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے جب تو شام کو گھر جائے ہمیں مل کے جانا۔ تو شام کو

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کوئی برتن دے دیتے کہ گھر میں استعمال کر لینا۔کبھی کوئی کپڑا دے دیتے کہ بچوں کے لیے کپڑا لے جا اور آپ نے فرمایا ظاھرً بادیتنا ونحن حاضروہٗ (حضرت ظاہر اشجعی رضی اللہ عنہ بدر میں شہید ہوئے۔دیکھئے شمائل ترمذی) کہ ظاہر ہمارا گاؤں ہے اور ہم ظاہر کا شہر ہیں۔وہ ہم کو گاؤں کی چیزیں لا کر دیتا ہے ہم اس کو شہر کی چیزیں پیش کرتے ہیں۔ترمذی شریف کی روایت ہے کہ وہ ایک دن لکڑیاں لے کر آئے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لکڑیاں پیش کیں۔آپ نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ کہا لکڑیاں کاٹ کر لایا ہوں بازار میں بیچنے کے لیے تا کہ کچھ پیسے مل جائیں تو اپنے گھر والوں کے لیے کھانے پینے کے اسباب لے کر جاؤں۔آپ نے پوچھا کہاں؟ کہا فلاں بازار میں فروخت کروں گا۔اب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پیچھے سے تشریف لے گئے اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیے جیسے بچے کھیلتے ہیں۔یہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق تھے کہ صحابہ کرام کے ساتھ اپنی محبت کے اظہار کے لیے مزاح بھی فرماتے تھے۔تو پہلے تو اس نے کہا مَنْ اَنْتَ اَرْسِلْنِیْ ؟ تو کون ہے مجھے چھوڑ دو لیکن جب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشبو سونگھی کیونکہ آپ کے پسینۂ مبارک کی جو خوشبو تھی وہ عجیب وغریب خوشبو جنت کی خوشبو تھی بلکہ جنت کی خوشبو بھی اس کے سامنے کچھ نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا پسینہ مبارک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے گھر میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے گرمی تھے کے دن تھے خوب گرمی تھی اور ہمارے گھر میں سوئے۔میری اماں اُمّ سُلیم (یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ ہیں۔حضرت آمنہ کے ساتھ اس نے دودھ پیا ہے۔حضرت انس بن مالک کی والدہ اُمّ سُلیم اور ان کی خالہ اُمّ حرام نے بھی ساتھ ساتھ دودھ پیا ہے۔ان تین بچیوں نے ایک عورت کا دودھ پیا

تھا اس لیے یہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضاع خالائیں تھی اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے گھر چلے جاتے اور اپنی ماں کی محبت یہاں محسوس کرتے تھے اور یہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کنگھی کرتیں اور کپڑے دھوتیں تو اس لیے حضرت انس بن مالک کے گھر میں جتنا آپ جاتے تھے اور کسی کے گھر میں اتنا نہ جاتے تھے کیونکہ خالہ کا گھر تھا) تو کہتے ہیں کہ آپ سو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ پیشانی سے زمین پر گر رہا تھا تو میری ماں حضرت اُمّ سُلیم کو عجیب سوچ آئی کہ چھوٹی سی شیشی لے کر تکیہ کے ساتھ رکھ دی اور پسینہ اس میں گرتا رہا جب بوتل بھر گئی تو ڈھکن بند کر کے رکھ دیا۔ جب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے چلے گئے تو میری ماں نے کہا میں تجھے بڑا قیمتی تحفہ دیتی ہوں اس کو سنبھال کے رکھ۔

حضرت انس فرماتے ہیں جب میں بصرہ چلا گیا تو میں جمعہ والے دن تھوڑا سا پسینہ دوسری خوشبو میں شامل کر کے لگا تا اور مسجد میں جاتا اور بصرہ کے لوگ بڑے امیر کبیر لوگ تھے وہ کہتے تھے انس ہم نے دنیا چھان ماری ایسی خوشبو کے لیے بڑے پیسے خرچ کیے لیکن وہ خوشبو تو جمعہ کے دن لگا کے آتا ہے ہمیں ایسی خوشبو نہں ی ملتی ہمیں بتا کس دکان سے تو نے لی ہے۔ تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رونے لگے کہتے وہ دکان تمہیں نہیں مل سکتی یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ہے جو میں خوشبو میں شامل کر کے لگا کے آتا ہوں جو میری ماں نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد مجھے تحفہ دیا ہے۔

بقیہ قصہ صحابی کا

تو اس صحابی نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشبو سونگھی۔ سمجھ گئے کہ یہ تو میرے محبوب ہیں جو میری آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ اپنی پیٹھ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینے سے ملنے لگ گئے کیونکہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا ایمان کی حالت میں جس کا جسم میرے جسم کے ساتھ لگ گیا اللہ تعالیٰ نے جہنم اس پر حرام کردی۔ اس لیے صحابہ کرام کی کوشش ہوتی تھی کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصافحہ کریں۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معانقہ کریں۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم کے ساتھ ہمارا جسم لگ جائے۔ وہ موقع ڈھونڈتے تھے تاکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ اس پر آگ حرام ہوجاتی ہے تو ہمیں یہ سعادت مل جائے۔

تو صحابہ جمع ہوگئے جب دیکھا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام مارکیٹ میں آئے ہوئے ہیں سارے صحابہ دکانیں چھوڑ کر آگئے۔ تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مَـــــن یَّشْتَـرِیُ هٰـذَا الْغُلام ہے کوئی ہے اس غلام کو خریدنے والا کیونکہ سیدھی سادھی شکل و صورت کے تھی اور لگتے بھی ایسے تھے کہ جیسے کسی جنگل سے غلام لائے گئے ہوں۔ فرمایا کون ہے جو اس غلام کو خریدے گا۔

وہ رونے لگ گئے۔ عرض کیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ نہ میری شکل ہے نہ میری عقل ہے کون میری قیمت لگائے گا غلاموں کی قیمت کے لیے ان کی شکلیں لوگ دیکھا کرتے تھے ان کی عقلیں دیکھتے تھے کہ ہمارے کاروبار میں ہمارے کام آئے گا میری نہ شکل ہے نہ عقل ہے ایک دیہاتی سا آدمی ہو بالکل اَن پڑھ آدمی ہوں آپ بازار والوں سے میری قیمت لگوالیں میں بے قیمت ہوں آپ مجھے بہت سستا پائیں گے۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں! خدا کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت قیمتی ہے کیونکہ دل کے اندر رسول اللہ کی محبت سمائی ہے۔ تو قیمت اس کی ہے تیرے ظاہر کی قیمت نہیں ہے۔

قیمت وہ جو آقا لگائے

میرے دوستو! انسان کی قیمت اس پر ہے کہ اُس کے دل میں کیا ہے؟ اس کے

دل میں اگر ایمان ہے تو قیمت ہے ورنہ کوئی قیمت نہیں ہے۔ آج آدمی اپنی قیمت خود لگائے پھرتا ہے کہ میرے پاس یہ اسباب ہیں یہ چیزیں ہیں کتنے لوگ مجھے سلوٹ مارتے ہیں بھئی! یہ غلام ہیں تو بھی غلام ہے غلاموں کے سلوٹ مارنے سے قیمت بڑھنے والی نہیں ہے۔

انسان اپنی قیمت خود لگائے یا اپنے جیسوں سے قیمت لگوائے تو وہ معتبر نہیں ہمارے حضرت کا شعر ہے ؎

اگر مالک ہے ہم سے خوش تو قیمت ہماری ہے
غلاموں کی بذاتِ خود کوئی قیمت نہیں ہوتی

اللہ تعالیٰ اگر کہہ دے کہ بندے میں تجھ سے خوش ہوں تب کام بنے گا غلام کی قیمت مالک لگاتا خود غلام اپنی قیمت نہیں لگاتا۔ نہ دوسرے غلام اس کی قیمت لگاتے ہیں۔

ایک تیلی کا قصہ

حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ لاہور سفر میں ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک اللہ والے تھے وہ ایک تیلی کے پاس تیل لینے جاتے تھے تو وہ ہمیشہ ان کے ساتھ مذاق کرتا اور کہتا کہ حضرت صاحب! یہ بتاؤ آپ کی داڑھی اچھی ہے یا میرے بیل کی گھنٹی اچھی ہے۔

وہ بیل کے گلے میں گھنٹی باندھتے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ چل رہا ہے کھڑا تو نہیں ہے۔ ایک مولوی صاحب تیلی کے پاس تیل لینے گئے پوچھا کہ یہ گھنٹی کیوں باندھی۔ اس نے کہا اس لیے باندھی ہے کہ میں کام میں لگا رہتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ چل رہا ہے جب آواز نہیں آتی تو فوراً آ کے ڈنڈا کھڑکاتا ہوں تو مولوی صاحب نے کہا کہ یہ بیل ایک ہی جگہ کھڑے ہو کر گردن ہلاتا رہے تو پھر۔ اس نے کہا تجھے تیل نہیں دوں گا

جلدی سے چلا جا ہوسکتا ہے بیل سن لے۔

تو ہمیشہ وہ یہی کہتا کہ بتاؤ! تمہاری داڑھی اچھی ہے یا میرے بیل کی گھنٹی اچھی ہے۔ تو حضرت کبھی کوئی جواب نہ دیتے لیکن تیل بھی اُسی سے لیتے۔ جب حضرت کا انتقال ہونے لگا تو وصیت فرمائی کہ دیکھو! جب میں مرجاؤں تو میرا جنازہ اس تیل والے کے پاس سے لے کر گزرنا اور تھوڑی دیر جنازے کو روک لینا فوت ہو گئے۔ جنازہ لے کر چلے تو وہ تیلی کو بھی پتہ لگ گیا کہ وہ فلاں بزرگ جو میرے پاس تیل لینے آتے تھے فوت ہو گئے اب جنازہ آ رہا ہے۔ جیسا کہ رواج ہے کھڑے ہو جاتے ہیں لوگ جنازہ دیکھ کر ورنہ شریعت میں کوئی ایسا لازم نہیں ہے کھڑا ہو جانا لیکن وہ دکان پر کھڑے ہو کر دیکھنے لگا کہ چلو! مجھے بھی کندھا دینے کا موقع مل جائے لوگوں نے جنازہ ٹھہرا دیا جنازے سے آواز آئی او تیلی! میری داڑھی تیرے بیل کی گھنٹی سے اچھی ہے۔ جنازہ آگے بڑھا دیا گیا۔

وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا کہ یہ کیا بات ہوئی؟ یہ بات تو صرف میں اور وہ جانتے تھے۔ اب مرنے کے بعد آواز آ رہی ہے زندگی میں تو کبھی جواب نہیں دیا۔ جب ہوش آیا تو ایک عالمِ ربّانی کے پاس گیا کہ آج میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت نے اس لیے تمہیں زندگی میں جواب نہیں دیا کہ اگر ایمان پر خاتمہ نہ ہوا تو تیرے بیل کی گھنٹی اچھی ہے اگر ایمان پر خاتمہ ہو گیا تو پورا عالَم بھی قیمت نہیں دے سکتا تو چونکہ ایمان پر ان کا خاتمہ ہو گیا تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب مرنے کے بعد تجھے دے دیا کہ ایمان ساتھ لے کر گیا ہے تیرے بیل کی گھنٹی سے ان کی داڑھی اچھی ہے۔

حفاظت ایمان کا طریقہ

میرے دوستو! ایمان کی وجہ سے ساری قیمت ہے۔ انسان کی قیمت ایمان کی

وجہ سے بنتی ہے کہ اس کی دل کی شیشی میں ایمان ہو۔الحمدللہ! اللہ نے ہمیں ایمان عطا فرمایا لیکن اس کی حفاظت کیسے ہوگی تو قرآن نے کہا **اتّقوا اللّٰہ– یَاایّھا الّذِیْن آمنوا اتّقُوا اللّٰہ** اے ایمان والو! ایمان اگر بچانا ہے تو گناہ سے بچو نفس وشیطان کے پیچھے چلنے سے بچو گناہ کرنا نفس وشیطان کی ماننا دلیل ہے کہ قیمتی چیز کا تمہیں احساس نہیں ہے تم نے تالا نہیں لگایا دل سے چوری ہو جاتی ہے۔اب بتایئے! قیمتی چیز ہے تجوری میں رکھی ہے اور تالا نہیں لگایا۔تم نے وہاں بجلی کی وائرنگ نہیں کی کرنٹ اس میں نہیں چھوڑا۔اس کا مطلب ہے کہ آپ کی نظر میں قیمت ہی نہیں ہے اس کی جب چاہے گا شیطان اُٹھا کر لے جائے گا۔اس لیے کہتے ہیں شیطان ایک عجیب دُشمن ہے۔ہمارا کوئی دُشمن ہوگا ہمارے پیسے لے لے گا کوئی دُشمن ایسا ہوگا جو کپڑے اُتار دے گا کوئی دُشمن ایسا ہوگا زخمی کر دے گا کوئی دُشمن ایسا ہوگا جان سے مار دے گا لیکن شیطان ایسا دُشمن ہے جو ایسا کوئی کام نہیں کرے گا۔کبھی شیطان کپڑے نہیں پھاڑے گا کبھی آپ کے سر پہ ڈنڈا نہیں مارے گا کبھی آپ کی گاڑی کو پنکچر نہیں کرے گا کبھی آپ کو زخمی نہیں کرے گا کبھی جان سے نہیں مارے گا کیا کرے گا؟ آپ کے دل میں سے ایمان کا موتی نکالنے کی کوشش کرے گا۔اس کو پتہ ہے اس کی قیمت اس کی وجہ سے ہے یہ نکل جائے تو اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔فرمایا اتّقوا اللہ تقویٰ جب تک نہیں ہوگا ایمان بچنا مشکل ہے گناہ سے نہیں بچے گا ایمان نہیں بچے گا ایمان کی حفاظت گناہ سے بچنے سے ہوتی ہے۔

جو آدمی گناہ سے بچتا ہے اور گناہ سے بچنے کا غم اُٹھاتا ہے اور کبھی گناہ ہو جائے تو رو رو کے اپنے ربّ کو مناتا ہے اس کا ایمان بالکل سلامت رہتا ہے۔یہاں (زمبیا) میں مکانوں کے اردگرد باؤنڈریاں بھی بنی ہوئی ہیں اور باؤنڈری کے اوپر کرنٹ بھی چھوڑا ہوا ہے تو اب بتایئے! باؤنڈری کے ساتھ تو کوئی قیمتی چیز نہیں ہے یہ آپ نے

کیوں باؤنڈری وال بنائی اور باؤنڈری وال پر کرنٹ کیوں لگایا تو آپ کہیں گے جی مولانا صاحب تا کہ اندر مکان محفوظ ہوجائے اگر کوئی آئے باؤنڈری وال توڑے گا یا اوپر چڑھے گا کرنٹ لگے گا تو ہماری گھنٹی بج جائے گی سیکورٹی کی گھنٹی بج جائے گی آواز آجائے گی تو ہم وہیں پر ہی نمٹ لیں گے اندر مکان میں جو قیمتی چیز ہے ہم ہیں ہمارے بال بچے ہیں ہمارا مال ہے اس تک وہ پہنچنے نہیں پائے گا جھگڑا باہر ہی رہ جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں یہی کہا کہ تقویٰ اختیار کرو نفس وشیطان کی لڑائی باؤنڈری لائن پر لڑو باؤنڈری لائن پر ہی سارا جھگڑا ہوجائے تا کہ اندر ایمان کا قیمتی موتی محفوظ رہے جو آدمی گناہ سے نہیں بچتا اس کی مثال ایسی ہے جیسے اس کے مکان کی بانڈری وال ہی نہیں ہے تو آرام سے چور آئے گا اس کو پتہ تب چلے گا جب وہ اصل مال تک پہنچ جائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ لے کر چلا جائے پتہ بھی نہ چلے سوتا رہ جائے رات کے ندھیرے میں ہی مال اُڑا کر لے جائے اس کو خبر بھی نہ ہو۔

طریق تقویٰ

فرمایا اتقو اللّٰہ تقویٰ اختیار کرو گناہ سے کیسے بچا جاتا ہے؟ جب تقویٰ اختیار کرنے میں ہمت سے کام لے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمت دی ہے اس کو استعمال کرو۔ ہم میں ہمت موجود ہے کہ ہم اس آنکھ کو گناہ سے بچا سکیں کان گناہ کررہے ہیں زبان گناہ کررہی ہے دل گناہ کررہا ہے ہاتھ پاؤں گناہ کررہے ہیں اور آپ بچ سکتے ہیں اسی لیے تو خدا نے حکم دیا کہ تقویٰ اختیار کرو۔ اگر میں اور آپ نہیں بچ سکتے تو حکم ہی کیوں دیتے؟ حکم دینا دلیل ہے اس بات کی کہ میرے اور آپ میں ہمت ہے لیکن ہم اس ہمت کو استعمال نہیں کرتے جب استعمال نہیں کریں گے تو ایمان پر حملہ ہوگا اس لیے ایسا آدمی جو گناہ سے نہیں بچتا تو آخر میں کیا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ورسول ﷺ کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہوجاتے ہیں۔ پہلے اس کو وہم اور وسوسے آنا شروع

ہو جاتے ہیں رسول اللہ کی ذات کے بارے میں قرآن کے بارے میں اسلام کے بارے میں۔ کہتے ہیں مجھے یہ اشکال ہے۔ یہ جتنے بھی آپ اشکالات والے لوگ دیکھیں گے تو پھران کی لائف دیکھ لو یہ وہ ہونگے جو پہلے گناہ میں گھسے رہے تو پہلے گناہ کرایا شیطان نے اب اس کے بعد ایمان تک پہنچ گیا اب اس کا ایمان خطرے میں ڈال دیا اور ایمان نام یقین کا ہے شک آیا تو ایمان ہی ختم ہو گیا۔

مفتی حبیب الرحمٰن عثمانی کا قصہ

ہمارے بزرگوں میں مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (دارالعلوم دیوبند) کے مہتمم بھی رہے حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی ہمارے استاد حضرت مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث تھے انہوں نے ہمیں یہ واقعہ سنایا کہ حضرت رات کو قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے تو ایک آیت کے بارے میں دل میں سوال اُٹھا۔ تو حضرت نے ساری تفسیریں دیکھیں کہ شاید اس سوال کا جواب کسی مفسر نے کسی عالم نے دیا ہو۔

جواب کہیں نہیں ملا تو پریشان ہو گئے کہا کہ اگر اس حالت میں میرا انتقال ہو گیا تو میں اپنے اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا سردی کا موسم تھا رات کو چپکے سے نکلے ڈنڈا لیا لحاف اوڑھا لالٹین لی اور بیس میل پیدل چل کے گنگوہ شریف پہنچے جہاں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حیات تھے لیکن نابینا ہو چکے تھے۔ سفر کر کے پہنچے خود بھی بوڑھے آدمی تھے۔ وہاں گئے کہ کہیں میرا انتقال اسی حالت میں نہ ہو جائے کہ میرے دل میں ایک سوال آ رہا ہے اس کا جواب نہیں مل رہا۔ وہاں گئے تو تہجد کا وقت تھا یعنی عشاء کے بعد چلے سفر کرتے کرتے تہجد کے وقت پہنچے۔ جب وہاں پر پہنچے تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وضو فرما رہے تھے تہجد کے لیے تو جب انہوں نے سلام کیا تو حضرت پہچان گئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ عجیب انسان تھے بڑی تیز

حس تھی۔ یعنی جب نابینا ہو گئے تھے تو لکھا ہے کہ حضرت ایسے بیٹھے ہوتے اور دو چار سو پانچ سو آدمی مجلس میں بیٹھا ہوتا اور کوئی چھوٹا بچہ آ کر بیٹھ جاتا بیچ میں تو فوراً فرماتے کہ کوئی چھوٹا بچہ آیا ہے۔ کوئی کہتا حضرت! آپ کو کیسے پتہ چلا؟ فرمایا اُس کا سانس بتا رہا ہے کہ یہاں کوئی بچہ بیٹھا ہے۔ ایسا اللہ تعالیٰ نے نور باطن عطا فرمایا تھا۔ ظاہری آنکھ تو نہیں تھی لیکن باطنی آنکھیں تھی۔ کہتے ہیں

''اِتّقُوا فَرَاسَةِ المؤمن فَاِنَّہٗ ینظرُ بنور اللّٰه''

کہ مؤمن کی فراست سے ڈرو یہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے دل میں جھانک لیتا ہے کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔

تو حضرت وضو فرما رہے تھے سلام کیا تو جواب دیا فرمایا مفتی صاحب! اتنی رات کو کیسے آنا ہو؟ کہا کہ حضرت! اس طرح میں تلاوت کر رہا تھا میرے دل میں اس آیت کے متعلق ایک سوال آیا مجھے جواب نہیں ملا تو حضرت نے وضو کرتے کرتے جواب دے دیا فرماتے ہیں جواب سنتے ہیں ایسا میرا سینہ روشن ہو گیا۔ میں نے کہا حضرت! میں واپس جاتا ہوں۔ فرمایا بھئی! ناشتہ کر کے جانا ہمارے پاس رہو۔ کہا کہ حضرت! صبح میرا سبق ہوتا ہے میں جب تک پہنچوں گا تو سبق کا وقت ہو جائے گا۔ چنانچہ جب واپس پہنچے راستے میں فجر ہو چکی تھی اور جب پہنچے تو سبق شروع ہو چکا تھا سیدھے درس گاہ میں جا کر سبق پڑھانا شروع کر دیا۔

فوری توبہ کی مثال

میرے دوستو! تقویٰ کے بغیر ایمان نہیں بچتا گناہ سے بچنے کے لیے ہمت استعمال کرے۔ ہمت استعمال کرو اپنے احساس کو زندہ کرو مردہ نہ کرو گناہ ہو جائے تو توبہ استغفار کرو۔

میرے شیخ فرماتے ہیں جو آدمی گناہ کر لیتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے مچھلی کو

آپ ہنٹنگ (hunting) کرتے ہیں شکار کرتے ہیں پانی سے باہر نکالتے ہیں تو کیسے وہ جمپنگ (jumping) کرتی ہے پانی میں جانے کے لیے اگر وہ جمپنگ کرتی ہے تو ننانوے فیصد گمان ہے کہ وہ پانی کے اندر چلی جائے جتنی دیر ہوتی جائے گی اس کی جمپنگ کی صلاحیت کمزور ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ مردہ ہوجائے گی اور تڑپنے کی صلاحیت ہی ختم ہوجائے گی۔تو آدمی سے گناہ ہوجائے تو توبہ کرنے میں دیر نہ کرے۔شیطان نے اللہ تعالیٰ کے دریائے قرب سے ہمیں گناہ کے ذریعے ہشکار (hit) کیا ہے شیطان ہمیں Hunt کرتا ہے اور اللہ کے دریائے قرب سے نکالتا ہے۔تو آدمی کو چاہیے کہ تڑپ کر توبہ کر کے دوبارہ اللہ تعالیٰ کے دریائے قرب میں چلا جائے اگر دیر کرے گا تو پھر آہستہ آہستہ توفیقِ توبہ سلب ہوجائے گی پھر توبہ نہیں کر سکے گا۔

صحبت اہل اللہ

اور دوسرا سبق یہ دیا کہ گناہ سے بچنا اور تقویٰ اختیار کرنا تمہارے لیے کیسے آسان ہوگا؟ ایک تو اپنی ہمت استعمال کرو اور دوسرا **كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ** اہلِ ہمت کی صحبت میں رہو جو تقویٰ میں پکے اور سچے ہیں ان کی صحبت میں رہو اُٹھنا بیٹھنا رکھو کیونکہ صحبت سے تقویٰ آسانی سے آجاتا ہے۔ **كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ فِی التّقوٰی** یعنی تقویٰ میں جو سچے لوگ ہیں ان کے ساتھ رہو اور کتنا ساتھ رہو؟ جب تک ان جیسے نہ ہوجاؤ۔ **خَالِطُوْهُمْ لِتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ** ان کے ساتھ اتنا رہو کہ ان جیسے ہوجاؤ۔ ایسی تقویٰ میں استقامت نصیب ہوجائے جیسے ان اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو نصیب ہے۔تو پھر شیطان کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ کہتے ہیں معصوم تو نہیں ہوگا لیکن محفوظ ہوجائے گا اللہ تعالیٰ پھر اس کو حفاظت عطا فرمادیتے ہیں پھر شیطان کے لیے اتنا آسان نہیں ہے کہ وہ اس کے اوپر حملہ آور ہوسکے۔شیطان تقویٰ کا نور سے ڈرتا ہے۔

ایک اللہ والے تھے۔ اُس نے شیطان دیکھا تو لاٹھی لے کر اُس کے پیچھے دوڑے۔ وہ آگے آگے بھاگ رہا تھا تو دور جا کر شیطان نے کہا میں تمہاری لاٹھی سے نہیں ڈرا تمہارے دل کے نور سے مجھے ڈر لگتا ہے یہ نور مجھے پگھلا دیتا ہے جس طرح پانی سے نمک پگھل جاتا ہے میں تیرے دل کے نور کی وجہ سے بھاگ رہا ہوں۔ تیرے ڈنڈے کے ڈر سے نہیں بھاگ رہا۔ پھر شیطان قریب بھی نہیں آتا ایسے انسان کے۔

شیطان کا طریقہ واردات

حدیث میں آتا ہے کہ شیطان انسان کے بائیں کندھے کے پیچھے سے اس کے دل میں اپنا سونڈھ ڈالتا ہے۔ جیسے ہاتھی کا سونڈھ ہوتا ہے جب دیکھتا ہے دل میں نور نہیں ہے تو پھر اس کو پکڑ لیتا ہے اور پھر اس میں بُرائیاں القاء (ڈالتا ہے) کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ آدمی گناہوں کی طرف اور بُرائیوں کی طرف چلا جاتا ہے۔ شیطان اس کو ایسے خیالات میں مبتلا کر دیتا ہے کہ آہستہ آہستہ گناہوں کے خیالات اور ارادے ہوتے ہوتے اس کو گناہوں کی وادی میں دھکیل دیتا ہے اور اگر دل میں نور ہوتا ہے تو اس کو کرنٹ لگتا ہے۔ جیسے وائر (wire) میں بجلی چل رہی ہو تو آدمی کو کرنٹ لگتا ہے اور اس کو پیچھے پھینک دیتی ہے اسی طرح نور جب انسان کے دل میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے قریب بھی نہیں آسکتا۔

خلاصہ کلام

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایمان بچانا ہے تو تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ دو چیزوں سے ملے گا کہ ایک تو خود ہمت کرو گناہ سے بچنے کی۔ ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ آدمی ہمت کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے۔ شاعر کہتا ہے ؎

بلبل نے کہا عشق میں غم کھانا چاہیے

پروانہ بولا عشق میں جل جانا چاہیے
فرہاد بولا کوہ سے ٹکرانا چاہیے
مجنوں نے کہا ہمتِ مردانہ چاہیے

تو ہمتِ مردانہ استعمال کرو جب آدمی گناہ سے بچنے میں ہمت کرے اور نفس و شیطان کا مقابلہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے اس انسان پر کھول دیتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ہمت کی بھاگے دروازے کھلے یا نہیں کھلے سات دروازے ہیں تالے لگے ہیں کھل گئے۔ یوسف علیہ السلام بھاگے کہ مجھے ادھر نہیں رہنا ہے میں اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں میرا اور آپ کا عقیدہ ہے کہ نبی معصوم ہوتے ہیں۔ آپ سے تو پھر بھی گناہ کا ارتکاب نہیں ہونا تھا لیکن ہمیں سبق دیا کہ ایمان والو گناہ سے بچنے کے لیے ہمت استعمال کرنی پڑے گی اور ہمت کا مطلب ہے کچھ قدم تو اُٹھاؤ کچھ قدم تو بڑھاؤ ہمت نہیں کرو گے تو کسی ادنیٰ گناہ سے بھی نہیں بچ سکتے اور فرمایا کونوا مع الصادقین سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔ اپنا وقت ان کے ساتھ لگاؤ ان کے ساتھ اُٹھو بیٹھو ان کے دل میں جو قیمتی خزانے ہیں ان کو لینے کی اپنے دل میں طلب پیدا کرو۔ آج ہمیں فیض کیوں نہیں ملتا بہت بزرگ آتے ہیں ملاقات ہوتی ہے طلب نہیں ہے۔ جب طلب نہیں ہوگی تو کیسے آئے گا۔ آپ بتائیے! سر میں درد ہوتا ہے آپ دوائی کھاتے ہیں تو دوائی کہاں جاتی ہے آپ کے پیٹ میں جاتی ہے تو پیٹ میں جانے کے بعد اس کو نیچے جانا چاہیے ٹانگ میں! تو بجائے ٹانگ میں جانے کے سر میں کیوں چلی گئی؟ سوچنے کی بات ہے کیونکہ سر میں طلب تھی اس کو دوائی کی طلب ہے ہاتھ کو طلب نہیں ہے ٹانگ کو طلب نہیں ہے اور جس کو طلب تھی دوائی وہیں چلی گئی نیچے سے اوپر چلی گئی حالانکہ نیچے سے نیچے جانی چاہیے تھی لیکن اوپر چلی گئی طلب کی وجہ سے جب آدمی میں طلب پیدا ہو جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو بزرگوں کا

فیض بھی عطا فرماتے ہیں۔ پھر تقویٰ کی دولت جوان کے قلوب میں چھپی ہوئی ہے وہ دولت بھی انسان کو مل جاتی ہے جب طلب نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے ساتھ بھی رہیں تو کچھ نہیں۔ مکہ والوں کو طلب نہیں تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ نہیں اُٹھایا اور چار سو پانچ سو کلومیٹر دور مدینہ والوں کے دل میں طلب پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے وہیں اپنے رسول کو بھیج دیا کہ اگر تم طالب ہو تو ہم مطلوب کو تمہارے گھر بھیج دیتے ہیں۔ جگر کے استاذ تہجد گزار اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

میں سمجھتا تھا مجھے ان کی طلب ہے اصغر
کیا خبر تھی وہی لے لیں گے سراپا مجھ کو

بس میرے دوستو! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اللّٰھم لک الحمد کما انت اھلہ وصل علٰی محمدٍ کما انت اھلہ وافعل بنا ماانت اھلہ فانک انت اھل التقوی واھل المغفرہ ربّنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین. اللّٰھم انا نسئلک الھدٰی والتقی والعفاف والغنٰی. اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضٰی من القول والعمل والفعل والنیۃ والھدی والھُدیٰ انک علٰی کل شیء قدیر.

یااللہ! ہم سب کو تقویٰ کی دولت نصیب فرما ہمارے گھر والوں کو بال بچوں کو تقویٰ کی دولت نصیب فرما۔ یااللہ! اپنی دوستی اور ولایت ہمیں نصیب فرما۔ یااللہ! سچے اللہ والوں کی صحبت ہمیں نصیب فرما ان کا ساتھ ہمیں نصیب فرما۔ یااللہ! جو گناہ اور خطائیں ہوئی ہمیں معاف فرما آئندہ کے لیے توبہ پر استقامت نصیب فرما۔ یااللہ! عافیتِ دارین نصیب فرما ایمان پر خاتمہ نصیب فرما سلامتیٔ اعضاء سلامتیٔ ایمان

کے ساتھ زندہ رکھ اور سلامتیٔ اعضاء سلامتیٔ ایمان کے ساتھ موت نصیب فرما۔ یااللہ! تمام اُمتِ مسلمہ کو اپنی ولایت اور دوستی نصیب فرما کافروں کو بھی ایمان کی نعمت عطا فرما۔ یااللہ! ان دیار میں رہنے والے مسلمانوں کی حفاظت فرما۔ یااللہ! جو اسلام اور دین سے دور ہیں ان کو اسلام میں آنے کی توفیق عطا فرما۔ یااللہ! ہمارے مرحومین مرحومات کی مغفرت فرما ہمارے بیماروں کو شفا عطا فرما ہماری پریشانیوں کو دور فرما عافیت اور کرم کا معاملہ فرما عافیت اور کرم کا معاملہ فرما۔ یااللہ! جو مانگا ہے وہ بھی عطا فرما جو نہ مانگ سکے وہ بھی عطا فرما۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡن

رات کی مجلس

عشاء کی نماز کے بعد بھائی ایوب لولاک صاحب کے گھر پٹو کے کے تمام لوگ جمع ہو گئے اور خوب مجلس جمی۔

طلباء کو تربیت کی ضرورت

حضرت شیخ نے فرمایا کہ اگر دینی مدارس کے طلباء بھی کسی اللہ والے سے اپنی تربیت نہیں کروائیں گے تو وہ بھی بے قاعدگیاں کریں گے اور خلاف شرع کاموں میں ملوث ہوں گے اور لوگوں کے دین داروں سے بدزن ہونے کا ذریعے بنیں گے۔

حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرے والد محترم مولانا نیاز محمد ترکستانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے سلوک درسگاہوں میں ہی طے کیا ہے کیونکہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث سے لے کر دربان تک سب لوگ صاحب نسبت تھے بعد میں والد صاحب نے اپنے استاد مفتی شفیع صاحبؒ سے بیعت فرمائی تھی پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے بھی اپنے شیخ کی طرح تربیتی حاصل ہے ایک والد گرامی دوسرے حضرت شیخ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم اور تیسرے جامعہ

اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے صاحب نسبت استادرحمھم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعاً۔

چار چیزوں کا عشق

حضرت شیخ نے فرمایا کہ انسان میں چار چیزوں کا عشق ہونا چاہیے

نمبر۱۔اللہ تعالیٰ کا عشق

نمبر۲۔رسول اللہ ﷺ کا عشق

نمبر۳۔کتاب اللہ کا عشق

نمبر۴۔اہل اللہ کا عشق

فرمایا ہمارے دادا پیر حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ کو قرآن مجید سے بہت عشق تھا اس لیے قرآن مجید کی جزدان تک کی فکر کرتے تھے۔رات کا قیام لولاک صاحب کے ہاں تھا۔

23 مارچ 2010ء بروز منگل

فجر کی نماز پٹو کے مسجد میں ادا کی اور درس قرآن دیا

سفرنامہ زمبیا

درسِ قرآن

قطبِ زماں جنیدوقت سلطان العاشقین
علامہ مولانا شاہ جلیل احمد صاحب اخون دامت برکاتہم
کا اثر انگیز وعظ

23 مارچ بروز منگل بعد نماز فجر

بمقام پٹوکے

وعظ حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامع العلوم بہاولنگر پنجاب
مقام درسِ قرآن بعد نماز فجر جامع مسجد پٹوکے
بتاریخ 23 مارچ بروز منگل بعد نماز فجر

نحمد ونصلی علیٰ رسوله النبی الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم.
الَّذِیْن ینفقون فی السَّرَّاء والضَّرَّاء والکظامین الغیظ العافین عن النّاس واللّٰہ یحبُّ المحسنین. صدق اللّٰہ مولنٰا العظیم.

میرے محترم بزرگو! اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے پیاروں کی کچھ علامتیں بیان فرمائی ہیں کہ ہمارے پیارے اور ہم سے محبت کرنے والے ہمارے عاشقوں کی کچھ علامتیں ہیں۔ ان میں سب سے پہلی علامت کیا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ

”الَّذِیْنَ یُنفِقُونَ فِیْ السَّرَّاء وَالضَّرَّاء“ (سورۃ آل عمران آیت ۱۳۴) کہ جو میرے راستے میں خرچ کرتے ہیں تنگی میں بھی اور آسانی میں بھی یعنی اگر اللہ نے ان کو زیادہ مال دیا ہے تب بھی خرچ کرتے ہیں اور اگر مال میں کمی ہے تب بھی خرچ کرتے ہیں۔ یہ شیطان انسان کو پٹی پڑھاتا ہے کہ تو تو غریب ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کیا خرچ کریگا۔ حضراتِ صحابہ کرام کو دیکھئے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب تبوک کے لیے چندہ فرمایا تو اس موقع پر ایک صحابی کے پاس کچھ نہیں تھا۔ گھر گئے گھر میں کچھ نظر نہیں۔ سوچتے سوچتے ایک ترکیب ذہن میں آئی۔ میرے شیخ فرماتے ہیں ؎

سن لے اے دوست جب ایّام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے راستہ دکھادیا۔ رات کو جا کر ایک یہودی کی مزدوری کی۔ پوری

رات مزدوری کر کے کچھ کھجوریں حاصل کیں۔ کچھ گھر والوں کو دیں باقی لے کر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آ گئے۔ اور کھجور وہ چیز ہے کہ مدینہ والوں کے ہاں اس کی کوئی خاص قیمت نہیں ہے اس لیے اُس زمانے میں اگر یہ دیکھنا ہوتا کہ یہ گھوڑا مدینہ شریف کا ہے یا کسی اور جگہ کا تو اس کی لید کو دیکھتے تھے تو اس کی لید میں اگر گٹھلیاں ہوتیں تو کہتے کہ یہ مدینہ کا گھوڑا ہے کیوں کہ وہاں کے گھوڑے بھی کھجور کھاتے ہیں۔

یعنی اس قدر عام تھی تو وہاں پر تھوڑی سی کھجور کی کیا حیثیت ہے۔ لیکن جتنا بھی تھا وہ لے کر آیا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اور کپڑے میں چھپا کر لا رہا تھا۔ منافقین مذاق اُڑا رہے تھے کہ دیکھو اتنی کھجوروں کی کیا ضرورت ہے؟ یہاں تو مسجدِ نبوی میں ڈھیر لگا ہوا ہے کھجور کا تو جب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لا کر دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے کھجوریں لے کر اسے پورے ڈھیر کے اوپر پھیلا دیں۔ فرمایا اس کے اخلاص کی وجہ سے ساری قبول ہو جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے پیارے وہ ہیں جو ہر حال میں ہم پر خرچ کرتے ہیں۔ زیادہ پیسہ ہو تب بھی تھوڑا ہو تب بھی کیونکہ ایک آدمی کے پاس ایک ہزار ڈالر ہو اور وہ ایک ڈالر اللہ تعالیٰ کے راستے میں دے دے اور دوسرے کے پاس ایک ڈالر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دے دے۔ یہ دوسرا شخص زیادہ سخی ہے۔ پہلے والے سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جو سخاوت تھی وہ کیا تھا کہ سب کچھ لا کر دے دیا۔ اب اگر ہم اپنی دنیا کے اعتبار سے حساب کریں کہ وہ کتنے ڈالر کی چیز تھی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کی تو میرے دوستو! اس پر سخاوت کا مدار نہیں ہے بلکہ جن حالات میں خرچ کیا گیا اس پر سخاوت کا مدار ہے۔ اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ہے کہ **اَجْوَدُ النَّاس** حدیث میں آتا ہے کہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مبارکہ تھی کہ آپ کی اپنی ضرورت کی چیز ہوتی کوئی مانگ لیتا فوراً دے دیتے۔

رسول اللہ ﷺ کی سخاوت کا واقعہ

چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چادر مبارکہ بہت پرانی ہوگئی تھی پھٹنے کے قریب تھی۔ ایک بڑھیا آئی۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں تو دیکھا کہ چادر بہت پرانی ہے اور وہ کپڑا بنانے کی ماہر تھیں فوراً گھر گئیں اور ایک خوبصورت چادر بنائی اور آ کر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کی کہ حضرت! یہ آپ کے لیے ہدیہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے خوش ہوئے کہ فوراً گھر تشریف لے گئے اور وہ پُرانی چادر اُتار کر نئی چادر پہن کر مجلس میں تشریف لائے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کوئی چیز پہنتے تھے تو اس چیز کا حسن بڑھ جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کی وجہ سے ہر شئے حسین لگتی تھی۔ چادر کا حسن بھی بڑھ گیا۔ ایک سیدھے سادھے دیہاتی صحابی نے کہا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ مجھے دے دیں۔ جو صحابہ کرام پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب رہنے والے تھے کہنے لگے اس نے اچھا نہیں کیا کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو کبھی سوال واپس نہیں کرتے۔

اس لیے ''قصیدہ بردہ'' والے نے لکھا ہے کہ اگر یہ لفظ ''لَا'' کلمہ طیبہ کی مجبوری نہ ہوتی تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو بھی کبھی اپنی زبان پر نہ لاتے۔ یہ کلمہ کا ''لَا'' ضروری تھا ورنہ پیغمبر کے ہاں نَعَمْ ہی نَعَمْ تھا کہ ہاں ہاں۔ جو شخص کوئی بھی مطالبہ لے کر آتا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کی دولت بھی اس کو دے دیتے اور آخرت کی بھی۔ تو تھوڑی دیر بعد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اُٹھے اندر تشریف لے گئے پرانی چادر باندھ لی اور وہ چادر دے کر کہاں کہ جاؤ! فلاں صحابی کے گھر پہنچا دو۔ صحابہ کرام نے

اس پر ملامت کی کہ تو نے اچھا نہیں کیا یہ کیوں تو نے مطالبہ کیا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خود بھی ضرورت ہے۔

کہنے لگے میرے دل میں یہ بہت آتا ہے کہ میں دنیا سے جانے والا ہوں تو مجھے سمجھ نہیں آتا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کیسے پیش ہوں تو میں اپنی بخشش کا سہارا ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہ سمجھ میں آیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا کپڑا لے لوں تا کہ میرا کفن بن جائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمادے۔

چنانچہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واقعی کچھ دن بعد ان کی وفات ہوگئی اور وہی چادر جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم مبارک سے لگی تھی اسی چادر میں ہم نے ان کو کفن دے کر جنت البقیع میں دفن کر دیا۔ رضی اللہ عنہ

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سخاوت اس پر نہیں کہ کروڑوں لٹادو بلکہ اس پر تھی کہ جو کچھ بھی ہے خرچ کر دو۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ جود وسخا والے تھے خالی دنیا کے سخی نہیں تھے بلکہ آپ کی سخاوت ہر طرح کی تھی۔ کوئی آیا کہ مجھے حافظ بنا دیجیے تو اُس پر قرآن مجید کی دولت لٹا دی۔ مجھے علم دے دیجیے علم کی دولت لٹا دی۔ مجھے زہد و تقویٰ چاہیے زہد و تقویٰ کی دولت لٹا دی۔ دنیا کی دولت بھی آخرت کی دولت بھی۔

دست غیب کا عمل

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے پیارے وہ ہیں جو ہر حالت میں خرچ کرتے ہیں تنگی ہو تو تنگی کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔ من قُـدِرَ عَـلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلينفقْ مِمَّا آتَاهُ اللّٰه حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ سے آپ حضرات تو بہت اچھی طرح واقف ہیں ان کا فیض کتنا تھا۔ حضرت سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے گجرات کے علاقے میں بہت زیادہ فیض ہے حضرت عثمانی رحمۃ اللہ کا۔ کسی طالب علم

نے ان سے پوچھا کہ حضرت! کوئی ایسا وظیفہ بتا دو کہ جس وظیفے کی وجہ سے غیب سے پیسے ملنے لگ جائیں کیونکہ طالب علم تھے اور اس زمانے کے جو طالب علم تھے پیچھے کوئی رابطے بھی نہیں ہوتے تھے سب فقیری درویشی رہتی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ مَن قدر علیہ رزقہ' **فلینفق مما آتاہُ اللّٰہُ** آیت کے تقاضے پر عمل کرو کہ اگر رزق کی تنگی ہو تب بھی خرچ کرو۔

چنانچہ ہندوستان کے ایک بزرگ تھے تبلیغی جماعت کیان سے میں نے خود سنا کراچی کی مکی مسجد میں ان کا بیان تھا۔ ہم طالب علم تھے بنوری ٹاؤن میں تو جمعرات کو مکی مسجد جاتے تھے۔ فرماتے تھے کہ الحمدللہ! میرا یہ عمل ہے کہ جب مجھے رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کو **Divide by Ten** کر لیتا ہوں اس دس فیصد کو میں خرچ کر لیتا ہوں۔ کچھ دن کے بعد میرا وہ ٹارگٹ پورا ہو جاتا ہے میں اپنا کام کر لیتا ہوں مجھے دس ہزار کی ضرورت ہے تو میں ایک ہزار خرچ کر لیتا ہوں تو دس ہزار پورے ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دنیا میں ایک پر دس ملے گا۔

دلچسپ واقعہ

اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مولوی صاحب نے کسی جگہ بیان میں یہ حدیث بیان کی کہ جس آدمی نے اللہ کے راستے میں ایک روپیہ خرچ کیا اس کو دس گنا ملے گا۔ ایک دیہاتی نے بھی یہ سنا اُس کے پاس ایک ہی روپیہ تھا وہ ایک روپیہ اس دیہاتی نے خرچ کر دیا۔ اب وہ انتظار کر رہا ہے کہ مجھے دس کب ملیں گے۔ یاد رکھو دس کے لیے خرچ نہ کرو اللہ تعالیٰ کے لیے خرچ کرو تو دس تو مل ہی جائیں گے لیکن ثواب سے بھی محرومی نہ ہوگی۔

جب اس کو ایک کے دس نہیں ملے کئی دن تک تو اس کو دست (موشن) لگ گئے۔ ڈائریا ہو گیا اس کو (حکماء نے لکھا ہے کہ بعض مرتبہ زیادہ غم کی وجہ سے دست بھی

لگ جاتے ہیں) تو بھاگ کر جنگل میں جاتا ہے آتا ہے جب ایک دفعہ وہ رفع حاجت کے لیے گیا ہوا تھا۔ دیہات کے لوگوں کی عادت ہوتی ہے ہاتھ چلانے کی۔ مٹی میں کچھ اِدھر اُدھر ہاتھ مارتے رہتے ہیں اور مٹی کھودتے رہتے ہیں چونکہ وہ زمین میں کام کرتے ہیں تو خیر بیٹھے بیٹھے کچھ ہاتھ چلا رہا تھا تو نیچے سے دس روپے نکل آئے تو بڑا خوش ہوا۔ دھوتی پکڑی اور سیدھا بستی میں پہنچ گیا تو معلوم ہوا مولوی صاحب اگلی کسی بستی میں بیان کررہے ہیں وہاں پہنچ گیا اور دورانِ مجلس ہی کھڑے ہوکر کہنے لگا امام صاحب! مسئلہ تو پورا بیان کیا کرو۔ مولوی صاحب نے کہا کیا ہوا؟ کہا آپ نے یہ تو بتایا کہ ایک پر دس ملتے ہیں یہ نہیں بتایا کہ دست بھی لگتے ہیں غضب کے مروڑے اُٹھتے ہیں۔

غصہ پینا

نمبر دو اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی دوسری علامت **وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظ** غصے کو پی جاتے ہیں۔ غصہ آتا ہے لیکن نکلنے نہیں دیتے۔ یہ بات بات پر غصہ کرنا اور خصوصاً کمزوروں پر غصہ کرنا بیوی پر غصہ ہونا بچوں پر غصہ ہونا نوکروں پر غصہ ہونا۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ کبر کی علامت ہے۔ یہ آدمی متکبر ہے غصہ کرنا کبر کی علامت ہے جب غرض پوری نہیں ہوتی تو غصہ ہوتا ہے میری مرضی میری مرضی کرتا ہے۔

رضا بالقضاء

بھائی یہ دنیا ہے اس میں لگا بندھا نظام ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تمہیں سات بجے چائے ملے گی تو تمہیں ساڑھے چھ بجے کیسے مل جائے گی؟ یہ تو اوپر کا نظام ہے جس کے تابع ہوکر میں اور آپ کام کرتے ہیں رضاء بالقضاء اسی کا نام ہے جب مل گیا ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے ورنہ ہم تو اس قابل بھی نہیں ہیں کہ ہمیں چائے بھی ملے لیکن بعض لوگوں کو بڑی جلدی ہوتی ہے کہ میرے نظام سے اِدھر اُدھر نہ ہو۔

یہ خدائی کرنے کے لیے ہم نہیں آئے اگر ہمیں اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں سے یہ اختیارات لینے ہوں کہ ہم جس وقت جو چاہیں وہ ہو جائے تو یہ معاملہ جنت میں ہوگا۔ ہم ایڈوانس جنتی اختیارات لینا چاہتے ہیں۔

اس لیے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مؤمن کو جنت میں اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی اختیارات میں سے ایک حصہ دے دیں گے "**کن فیکون**"۔کلمۂ کُن اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے جو اللہ تعالیٰ استعمال کرتے ہیں مخلوق کے پاس یہ اختیار نہیں ہے۔ یہاں تو جو چاہو ضروری نہیں کہ اس کے مطابق ہی ہو لیکن جنت میں دے دیں گے تمہارا دل چاہ رہا ہے کہنے کی ضرورت نہیں ہے دل میں ارادہ کیا کام ہوگیا۔

حضرت حکیم لامت تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں جو دنیا میں خدا کی مرضی پر مرا آخرت میں خدا کے اختیارات میں سے اس کو حصہ مل جائے گا جو چاہے گا پورا ہو جائے گا لیکن دنیا اس کام کے لیے نہیں ہے کہ میں اور آپ جو چاہیں وہ ہوتا رہے۔ لوگ کہتے ہیں میری مرضی۔ یہاں مرضی کس کی چلنے والی ہے کسی کی نہیں چلتی جو خدا کو نہیں مانتے ان کی بھی نہیں چلتی۔

دوسروں کو معاف کرنا

تیسری علامت **والعافین عن النّاس** لوگوں کو معاف کردیتے ہیں۔کوئی خطا کرلے معاف کردیتے ہیں خصوصاً کمزوروں کو معاف کرنا دیکھو تگڑے کو سب معاف کردیتے ہیں۔کوئی آدمی آپ کی گاڑی کو ٹکر مار دے اور وہ بڑا تگڑا پیر ہے پریزیڈنٹ ہے آپ کی کمیونٹی کا تو کہو گے کوئی بات نہیں اور کمزور کردے تو کہو گے پیسہ رکھو یہاں پر چلو میرے ساتھ تھانے۔فرمایا کہ نہیں! سب کو معاف کرتے ہیں۔

بیوی کو معاف کرنے کا واقعہ

ہمارے حضرت نے ہمیں ایک واقعہ سنایا کہ ایک مزدور آدمی تھا اب مزدور بے

چارے غریب ہوتے ہیں کبھی مہینوں میں گھر میں گوشت آتا ہے۔ وہ بیوی بھی دیہاتی لے کر آیا۔ وہ بیچاری چٹنی بناتی تھی اور لسّی ۔ بس یہ روزانہ کا کھانا تھا۔ ایک دن مزدور کا دل چاہا کہ میں گوشت کھاؤں تو بڑی محنت کر کے پیسے جمع کیے اور بیوی کو گوشت لا کر دیا۔ وہ بیچاری پکانا نہیں جانتی تھی۔ گوشت دے کر وہ مزدوری پر چلا گیا اور کہہ گیا کہ جب آؤں دوپہر کو تو گوشت تیار ہو۔ اب بیچاری پکانا نہیں جانتی تھی نمک بھی زیادہ ہو گیا اور جل بھی گیا۔ وہ جب دوپہر کو آیا اور اس نے جو لقمہ کھایا تو بالکل زہر تھا۔ اس کا دل چاہا کہ اُٹھ کر اس کو دو چار تھپڑ لگاؤں کہ میں نے اتنی محنت سے اس کو گوشت لا کر دیا اور اس نے ایسا کیا تو اچانک اس کو خیال آیا کہ میری بیٹی اس طرح کرتی تو میں باپ ہونے کی حیثیت سے کہتا کہ میرا داماد میری بیٹی کو معاف کر دے تو یہ بھی کسی کی بیٹی ہے معاف کر دیا کچھ نہیں کہا اندر ہی اندر غصہ پی گیا۔

کچھ عرصہ بعد وفات ہوئی تو اس کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں پھر رہا ہے۔ اس نے پوچھا کہ تیری کیسے بخشش ہوئی۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو بندہ ہو کر میری بندی کو نمک کی غلطی معاف کر سکتا ہے میں اللہ ہو کر تجھے معاف نہیں کر سکتا۔ بیوی کی خطا معاف کرنے کی وجہ سے اس انسان کی بخشش ہو گئی۔ والعافین عن النّاس فرمایا میرے پیارے وہ ہیں جو لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دیتے ہیں۔

عزیزوں سے سلوک

بڑے کام کی بات بتا رہا ہوں۔ میرے شیخ نے فرمایا رشتہ داروں میں عزیز و اقارب میں اگر کوئی غلطی ہو جائے تو ان کی معافی مانگنے کا انتظار بھی مت کرو بلکہ خود ہی معاف کر دو کیونکہ صلہ رحمی کے بہت سے تقاضے ہیں۔

میرے شیخ نے فرمایا کبھی بھی رشتہ داری میں یہ مت کرو کہ مجھ سے معافی

مانگیں پھر یہ کروں گا وہ کروں گا جب وہ کسی تقریب میں بلائیں تو چلے جاؤ بس سمجھوان کا بلانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ نادم ہیں جبھی تو تمہیں بلا رہے ہیں۔ جب ان پر کوئی مشکل آ گئی تو یہ مت دیکھو کہ جب مجھ سے معافی مانگیں گے تو میں پوچھنے جاؤں گا ادھر وہ مر رہا ہے اور ادھر یہ صاحب انتظار میں ہیں۔ یہ صلہ رحمی کے خلاف ہے۔ **والعافین عن النّاس** اللہ تعالیٰ کے پیارے وہ ہیں جو مخلوق کو معاف کر دیتے ہیں وہ تو غیروں کو معاف کر دیتے ہیں یہ تو اپنے ہیں۔

احسان کرنے والے

چوتھی علامت **واللّٰہ یُحبُّ الْمُحْسِنِیْن** کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں صرف معاف نہ کرے بلکہ احسان بھی کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا **اَحْسِنْ مَنْ اسَاء الیک** کہ احسان کرو اس پر جو آپ سے برائی کرے۔

ایک واقعہ ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنایا کرتے تھے۔ یہ میرے شیخؒ نے بھی نقل فرمایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ وضو کے لیے پانی منگوایا۔ لونڈی گرم پانی لے کر آئی اور گرم پانی حضرت کے اوپر گرا دیا۔ اس کے ہاتھ سے گر گیا حضرت کو غصہ آیا اور اس کی طرف ایسے دیکھا۔ وہ بھی خاندانِ نبوت کی لونڈی تھی فوراً پڑھنے لگی **والکاظمین الغیظ** کہ خدا کے پیارے غصہ پی جاتے ہیں۔ فرمایا میں نے غصہ پی لیا تو وہ پڑھنے لگی **والعافین عن النّاس** کہ معاف کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں! میں نے معاف کر دیا۔ تو وہ پڑھنے لگی **واللّٰہ یُحِبُّ الْمُحْسِنِین** کہ اللہ تعالیٰ احسان والوں کو پسند کرتا ہے۔ فرمایا جا! میں نے تجھے آزاد کر دیا۔ یہ ہمارے بزرگوں کے اخلاق ہیں۔

میرے دوستو! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی یہ چاروں صفات ہم میں پیدا ہو جائیں اور جملہ صفاتِ اولیاء سے ہم متصف ہو جائیں اور اللہ والوں کے اخلاق

ہم میں پیدا ہو جائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

أللّٰھم لک الحمد کما أنت أھله وصل علٰی محمد کماأنت أھله وأفعل بنا کما أنت أھله فانّک أنت أھل التقویٰ وأھل المغفرة. اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضٰی من القول والعمل والفعل النیة والھدی ولھُدیٰ انک علٰی کل شیء قدیر.

یااللہ! یہ جو اوصاف تیرے پیاروں کے بیان ہوئے ہم سب کو بلااستحقاق نصیب فرما ہماری اولادوں کو گھر والوں کو نصیب فرما۔ یااللہ! پوری اُمتِ مسلمہ کو نصیب فرما اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر کردے۔ آمین

وَصَلَّی اللّٰہ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاصَحْابِہٖ اَجْمَعِیْن.

اس کے بعد قاری اسماعیل صاحب کے زیرِاہتمام چلنے والا اسلامک سکول

نورالسلام کے دورے کے لیے تشریف لے گئے ۔ یہاں حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب تشریف لا چکے ہیں۔

نورالسلام سکول پٹو کے میں

یہ سکول پٹو کے شہر سے دور ایک جنگل میں واقع ہے اس سکول میں اسلامیات اورقرآن مجید کی تعلیم لازمی ہے چالیس فیصد طلباء غیرمسلم ہیں ان کے لیے بھی اسلامیات پڑھنا لازمی ہے آٹھویں جماعت تک تعلیم دی جاتی ہے اور صبح کے دو گھنٹے قرآن مجید کی تعلیم ہوتی ہے ایک ہزار کے قریب بچے بچیاں زیرتعلیم تھے حضرت شیخ چونکہ صبح صبح تشریف لے گئے تھے اس وقت قرآن مجید کی تعلیم ہورہی تھی اورقرآن مجید پڑھنے کی آواز جنگل میں دور تک آرہی تھی عملے نے بڑا پرتپاک استقبال کیا سکول کا دورہ کیا اور پھر چند بچے اور بچیوں نے قرآن مجید سنایا اور نماز کے طریقے اور فرائض وواجبات سنائے بچے بچیوں نے اتنا خوبصورت قرآن سنایا ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے عرب کے بچے ہوں ہوں حالانکہ وہ افریقی تھے حضرت شیخ نے لوگ بک Log Book میں اپنے تاثرات رقم کیے۔

کٹیکے کے لیے روانگی

حضرت شیخ محمد بھائی کے گھر ناشتہ کر کے کٹیکے کی طرف روانہ ہوگئے حضرت کی شوگر بہت بڑھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے طبیعت بہت مضمحل تھی دراصل سفر میں وہ انسولین ختم ہوگئی تھی جو استعمال کرتے تھے تین دن سے نئی انسولین شروع کی تھی جو طبیعت کے موافق نہ آئی دوپہر ساڑھے بارہ بجے کٹیکے پہنچے وہاں مولانا مقبول احمد پٹیل صاحب برطانوی کے ہم زلف میزبان تھے وہاں کچھ قیام فرمایا اور دوپہر کا کھانا کھایا وہاں سینٹ فرانسس ہسپتال میں شوگر کے سلسلے میں رابطہ کیا اور انہوں نے دوسری انسولین دی جو کافی بہتر رہی۔

چپٹاٹا میں

مغرب سے پہلے ہم چپاٹا پہنچ گئے یہ زامبیا(Zambia) کا سرحدی شہر ہے اس سے آگے ملاوی کی سرحد شروع ہو جاتی ہے اور ملاوی کا دارالخلافہ لولانگ وے یہاں سے قریب ہے چپاٹا میں حضرت شیخ کے میزبان حاجی یعقوب نعمانی صاحب تھے جو کہ مولانا احمد نعمان مرحوم کے صاحبزادے اور حضرت شیخ کے ہم سفر مولانا قبال صاحب کے ہم زلف تھے سید تھے ان کے گھر پہنچے وضو وغیرہ کیا اور چائے پی کر حضرت شیخ مغرب کے لیے جامع مسجد چپاٹا تشریف لے گئے۔

جامع مسجد چپاٹا

یہ مسجد 1963ء میں مسلمانوں نے بنائی تھی اور قدیم مساجد کی وضع قطع پر تھی مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد یہاں نماز ادا کرتی ہے یہ شہر کے وسط میں ہے اس کے اردگرد مارکیٹیں ہیں مغرب کی نماز بھی حضرت شیخ نے پڑھائی اور اس کے بعد چپاٹا میں پہلا بیان ہوا۔

وعظ	حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامع العلوم بہاولنگر پنجاب
مقام	چیپاٹا
بتاریخ	بعد نمازِ مغرب 24 مارچ 2010ء

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِل لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِیْبَنَا وَشَفِیْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّم اَمّا بَعْدُ
فَاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
یاایھا الذین امنوا تقوا اللہ و کونوا مع الصّادقین.
وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم المھاجر من ھجر مانھی اللّٰہ عنہ. او کما قال علیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام.
صدق اللّٰہ وصدق رسولہ النبی الکریم.

انسان کی قیمت ایمان وتقویٰ سے

میرے محترم بزرگو اور دوستو! انسان کی قیمت ایمان اور تقویٰ کی وجہ سے ہے جس قدر ایمان اور تقویٰ آتا جائے گا اس انسان کی قیمت بڑھتی جائے گی اور جتنا ان چیزوں میں کمی آتی جائے گی انسان کی قیمت بھی کم ہوتی جائے گی۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اگر دو دو روپے کی تین شیشیاں (bottles) لے لیں۔ ایک بوتل میں پیشاب ٹیسٹ کروانے کے لیے بھر دیا جائے۔ دوسرے بوتل میں آپ سو روپے تولے والا عطر ڈال لیں اور ایک بوتل میں ہزار روپے تولے والا عطر ڈال لیں۔ تو تینوں شیشیوں کی قیمت

تو دو دو روپے ہے ظروف کی قیمت تو برابر ہے لیکن اندر کے مظروفات یعنی عطریات اور پیشاب وغیرہ کی وجہ سے اُس کی قیمت میں فرق آ گیا۔ایک کی قیمت ایک ہزار دو روپے ہوگئی اور جس میں سو روپے کا عطر ہے اس کی قیمت ایک سو دو روپے اور جس میں پیشاب ڈالا تھا اس کی قیمت بالکل ختم ہوگئی۔

اسی طرح جب انسان کا اندر بن جاتا ہے اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَلتَّقوٰی ھٰهُنَا ایمان بھی یہاں ہے اور تقویٰ بھی یہاں ہے دونوں کا محل قلب ہے۔اعضاء سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔

ایمان اور اسلام کا محل

کہتے ہیں دل میں ایمان آئے گا تو اعضاء سے اسلام کا ظہور ہوگا ایمان ہوگا یہ تو اعضاء نماز بھی پڑھیں گے روزہ بھی رکھیں گے حج بھی کریں گے زکوٰۃ بھی دیں گے کیونکہ اسلام نام ہے ظاہری اعمال کا۔ میں اور آپ جو نماز روزہ کر رہے ہیں یہ دوسروں کو نظر آتا ہے۔یہ اسلام ہے اوران ساری عبادات واعمال پر آمادہ کرنے والی چیز کا نام ایمان ہے۔ایمان کی نعمت دل کے اندر ہے جو کسی کو نظر نہیں آتی اور آدمی اپنے ساتھ ایمان کو لے کر جاتا ہے۔جنازہ کی دعا جو ہم پڑھتے ہیں اس میں دیکھیں اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسلام یااللہ! جس کو آپ زندہ رکھیں تو اسے اسلام پر زندہ رکھیں یعنی اعمالِ ظاہرہ کی توفیق عطا فرما۔ وہ نمازیں پڑھے روزے رکھے حج کرے زکوٰۃ ادا کرے وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیمان اور جس کو آپ موت دیں تو ایمان پر دینا کیونکہ اب اسلام پر عمل نہیں کرسکتا وہ دل میں ایمان کو ساتھ لے کر جائے کیونکہ ایمان ہی وہ دولت ہے جو آدمی کے دل کے اندر ہے اور اس کو ساتھ قبر میں لے جاتا ہے۔باقی دولتیں دنیا میں رہ جاتی ہیں۔

دولت قلب کی مثال

اس لیے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مثال بیان فرمائی کہ ایک بادشاہ تھا اور اس بادشاہ کے محل میں پانچ دریاؤں سے پانی اندر آتا تھا تو کسی مخلص وزیر نے مشورہ دیا کہ ہمیں اندر بھی ذاتی طور پر پانی کا کوئی انتظام کرنا چاہیے یہ تو باہر سے دریاؤں کا پانی اندر قلعے میں آتا ہے۔ ہوسکتا ہے کوئی دُشمن باہر سے پانی بند کردے تو خود کفالتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اندر بھی کچھ انتظام کیجیے تاکہ باہر کا پانی اگر اندر آنا بند ہوگیا تو بھی ہمارے پاس پانی ہوگا جس کو ہم استعمال کرکے جنگ جاری رکھ سکیں گے۔ بادشاہ نے کہا بے وقوف ہے ہمارے پاس پانچ دریاؤں کا پانی وہ کیسے ختم ہوگا شاید تجھے مولویوں کا سایہ پڑ گیا ہے کہ تو اس قسم کی باتیں کرتا ہے دور کی اور مستقبل کی باتیں کرتا ہے جو ہوگا دیکھی جائے گی۔ جیسے لوگ کہتے ہیں آج ہی کی سوچو! کل کس نے دیکھی ہے فیوچر کیا ہوتا ہے ابھی بس مزے کرلو دیکھا جائے گا جو کچھ ہوگا۔ یہ انسان کو شیطان چکر دیتا ہے کہ کوئی بات نہیں کچھ نہیں ہونے والا۔ آپ لوگ شتر مرغ کے بارے میں ہم سے زیادہ جانتے ہیں کہ جب وہ دُشمن کو دیکھتا ہے تو اپنا سر ریت میں چھپالیتا ہے تو آپ مجھے بتائیں ریت میں سر چھپانے سے اس کو پروٹیکشن (حفاظت) مل گئی دُشمن سے؟ بلکہ آسانی سے دُشمن شکار کرلیتا ہے۔ جو آدمی آنکھیں بند کرلیتا ہے کہ کچھ نہیں ہونے والا کوئی مسئلہ نہیں ہے کلمہ پڑھ لیا تو جنت مل گئی بس پھر کیا مسئلہ ہے۔ جب جنت کی کنجی ہمارے ہاتھ میں ہے اور جنت کا ٹکٹ ہمارے ہاتھ میں تو ہمیں اتنی محنت کرنے کی کیا ضرورت ہے تو اس کی مثال اس آسٹریچ (شتر مرغ) کی طرح ہے۔ آنکھیں بند کیے ہوئے ہے۔

تو خیر باشاہ نے کہا کہ یہ تو کیا مشورہ دیتا ہے بادشاہ نے عمل نہیں کیا۔ کچھ عرصہ بعد دُشمن نے حملہ کیا اور پانچوں دریاؤں کا پانی بند کردیا۔ اس اچانک اُفتاد سے بادشاہ پریشان ہوگیا کہ دُشمن حملہ آور ہے اب عین حالتِ جنگ میں قلعے میں کنواں بھی کھودا

نہیں سکتا رہا سہا پانی بھی ختم ہوگیا آخر وہ پیاسے مر گئے اور آسانی سے دُشمن نے قلعہ فتح کر لیا۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کی مثال ایک قلعے کی ہے اور اس میں بھی پانچ راستوں سے پانی اندر آرہا ہے۔(۱) آنکھ کا راستہ جو چیزیں دیکھ کر اس سے لذت لیتا ہے اور وہ لذتیں دل میں پہنچ جاتی ہیں۔(۲) کان کا راستہ جو اچھی اچھی آوازیں سن کر لذتوں کو دل کے قلعے میں پہنچاتا ہے۔(۳) زبان کا راستہ جو گویائی کی لذتیں لا کر دل میں گراتا ہے۔(۴) ہاتھ کا راستہ (۵) پاؤں کا رستہ جب موت کا فرشتہ آتا ہے ان پانچوں دریاؤں کو بند کر دیتا ہے اب اگر دل میں اس نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور نور کا کنواں کھودا ہے تو یہ چیز اس کو قبر میں کام آئے گی اور اس کی قبر روشن ہو جائے گی۔

نور قلب ی مثال

میرے دوستو! آپ ایک لائٹ ایمرجنسی لگاتے ہیں کیوں؟ جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو ایمرجنسی لائٹ خود جل پڑتی ہے۔اسی طرح مجھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس لیے بھیجا ہے کہ دل کی ایمرجنسی لائٹ کو نماز سے روشن کرو روزے سے روشن کرو گناہوں سے بچنے کا غم اُٹھا کر روشن کرو زکوٰۃ خیرات اور حج سے روشن کرو جب اس میں نور ہوگا تو جب یہ دنیا کی لائٹ ختم ہو جائے گی اور تمہیں قبر کے اندھیرے میں رکھ دیا جائے گا تو پھر یہ دل کی ایمرجنسی لائٹ تمہاری قبر کو روشن کرے گی۔

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خود سنایا۔ ہمارے قریب ساہیوال ہے وہاں جامعہ رشیدیہ ایک مدرسہ تھا حضرت وہاں پڑھتے بھی رہے پڑھاتے بھی رہے تو وہاں جو بزرگ تھے جنہوں نے سو سال پہلے اس مدرسے کی بنیاد رکھی تھی فرمایا کہ ان کی قبر کے ساتھ ایک قبر کھودی گئی رات کا وقت تھا۔تو قبر کھودتے

ہوئے اس قبر کی کچھ اینٹیں گر گئیں۔ کہا اتنی تیز روشنی اُس قبر میں سے آرہی تھی کہ پورا قبرستان روشن ہوگیا۔ لوگ حیران ہوگئے کہ اندر کیا روشنی کا ایسا پاورفل بلب لگا ہوا ہے کہ جس سے پورا قبرستان روشن ہے۔

باطن کا فرق

میرے دوستو! میری اور آپ کی قیمت ایمان اور تقویٰ کی وجہ سے ہے جب ایمان اور تقویٰ آتا ہے تو پھر اندر کی مشین بھی بدل جاتی ہے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ ہرن بھی وہی گھاس کھاتا ہے اور اس کے نافے میں مشک بنتا ہے اور بکری بھی وہی گھاس کھاتی ہے اور مینگنی کرتی ہے۔ خوراک دونوں کی ایک ہے لیکن اندر کی مشین الگ ہے۔ جبھی ایک نے مشک بنای اور ایک نے مینگنی بنائی۔ وہی پھولوں کا رَس شہد کی مکھی چوستی ہے اس میں جا کر شہد بنتا ہے جس کو **شِفَاءٌ لِلنَّاس** کہا کہ لوگوں کے لیے شفا کا ذریعہ ہے اور دوسرے زہریلی کیڑے تیتا وغیرہ وہی رَس چوستے ہیں ان میں جا کر وہ زہر بن جاتا ہے کیونکہ اندر کی مشین کا فرق ہے۔ ریشم کا کیڑا وہی شہتوت کے پتے کھاتا ہے۔ اور وہ اس میں جا کر ریشم بنتا ہے اور وہی پتے دوسرے کیڑے کھاتے ہیں تو وہ گندگی اور غلاظت بنا کر ہگ دیتے ہیں۔

میرے دوستو! جب اندر کی مشین بن جاتی ہے ایمان اور تقویٰ سے تو انسان وہی روٹی کھاتا ہے جو سارے کھاتے ہیں لیکن وہی روٹی اندر جا کر نور پیدا کرتی ہے روٹی کھا کر اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو دل چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اور خوش کرنے کو دل چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اور راضی کرنے کو دل چاہتا ہے اور شریر آدمی میں وہی روٹی جا کر نافرمانی کے جراثیم پیدا کرتی ہے اور اس کو بدمعاشیاں سوجھتی ہیں طاقت آتی ہے گناہوں کی طرف جاتا ہے۔ اپنی صحت اپنی جوانی کو خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں لگا رہا

ہے کیونکہ اندر کی مشین خراب ہے۔زہر بنارہی ہے خدا کی نافرمانی پیدکررہی ہے۔اور اگراندر کی مشین اچھی ہے ایمان اور تقویٰ آیا ہوا ہے تو وہی کھانے پینے سے نور بن رہا ہے۔

حصول تقویٰ کا ذریعہ

میرے دوستو! ہماری قیمت تقویٰ کی بنیاد پر ہے اور دو چیزوں سے انسان میں تقویٰ آتا ہے۔ایک تو خود ہمت کرے جیسے یوسف علیہ السلام نے ہمت کی۔یوسف علیہ السلام وہاں بیٹھے نہیں رہے۔بعض لوگ وظیفہ پوچھتے ہیں کہ وظیفہ بتادو کہ ہم سے گناہ چھوٹ جائیں یادرکھو! ذکر معین ہوتا ہے وہ تقویٰ میں معاون ضرور ہے لیکن آپ یہ سمجھیں کہ صرف ذکر ہی کی بنیاد پر کام ہو جائے اور آپ کو ہاتھ پاؤں نہ ہلانے پڑیں اور آپ منزل پر پہنچ جائیں تو ایسا نہیں ہے۔ یہ معین ضرور ہے مددگار ضرور ہے ہیلپر (Helper) ضرور ہے۔ہیلپر (Helper) ڈرائیور نہیں ہوا کرتا ہیلپر (Helper) کا کام ہیلپ (Help) ہے تعاون ہے تو ذکر معین ہے لیکن ایسا نہیں ہے کہ انسان گناہ سے بچنے کے لیے صرف ذکر کر لے۔بعض لوگ کہتے ہیں کوئی تسبیح بتادیں ہم سے گناہ نہیں چھوٹتے۔ میرے دوستو! گناہ تو ہمت کے بغیر نہیں چھوٹیں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا عمل

اور آج لوگ کہتے ہیں ماحول بہت خراب ہے کیا کریں؟ ہر طرف فحاشی کا ماحول ہے کیسے بچ سکتے ہیں گناہ سے اپنی نظر کو کیسے بچائیں کانوں کو غیبت سے کیسے بچائیں بتایئے۔

میں انگلینڈ گیا پہلی دفعہ تو لوگوں نے کہا تقویٰ تو بہت مشکل کام ہیکہ گناہ سے بچو۔تو میں نے عرض کیا قرآن مجید پاکستان اور انڈیا والوں کے لیے اُترا ہے تمہارے

لیے نہیں اُترا یہ ہمارے لیے اُترا ہے کہ ہم عمل کریں تمہیں عمل نہیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ کو تو علم ہے کہ قیامت تک کیسا ماحول آئے گا تو یہ حکم تو قیامت تک کے لیے ہے کہ تقویٰ اختیار کرو گناہ سے بچو۔ قرآن مجید نے یوسف علیہ السلام کا ماحول بتایا اس لیے قرآن مجید نے جو الفاظ استعمال کیے اس پر غور کیجیے **وراوته التی هو فی بیتها عن نفسه** پھسلایا اور بہکایا یوسف کو اس عورت نے جس کے گھر میں یوسف رہتے تھے یہ ماحول کو قرآن نے بیان کیا ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے ماحول کو دیکھکہ محل میں بند ہیں اور ان کو گناہ کی دعوت دینے والی وہی عورت ہے جن کے ان پر احسانات ہیں جو ان کو پالنے والی ہے جو ان کو خریدنے والی ہے اس کی گھر کی چار دیواری میں تالوں میں پہروں میں یوسف بند ہیں۔ کیسا گناہ کا ماحول تھا کہ باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا لیکن یوسف علیہ السلام نے ہمت نہیں ہاری کی کیسے بچ سکتے ہیں۔ قرآن نے کہا **واستبقا الباب** کہ یوسف نے کہا اے اللہ! دروازے کی طرف دوڑنا میرا کام ہے دروازے کھولنا تیرا کام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بس میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تو میری طرف دوڑ لگا جس طرح بچہ کو جب کوئی ڈراتا ہے تو وہ ماں کی طرف دوڑتا ہے تو ماں اپنی باہیں پھیلا دیتی ہے کہ آ بیٹا! اور اس کو سینے سے لگا لیتی ہے۔ اگر بچہ نہیں دوڑے گا ماں ماں نہیں پکارے گا ماں کبھی مدد کے لیے نہیں آئے گی۔ باپ کبھی مدد کے لیے نہیں آئے گا لیکن بچہ بے اختیار اپنے ابّا اماں کو پکارتا ہے اور دوڑتا ہے اس دُشمن سے فرار اختیار کرتا ہے تو پھر جا کر اپنی ماں اور باپ کی گود میں قرار پاتا ہے۔ فرار نہیں ہے تو قرار نہیں ہے۔

گناہ سے فرار رحمت حق میں قرار

آج ہمیں کیوں قرار نہیں ہے آج اطمینان کیوں نہیں ہے آج اسباب کی کمی نہیں ہے۔ پورے عالم میں آج اسبابِ راحت کی کوئی کمی نہیں ہے۔ خوشیوں کے

اسباب ہر ایک کے پاس موجود ہیں اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ہے لیکن راحت نہیں ہے قرار نہیں ہے کیوں؟ اس لیے کہ گناہوں سے فرار نہیں ہے۔ نفس و شیطان کے راستوں سے جب فرار نہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں قرار نہیں ہے کیونکہ قرار کے لیے فرار چاہیے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑنا ہوگا فَفِرُّوا اِلَى اللّٰه. پھر قرار ملے گا۔ یوسف علیہ السلام دوڑے وَاسۡتَبَقَا الباب اللہ تعالیٰ نے دروازے کھول دیے۔ یوسف علیہ السلام کا ماحول اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ دیکھو! کیسے گناہوں کا ماحول تھا ہمارا یوسف آرام سے نہیں بیٹھا۔ آج لوگ کہتے ہیں گناہ سے بچنا مشکل ہے ہمت کرو گے تو گناہ سے بچو گے ہمت نہیں کرو گے تو کوئی آپ کو بچا نہیں سکتا۔ پیرو مرشد کی دعائیں اور بزرگوں کی دعائیں اگر ہوں پھر بھی ہمت تو آپ ہی کو کرنی ہے۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اے میرے صحابہ! میری دعاؤں کو اپنی ہمت اور عمل کے ذریعے قوت پہنچاؤ۔ میں دعا کروں گا تم ہمت کر کے آگے قدم بڑھاؤ پھر دیکھو میری دعائیں کیسے رنگ لاتی ہیں۔

آدمی یہ سمجھے کہ بس کچھ کرنا نہ پڑے اور کچھ سوچنا بھی نہ پڑے اور گناہوں سے بچ جائیں پاکیزہ ہو جائیں ایمان میں اضافہ ہو جائے۔ میرے دوستو! ایسا نہیں ہے ہمت کرنی پڑتی ہے پھر دروازے کھلتے ہیں۔

شیخ پینے کا ارادہ تو کریں
حوضِ کوثر سے منگالی جائے گی

ہجرت کی اقسام

یہ فرار الی اللہ بھی ہجرت ہے ہجرت کی کئی اقسام ہیں ایک تو وہ ہجرت ہے جو دارالکفر سے دارالسلام میں آیا۔ جیسے صحابہ کرام نے مکہ شریف سے مدینہ شریف ہجرت کی۔ میرے شیخ فرماتے ہیں یہاں دیکھئے! صحابہ کرام سے مکہ شریف کی لاکھ

درجہ زیادہ ثواب والی نماز چھڑالی گئی کہ مکہ شریف میں ایک نماز کا ثواب لاکھوں میں ہے اور مکہ شریف میرا گھر ہے تو مکہ میں بیت الربّ ملا ہوا ہے آپ کو اگر ربّ البیت چاہیے اگر اللہ تعالیٰ چاہیے تو میرے نبی کی صحبت میں جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ملے گا رسول اللہ کی صحبت میں۔ مدینہ شریف چلے جاؤ ؎

حج کردن زیارتِ خانہ بود

حج ربُّ البیت مردانہ بود

حج کرنا تو گھر کی زیارت کرنا ہے اگر گھر والا چاہیے تو اس کے لیے مردانہ وار ہمت سے کام لو۔

تو دارالکفر سے دارالسلام میں آنا ایک یہ ہجرت ہے۔ دوسری ہجرت یہ ہے کہ انسان گناہوں کی بستی سے نیک لوگوں کی بستی میں آجائے جہاں ماحول اچھا ہے اللہ والے لوگ رہتے ہیں ان کی بستی میں آجائے یہ بھی ایک ہجرت ہے۔ اور تیسری ہجرت یہ ہے کہ گناہ کی مجلس سے نیک مجلس میں آجائے جس مجلس میں گناہ ہورہا ہے غیبت ہورہی ہے اور کوئی گناہ ہورہا ہے وہاں سے راہ فرار اختیار کرے اور اچھی مجلس میں آجائے۔ **فلا نقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین**

اور چوتھی ہجرت ہے کہ گندے خیالات سے اچھے خیالات میں آجائے۔ دل میں گندے خیالات آرہے ہیں شیطان نے پکڑا ہوا ہے اسکیم بنارہا ہے گناہ کی ڈرافٹنگ کررہا ہے بیٹھے بیٹھے آنکھ بند ہے اور کبھی کبھی ہاتھ میں تسبیح بھی لے لیتا ہے لیکن دل میں ڈرافٹنگ کچھ اور ہورہی ہے تمام غیر شریفانہ خیالات کو بند کرکے اللہ تعالیٰ کی محبت رحمت اور قدرتوں کے خیالات میں گم کرلیتا ہے اپنے آپ کو فرمایا یہ بھی ہجرت ہے بیٹھے بٹھائے ہجرت ہے۔ یہ ایسی ہجرت ہے کہ زمین پر بیٹھا ہوا اور اس کا دل عرش پر پہنچا ہوا ہے۔

روح کی پرواز

یادرکھو! انسان کی روح عرش تک چلی جاتی ہے آئی جو عرش سے ہے۔

آپ ہندوستان سے آئے ہیں تو ہندوستان چلے بھی جاتے ہیں ہم پاکستان سے آئے ہیں تو ان شاء اللہ واپس بھی چلے جائیں گے تو ہماری روح کہاں سے آئی ہے؟ عرش سے تو وہاں جا بھی سکتی ہے۔ جہاں سے آئی ہے تو وہاں جا بھی سکتی ہے۔ اگر وہاں سے یہاں آسکتی ہے تو یہاں سے وہاں جاسکتی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

تصور عرش پر ہے وقفِ سجدہ ہے جبیں میری
میرا اب پوچھنا کیا آسماں میرا زمیں میری

بس اس کے لیے تقویٰ چاہیے ایمان کی قوت چاہیے کہ آدمی کی روح عرش کے اوپر پہنچ جائے۔ بیٹھا زمین پر ہے رابطہ عرش سے ہے ؎

کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

زمین پر بیٹھا ہے لیکن اس کا رابطہ عرش والے سے ہے اس کا دل وہاں لگا ہوا ہے دل کی تار وہاں لگی ہوئی ہے۔

صحابی کا واقعہ

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اندھیری رات تھی چاند نہیں تھا تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک صحابی ستارے دیکھ رہا تھا آسمان پر جگ مگ جگ مگ کرتے ستارے گرمی کا موسم تھا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سوچ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیسے آسمان بنایا اور پھر ایک جملہ زبان سے نکلا **یا ایّھا السّماءُ والنّجوم اِنَّ لکِ رَبًّا وَ خَالِقًا** اے آسمانو! اے ستارو! تمہارا بھی کوئی خالق ہے تم خود نہیں بنے **رَبِّ اغْفِرْلِیْ** اللہ! مجھے

معاف کردے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو بیان کیا پھر کہا اللہ! مجھے معاف کردے۔
فجر کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کون تھا جو خدا سے رات باتیں کررہا تھا۔ صحابی
ڈر گئے کہ شاید کوئی گستاخی کی بات نکل گئی۔ چنانچہ وہ صحابی کھڑے ہوگئے کہا حضرت!
میں تھا۔ کیا کہہ رہا تھا؟ کہا میں نے یہ کہا تھا اے آسمانو! اے ستارو! تمہارا کوئی خالق
ہے اللہ! مجھے معاف کردے۔ آپ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اللہ تعالیٰ کا
پیغام دے گئے ہیں کہ میرے بندے کو کہہ دو میں نے اس کو معاف کردیا۔

میرے دوستو! یہ خیالات کی بیٹھے بیٹھے ہجرت ہے کہ آدمی بُرے خیالات سے
اچھے خیالات کی طرف آجائے۔ تو **فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ** گناہ سے بچنے کے لیے فرار
ضروری ہے جائے معصیت پر قرار جائز نہیں ہے فرار لازم ہے۔ فرار ہوگا تو قرار آئے
گا یعنی گناہوں کی جگہوں سے دور بھاگ جاؤ تب بچ سکتے ہو۔

توفیق توبہ واستغفار

جتنا آدمی گناہ سے بچنے کے لیے کوشش کرتا رہتا ہے اتنا اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو
اپنے آغوش میں لیتی رہتی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ انسان پرفیکٹ ہوجائے اور اس سے
گناہ ہی نہ ہو۔ ایسا نہیں ہے لیکن کوشش کرتا ہے بھاگتا ہے گرتا پڑتا بھاگتا ہے۔ الہٰ
آباد کے بزرگ مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے گر کر اُٹھے اُٹھ کر چلے

منزلیں طے ہوجائیں گی لیکن چلتا رہے آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف چلتا رہے کمی
بیشی آتی ہے خطائیں بھی ہوں گی معافی مانگتا رہے انسان ہمت سے کام لے اور
معافی کو شعار بنائے۔ ہر وقت توبہ کرتا رہے استغفار کرتا رہے۔ جتنا انسان اللہ تعالیٰ
کے قریب ہوتا جاتا ہے اپنی خطاؤں کا احساس بڑھتا چلا جاتا ہے۔ کثرت سے

استغفار کیجیے اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبارک ہے وہ شخص کہ جس کے صحیفے میں کثرتِ استغفار پایا جائے گا توبہ کر لے اللہ تعالیٰ فوراً معاف کر دیں گے۔

میرے دوستو! ایک تو ہمت چاہیے ہمت کے بغیر تقویٰ کی دولت نصیب نہیں ہوتی۔ جیسے آنکھیں بچانے میں مجاہدہ بہت ہے ہر طرف ایسے نقشے ہیں جس سے آنکھ خراب ہوتی ہے لیکن ہمت کرے یہ نہیں کہ اب کیا کریں دیکھنا شروع کر دے۔ کہے کوئی کالی ہے کالی کو دیکھ لیا تو کیا ہوا؟ میرے شیخ کا میڈ اِن افریقہ شعر ہے ؎

نہ کالی کو دیکھو نہ گوری کو دیکھو
اُسے دیکھ جس نے انہیں رنگ بخشا

اس کی ذات کو کیوں نہیں دیکھتا ان کو کیوں دیکھتا ہے بنانے والے کو دیکھو رنگ تو اُسی نے دیئے ہیں۔ یہ سب رنگ انہوں نے ہی بنائے ہیں اور اس میں اپنی حکمتیں رکھی ہیں۔

تخلیق پر اعتراض

کہتے ہیں ایک چھوٹے قد کا آدمی جا رہا تھا تو کسی نے ایسے اشارہ کیا کہ پستہ قد ہے۔ اس نے کہا تو کس پر اعتراض کر رہا ہے عمارت پر یا معمار پر جس نے عمارت بنائی۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بازار جا رہے تھے تو بیوی نے کہا کہ خربوزہ لے آنا۔ خربوزے پھیکے بھی ہوتے ہیں میٹھے بھی ہوتے ہیں۔ جب خربوزہ لائے تو وہ خربوزہ پھیکا نکلا تو بیوی بہت ناراض ہوئی۔ عورتیں تو فوراً اعتراض کر دیتی ہیں بڑے بڑوں کی عورتیں اعتراض کر دیتی ہیں۔

عورتوں کی ایذاء پر صبر

عورتوں کی ان باتوں پر صبر کرو گے تو ولایت بھی مل سکتی ہے۔ یہ بات بات پر

ڈانٹنا اور ڈنڈا نکال لینا مؤمن کی شان نہیں ہے صبر کرو۔ کتنے لوگوں کو ولایت مل گئی۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ لکھا ہے کہ بیوی کی ایذاؤں پر صبر کرنے کی وجہ سے ان کو یہ مقام ملا کہ شیر پر سواری کرتے تھے۔ ان کی گھر والی بڑی سخت زبان کی تھی۔ اسی طرح خواجہ مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ بڑی سخت زبانی تھیں اور حضرت نہایت نازک مزاج تھے لیکن اس کی ایذاء پر صبر کرتے تھے تو اس سے بہت بلند مراتب ولایت ملے۔

تو خیر وہ خربوزہ پھیکا نکلا۔ بیوی نے کہا آپ کو خربوزہ بھی خریدنا نہیں آتا تو حضرت نے فرمایا اللہ کی بندی یہ بتاؤ! خربوزے کے معاملے میں چار پر اعتراض ہوتا ہے تو مجھ پر اعتراض ہے کہ میں نے پھیکا بنایا ہے یا دکان دار پر اعتراض ہے کہ اس نے پھیکا بنایا ہے یا کسان پر اعتراض ہے کہ اس نے بیج صحیح نہیں ڈالا یا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے جس نے پھیکا بنایا۔ اب بتا تو کس پر اعتراض کرتی ہے۔ فوراً چیخ ماری اور توبہ کی کہا کہ آئندہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں پر میں اعتراض نہیں کروں گی۔

ہلکے حسن سے بھی احتراز

میرے شیخ فرماتے ہیں کہ انسان ہمت استعمال کرے ایسا نہیں کہ انسان ڈھیلا چھوڑ دے اپنے آپ کو میرے شیخ فرماتے ہیں جو ڈھیلا ہو گیا وہ ڈھیلا ہو گیا (مٹی کا ڈھیلا) یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ کم حسین کو بھی مت دیکھو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کوئی خاص حسن نہیں ہے رنگ کالا ہے تو میرے شیخ فرماتے ہیں ہلکا بخار تیز بخار سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ ہلکے بخار سے اگر احتیاط نہیں کی وہ ہڈی میں اُتر جاتا ہے اور تپ دق کا مرض ہو جاتا ہے ٹی بی کا مرض ہو جاتا ہے۔ ایسے دیکھتے دیکھتے پھر اس کے خیالات آنے لگتے ہیں اور شیطان بہت زبردست ڈیزائنر ہے۔ **وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُم**" (سورۃ الانفال آیت ۴۸) شیطان گناہ کو ایسا

خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے لیکن جب گناہ کر لیتا ہے اور گڑھے میں گر جاتا ہے پھر اس کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ میں نے کتنی نالائقی کی۔

صحبت صالحین ذریعہ تقویٰ

حصولِ تقویٰ کا دوسرا طریقہ میرے دوستو کیا ہے؟ **کُونُوْا مَعَ الصَّادِقِین** سچے لوگوں کی متقی لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔ صحبت کے بغیر تقویٰ میں کمال پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایک اور ایک دو بن جاتے ہیں جب آدمی ایسے اللہ والوں سے جڑ جاتا ہے تو دیکھئے پھر کیسے اللہ والا بنتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادمِ خاص ہیں جن کو پیغمبر کے دربار میں چار خدمتوں کا اعزاز حاصل ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوتے ہر وقت ان کے ہاتھ میں ہوتے تھے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تکیہ ہوتا تھا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاٹھی ہاتھ میں ہوتی تھی۔ آپ علیہ السلام کا لوٹا ہاتھ ہوتا تھا اس لیے ان کا لقب پڑ گیا "**صَاحِبُ النَّعلین صاحبُ الوسادہ صاحبُ عصاء صاحب مطہرہ**" یاد رکھو! ہم مسلکاً حنفی ہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لیا۔ یہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادائیں ہیں کوئی کسی صحابی سے آ گئی کوئی کسی صحابی سے۔ اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْم** میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم جس ستارے کے پیچھے چلو گے اس کی روشنی میں تم صحیح راستہ ملے گا اور ہدایت مل جائے گی۔

تو یہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں **اِنَّ قُلُوبَ العَارِفِینَ مَعَادِنُ التَّقْوٰی** کہ عارفین کے دل یہ تقویٰ کے کان ہیں جس طرح سونے کی کان ہوتی ہے وہاں سے سونا حاصل کیا جاتا ہے تو تقویٰ کی کان کہاں ہے؟

قلوبُ العارفین اللہ والوں کے دل میں یہ خزانے بھرے ہیں وہاں سے ملے گا کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡن اللہ تعالیٰ نے پتہ بتلا دیا کہ اگر تقویٰ وافر چاہیے تمہیں اعلیٰ درجہ کا تقویٰ جس سے اللہ تعالیٰ کی معیتِ خاصہ نصیب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی ولایت اور دوستی نصیب ہو جائے تو تقویٰ کے مائنز (کان) پر آنا پڑے گا اور وہ ہے قلوب العارفین وہ اللہ والوں کے دل ہیں۔

دل کا فرزانہ

اس لیے فرمایا کونوا مع الصادقین کہ سچوں کے ساتھ رہو اپنی صحبتوں کو تبدیل کرو بُرے لوگوں کو چھوڑ و اچھے لوگوں کے پاس آؤ تب تمہیں پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر کیا قیمتی چیز رکھی ہے۔ خزانہ ہمارے اندر ہی ہے لیکن نفس و شیطان نے تالا لگایا ہوا ہے اس لیے ہم اُس سے فائدہ نہیں اُٹھا پا رہے ورنہ خزانہ اندر موجود ہے اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی **اللّٰھم افتح اقفال قلوبنا بذکرک** یا اللہ! اپنے ذکر کی برکت سے میرے دل کا تالا کھول دے۔ کیا مطلب اندر مال رکھا ہے لیکن شیطان نے بند کر دیا اب ذکر کی برکت سے تالا کھل جائے گا تو اندر کا مال باہر آئے گا وہ انوارات آپ کو بھی محسوس ہوں اور آپ کی صحبت سے دوسروں کو بھی فائدہ ہوگا۔ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ ؎

نفسِ خود را کش جہانے زندہ کن

کہ ایک آدمی جب اپنے نفس کو مارتا ہے اور نفس کو قابو کر لیتا ہے ایک جہاں کے لوگ جن کے دل مر چکے اس کی صحبت میں زندہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی نظر میں ایسی تاثیر اللہ تعالیٰ ڈال دیتے کہ وہ نظر ڈال دیتا ہے کام بن جاتا ہے۔ نظر میں ایسی طاقت صحبت میں ایسی طاقت الفاظ میں ایسی طاقت اس کی چال ڈھال میں ایسی طاقت اُس کے اُٹھنے بیٹھنے میں ایسی طاقت بلکہ جہاں سے گزرے گا وہاں بھی اس کے اثرات و

برکات ہوں گے۔

اللہ والوں کے آثارِ قدم

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا پیارا کسی شہر سے گزر جائے اور اہلِ شہر کو گزرنے کا پتہ بھی نہ چلے تو فرمایا تب بھی شہر والوں کو اس کی برکت ملتی ہے۔ **لنال برکۃ مرورہٖ تلک اھل البلدہ** اس کو شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا کہ اس اللہ والے کے گزرنے کی برکت سے کام بن جاتا ہے۔ ابھی پچھلے مہینے بنگلہ دیش گیا جہاں جہاں سے بھی اللہ والے گزرے وہاں اسلام اور دین کی جو چہل پہل ہے دوسرے مقامات پر ایسا نہیں ہے۔

ہمارے ہاں ایک کتاب پڑھائی جاتی ہے "**ھدایۃ النّحو**" کے مصنف عارفِ کبیر شیخ سراج الدین عفان نظامی المعروف اخی اسراج اور ہی چشتی رحمۃ اللہ علیہ "**ھدایۃ النحو**" لکھنے والے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ کے خلیفہ تھے۔ ان کو فرمایا بنگال چلے جاؤ۔ وہ جہاں جہاں گئے اور گزرے وہاں وہاں اسلام زندہ ہوتا گیا۔ یہ قدموں کی برکت ہے جس کے بارے حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا جب ایک جگہ گئے اور وہاں ہمارے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا کام دیکھا۔ وہاں پر لوگوں میں صلاح و تقویٰ دیکھا تو فرمایا ؎

کرامت ہے تیری تیرے رندوں میں اے ساقی
جہاں رکھ دیں قدم اپنا وہیں مے خانہ بن جائے

صحبت کی مثال

میرے دوستو! **کونوا مع الصادقین** نیک لوگوں میں رہو اللہ والوں کی صحبت

اختیار کرو اس لیے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مؤمن شیر ہے جو نفس کا خون پیتا ہے جس طرح شیر ہرن کا خون پیتا ہے مؤمن نفس کا خون پیتا ہے۔ جب ہمارے شیخ ساؤتھ افریقہ آئے تو فرمایا میں جنگل کی سیر کے لیے گیا تو وہاں ہرن نظر آیا تو گجراتی لوگ سموسے کے بڑے عاشق ہوتے ہیں گجراتی بھی ساتھ تھے تو حضرت سے کہنے لگے حضرت! یہ شیر کا سموسہ ہے۔ حضرت نے فرمایا تم گجرات والوں کو سموسے ہر جگہ یاد رہتے ہیں۔ پاپڑ سموسے بڑے کرارے ہوتے ہیں ہم تو خود بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ ہمارے والد صاحب مفتی نیاز محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴۶ء میں ڈھابیل گئے تھے۔ حضرت مولانا سیّد بدرِ عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ڈھابیل بھیجا تھا دو مہینے وہاں میں رہے اور آپ گجرات والوں کے مہمان رہے اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے اب موقع دیا آپ کی مہمانی سے فائدہ اُٹھائیں۔

شیر ہرن کا خون پیتا ہے تو کتنا طاقتور ہوتا ہے اور جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مؤمن اپنے نفس کا خون پیتا ہے۔ تو وہ بھی ایمان والوں کا بادشاہ بن جاتا ہے اس میں بھی ایمانی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

صحبت پر ایک قصہ

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک آدمی تھا بکریاں چرایا کرتا تھا تو اس کو کسی جگہ سے جنگل میں ایک شیر کا بچہ مل گیا تو وہ لے آیا اور بکری کے دودھ پر اس کو لگا دیا۔ وہ بکری کا دودھ پینے لگا تو جب بڑا جوان ہو گیا تو وہ سمجھتا تھا کہ ''آئی ایم بکری'' (i am goat) کہ یہ سب بکری ہیں تو میں بھی بکری ہوں۔ آواز بھی بکری کی طرح نکالتا اور گھاس کھاتا اور اسی طرح ان کے ساتھ چلتا پھرتا۔ ایک دن وہ آدمی جنگل میں بکریاں چرانے کے لیے لے گیا یہ شیر کا بچہ بھی ساتھ تھا جو اب اچھا خاصا بڑا ہو گیا تھا۔ جنگل کے شیر نے دیکھا کہ بکریاں آرہی ہیں آج شکار

کرتے ہیں تو دیکھا کہ بکریوں میں ایک شیر بھی پھر رہا ہے۔ بڑا حیران ہوا کہ بکریاں ڈرتی نہیں ہیں وہ سمجھا شاید نقلی شیر ہوگا لیکن دیکھا کہ وہ اصلی شیر ہے تو اس شیر نے عجیب عزم کیا کہ آج میں بکری شکار نہیں کروں گا آج شیر شیر کو شکار کرے گا۔ کہتے ہیں ایک غافل مسلمان کو ہشیار کردینا اور خدا کے راستے میں لگادینا ہزاروں کافروں کو اسلام قبول کرانے سے بہتر ہے۔ ہم نیکی کریں گے ہمارے باپ دادا نانا وغیرہ سب کو اس کا نفع پہنچتا ہے۔ خیر! شیر نے پنجہ مارا اور اس شیر کو پکڑ لیا وہ رو رہا ہے چیخ رہا ہے ڈر رہا ہے اور بکری کی طرح آواز نکال رہا ہے تو ایک دو تھپڑ اور لگائے وہ اس شیر کو لے گیا کہ تو شیر ہے ان بکریوں میں کیا کرتا ہے۔ اُس نے کہا میں شیر نہیں ہوں میں تو بکری ہوں فلاں بکری کا بیٹا ہوں۔ اُس نے کہا او ہو! تو بکریوں میں رہ کر بکری بن گیا وہ اس کو ندّی پر لے گیا اور کہا دیکھو! پانی میں۔ اس نے پانی میں دیکھا تو چہرہ جنگل کے شیر کی طرح تھا تو اس کے اندر کا سویا ہوا شیر بیدار ہوگیا ایک دھاڑ ماری جنگل ہل گیا آواز بدل گئی چال بدل گئی۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے مؤمن! تو ایسے لوگوں کے ساتھ رات دن رہتا ہے کہ جو خدا کی نافرمانی میں مبتلا ہیں۔ تو تو بھی انہیں جیسا ہوگیا کاش! تجھے اللہ تعالیٰ کے راستے کا کوئی شیر مل جائے تو تیرے اندر کا شیر بیدار ہوجائے۔ تو بھی خدا کے راستے کا شیر بن جائے اور نفس و شیطان کا مقابلہ کرنا تجھے آجائے میرے شیخ فرماتے ہیں ؎

کسی اہلِ دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختؔر
اُسے آ گیا ہے جینا اُسے آ گیا ہے مرنا
مجھے کچھ خبر نہیں تھی ترا درد کیا ہے یا ربّ
ترے عاشقوں سے سیکھا ترے سنگِ در پہ مرنا

مری زندگی کا حاصل مری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا

جینا مرنا اللہ والے سکھاتے ہیں کہ جینا کیسے ہے مرنا کیسے ہے؟ مرنے سے مراد یہ نہیں کہ ابھی مر جاؤ بلکہ مراد یہ ہے کہ نفس وشیطان آئیں ان کی بات نہ مانو۔ جیسے مردہ کچھ نہیں کرسکتا کہو ہم مرے ہوئے ہیں اور جب اللہ ورسول کی بات آئے تو زندہ ہو جائے کہ ہم ہر حکم ماننے کے لیے تیار ہیں۔ تو اللہ والوں کی صحبت اختیار کرو اور یہ ساری محنتیں جو پورے عالم میں ہو رہی ہیں یہ اسی لیے ہے کہ ہم صحبتوں کو تبدیل کریں اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے ساتھ جڑ جائیں اُن سے فیض اُٹھائیں پھر دیکھو زندگی میں کیسی تبدیلی آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص متوجہ ہوگی اللہ تعالیٰ اپنی دوستی دیں گے اور دوسروں کی زندگی پر بھی اثر پڑے گا اور گھر میں تبدیلی آئے گی محلّے میں تبدیلی آئے گی ملک میں آئے گی پوری دنیا میں تبدیلی آئے گی۔ ہر آدمی میں اللہ تعالیٰ نے ایسی صلاحیت رکھی ہے کہ وہ چاند کی طرح روشن ہو جائے تو اس سے کتنے لوگوں کو ہدایت مل جائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

رات کا قیام

رات کا قیام نعمانی صاحب کے گھر تھا یہیں رات کا کھانا تناول کیا رات کوحضرت شیخ کی طبیعت شوگر کی وجہ سے کافی خراب رہی۔تقریباً تین بجے کے بعد جا کر طبیعت بحال ہوئی۔

24 مارچ بروز بدھ

فجر کی نماز کے بعد حضرت شیخ نے اپنی عادت کے مطابق ایک کپ چائے پی اور پھر آرام فرمایا دس بجے کے قریب اٹھ کر ناشتہ کیا اور اس کے بعد دارالعلوم چپاٹا تشریف لے گئے یہ دارالعلوم زامبیا(Zambia) کا سب سے قدیم اور پہلا دارالعلوم ہے جس کے مہتمم حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم مطالعہ صاحب دامت برکاتہم ہیں جو حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کے خلیفہ ہیں اور حضرت شیخ الحدیثؒ یہاں تشریف بھی لا چکے ہیں حضرت شیخ نے فرمایا کہ مفتی عبدالرحیم مطالعہ صاحب کا تذکرہ شہید ملت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے سنا ہے اور حضرت لدھیانوی صاحب نے فرمایا تھا کہ جب مولانا یوسف اور عبدالرحیم عالم بن گئے تو حضرت شیخ الحدیث نے ان کو نصیحت کی تھی کہ تم دونوں الگ الگ دارالعلوم بناؤ۔چنانچہ مولانا یوسف مطالعہ صاحب نے برطانیہ میں دارالعلوم بنایا اور مولانا عبدالرحیم صاحب نے زامبیا(Zambia) میں دارالعلوم بنایا اور وہ بھی وہاں کا پہلا دارالعلوم ہے۔

پہلے سے اجمالی تعارف کی وجہ سے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب سے ملاقات کا اشتیاق تھا مولانا کو حضرت شیخ کی تشریف آوری کی اطلاع کر دی گئی تھی اس لیے وہ بھی منتظر تھے جب حضرت شیخ وہاں پہنچے تو انہوں نے اور دارالعلوم کے عملے نے بڑی محبت سے استقبال کیا اور مولانا بہت بشاشت کے ساتھ حضرت شیخ سے ملے

حضرت شیخ کی چائے وغیرہ کے ساتھ تواضع کی گئی اور اس دوران روحانی علمی گفتگو ہوتی رہی گفتگو کے دوران حضرت مولانا عبدالرحیم نے سلسلہ اویسیہ کے بارے میں استفسار کیا کہ یہ قسم قسم کے لوگ ہیں جن کے بڑے اللہ یار چکڑ لوی تھے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس پر حضرت مولانا یوسف لدھیانوی نے مستقل مضمون لکھا ہے جو ان کی اس کتاب میں ہے جو شہادت کے بعد طبع ہوئی اس کا نام ہے تجدد پسندوں کے افکار اس میں پہلے نمبر پر ان پر رد کیا ہے اور اس سلسلے کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے اس پر مولانا عبدالرحیم مطالعہ صاحب بہت خوش ہوئے فرمایا جزاک اللہ آپ نے اس فتنے کے بارے میں باحوالہ آگاہ کیا اور حضرت شیخ سے کہا کہ یہ کتاب پاکستان سے یہاں بھجوانے کی کوشش کریں اس کے بعد حضرت شیخ نے اجازت طلب کی تو مفتی عبدالرحیم مطالعہ صاحب اور دارالعلوم کے شیخ الحدیث خود گاڑی تک پہنچانے آئے اور محبت کے ساتھ رخصت کیا۔

جناب حاجی اسماعیل چستا صاحب کے ہاں

دارالعلوم سے حاجی اسماعیل چستا صاحب کی دکان پر تشریف لے گئے حاجی صاحب سے حضرت شیخ سے بہت پرانا غائبانہ تعارف تھا کیونکہ ان کے ایک صاحبزادہ اور صاحبزادی جو کہ برطانیہ میں مقیم ہیں۔ 1996ء سے بیعت ہیں اس لیے حضرت شیخ ان سے ملنے کی خواہش رکھتے تھے ان سے ملاقات تو گزشتہ بیان میں ہوگئی تھی حاجی صاحب کی خواہش پر حضرت شیخ دعا کے لیے ان کی دکان پر تشریف لے گئے تھے وہاں ان کے دونوں بڑے صاحبزادوں سے ملاقات ہوئی لوساکا (Losaka) میں محمود چستا اور عزیز چستا انہیں کے صاحبزادے ہیں جنہوں نے حضرت شیخ کے لیے لونگسٹن کے سفر کا نظم کیا تھا ماشاءاللہ کافی بڑی دکان تھی بڑا وسیع کاروبار تھا حضرت شیخ نے وہاں دعا فرمائی اور ظہر کی نماز کے لیے جامع مسجد تشریف لے گئے ظہر کے بعد

حاجی چستا صاحب کے ہاں کھانے کی دعوت تھی چنانچہ حضرت شیخ احباب کے ساتھ ان کے گھر تشریف لے گئے بہت پرتکلف اہتمام تھااور حاجی صاحب کا گھر ایسا لگتا تھا جیسے فروٹ فارم ہے کہ ہر طرح کے فروٹ کے درخت تھے حاجی صاحب نے حضرت شیخ کو گھر کا دورہ کیا اور ایک ایک درخت کا تعارف کرایا کھانا تناول فرما کر کچھ وہاں آرام کیا پھر تین بجے خواتین کے بیان کے لے تشریف لے گئے۔

وعظ حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامع العلوم بہاولنگر پنجاب
مقام زمبیا کے شہر چیپاٹا مستورات میں بیان
بتاریخ 24 مارچ 2010ء بروز بدھ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُه وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِل لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِيْبَنَا وَشَفِيْعَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّم اَمّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.
ولقد نصركم اللّٰه ببدرٍ وانتم اذلّه فاتّقوا اللّٰه لعلّكم تشكُروْن

عن ابى ذرٍ رضى اللّٰه تعالٰى عنه قال قال النبىُّ صلّى اللّٰه عليه وسلم اتّق اللّٰه حيثُ ماكُنت واتبع السيّة الحسنة تمحُها وخالق النّاس بخلقٍ حَسَن او كما قال عليه الصلٰوة والسلام. صدق اللّٰه وصدق رسوله النبى الكريم.

شیطان کا حملہ ناشکری

میرے محترم بزرگو! اور دوستو! اور میری ماؤ بہنو اور بیٹیو!

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو شکر کرنے کا طریقہ بتایا کہ شکر کس طرح ادا ہوتا ہے اس لیے کہ ''شکر'' ہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں اس انسان کے آگے سے آؤں گا پیچھے سے آؤں گا دائیں سے آؤں گا بائیں سے آؤں گا اس کو گمراہ کرنے کے لیے۔ ''**وَلاَ تَجِدُ أَكْثَرَهُم شَاكِرِيْن**''(سورة

الاعراف ۱۷) تو شیطان نے کہا تھا کہ یا اللہ! میں ایسا حملہ کروں گا کہ اکثر انسان تیرا شکر ادا نہیں کریں گے۔ یعنی شیطان نے یہ بات اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر کہی کہ ان انسانوں کو ناشکری کی نحوست میں میں مبتلا کروں گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو انسان شکر ادا نہیں کرتا تو شیطان کا ہتھیار اس پر کامیاب ہے اور شیطان نے اپنی بدنصیبی اور بدبختی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو جو دھمکی دی تھی تو وہ پوری ہو رہی ہے۔ **ولاتجدُ اکثرھم شٰکِرین** کہ بندے ناشکرے ہوں گے۔

کافر کا معنی

یاد رکھو! جو آدمی اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا تو اس کو کافر کہا جاتا ہے۔ کافر کا مطلب ہی یہ ہے۔ کفر کا لغوی معنی ہے چھپانا اور کافر کا لغوی معنی چھپانے والا۔ کافور ایک خوشبو کا نام ہے۔ اس کو کافور اس لیے کہتے ہیں کہ اس کو جہاں رکھ دو وہ ساری خوشبو یا بدبو کو چھپا دیتی ہے تو کافر کو بھی کافر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ خدا کی نعمت کو چھپاتا ہے شکر ادا نہیں کرتا کیونکہ چاہیے تو یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تو اس کو مانتا خالق کو مالک کو مانتا جس نے انسان بنایا روٹی کا انتظام کیا چاند سورج زمین آسمان سب پیدا کیے تو کافر ان نعمتوں کو چھپاتا ہے۔ منعم یعنی نعمت دینے والے کی طرف اُس نعمت کو منسوب نہیں کرتا تو یہ ناشکرا ہے تو کفر بھی دراصل ناشکری ہے۔ اسی طرح ایک مؤمن بندہ ہے اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا۔ کہا کہ یہ ناشکری دراصل کفریہ فعل ہے۔ اس فعلِ ناشکری کا مرتکب گویا ایک ایسا انسان ہے جس میں کفر کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ کافر تو نہیں ہے لیکن کفر کے جراثیم ضرور ہیں اس میں کیونکہ شیطان جو کہہ رہا ہے اے اللہ! **ولا تجد اکثرھم شٰکرین** تو ان بندوں کو شکر گزار نہیں پائے گا تیری اتنی نعمتیں ہوں گی لیکن یہ پھر بھی تیرا شکر ادا نہیں کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

میری ماؤ بہنو! پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بخاری کی روایت میں خاص طور پر خواتین کے بارے میں فرمایا اُریت النّار مجھے دوزخ دکھائی گئی۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوزخ اس موقع پر دیکھی جب سورج گرھن ہوا تھا۔ تو آپ نے فرمایا سامنے قبلے کی دیوار میں میں نے جنت کو بھی دیکھا ہے میں نے دوزخ کو بھی دیکھا ہے۔ فرمایا میں نے جنت کو دیکھا اور جنت کے انگوروں کے خوشوں کو دیکھا جب میں ان کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھا تو انگور کے وہ خوشے پیچھے ہو گئے۔ اگر میرے ہاتھ میں آجاتے تو قیامت تک تم اس میں سے کھاتے رہتے وہ ختم نہ ہوتے کیونکہ آخرت کی جو نعمتیں ہیں ان میں بقاء کی شان ہے Ever lasting ہمیشہ رہنا۔ دنیا کی جتنی نعمتیں ہیں یہ فانی ہیں۔ یہ باقی رہنے والی نہیں ہیں۔ پہلے بھی نہیں تھیں بعد میں بھی نہیں ہوں گی۔ ایک چیز آج ہے کل نہیں ہے۔ اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دنیا سے دل نہ لگاؤ کیونکہ تمہیں چھوڑنا ہی پڑے گا۔

اسی لیے آپ نے فرمایا ترمذی شریف کی حدیث ہے "اَحْبِبْ مَنْ شِئْتَ فَاِنَّکَ مفارِقُهٗ" فرمایا دنیا میں تو جس سے چاہے دل لگا کے دیکھ لے ایک دن تو اس کو چھوڑ دے گا وہ تجھے چھوڑ دے گا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عجیب حقیقت بیان فرمائی کہ یہ جو محبت کی دولت اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں عطا فرمائی اس کو کہاں لگانا چاہیے ہمارا beloved (محبوب) کون ہونا چاہیے تو آپ نے فرمایا دیکھو! ایسی چیز کو beloved (محبوب) نہ بناؤ کہ جو فانی ہو۔

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ بچے سے بہت زیادہ پیار میاں بیوی کا اتنا زیادہ پیار بالآخر ایک وقت آتا ہے کہ دونوں کو جدا ہونا پڑتا ہے۔ اس لیے فرمایا احبب من شئت فانک مفارقة جس سے چاہے تم محبت ڈال لو۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا **فانک مفارقہ** ' اے انسان! ایک دن تو اس سے اور وہ تجھ سے جدا ہو جائے گی۔

تو آپ نے فرمایا **اُریتُ النّار** مجھے دوزخ دکھائی گئی۔ **فاذَا اکثر اھلھا النسآئتو** میں نے دیکھا کہ ان میں اکثریت عورتوں کی تھی۔ یہ فرمان اس پیغمبرِ عالیشان صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جنہوں نے اپنی ان نگاہوں سے جہنم کو دیکھا ہے۔ یہ کوئی زبانی کلامی بات نہیں ہے۔ یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے۔ فرمایا اکثریت میں نے عورتوں کی دیکھی۔ ''یکفرن'' فرمایا کہ ناشکری کرتی ہیں۔ یکفرن کا لفظ استعمال فرمایا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس میں کفر کا مادہ پایا جاتا ہے۔ تو صحابہ کرام گھبرا گئے۔ عرض کیا اَ ہل یکفرن باللہ یعنی کیا ایمان والی نہیں ہوں گی عورتیں؟ فرمایا کہ نہیں یہاں کفر کا وہ معنی نہیں ہے کہ وہ اللہ کو نہ مانیں یا کافر ہو جائیں بے ایمان ہو جائیں بلکہ **یکفُرنَ العشیرَ** کہ اپنے شوہر کی ناشکری کریں گی اور احسان فراموش ہوں گی۔

اور آگے فرمایا **لو اَحسَنتَ اِلیٰ اِحدٰا ھُنّ الدَّھر** کہ طویل زمانے تک اگر تو کسی عورت پر احسان کرتا رہے۔ **ثُمَّ رات منک شیئًا** پھر اس نے تجھ میں ایسی چیز جو اس کو ناپسند ہے تو کہے گی **مارائیتُ منک خیرًا قطُّ** میں نے کبھی تیرے اندر خیر دیکھی ہی نہیں۔

حکیم الامۃ کا فرمان

حکیم الامت حضرت تھانوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو عجیب تعبیر فرمایا۔ حکیم الامت بھی حکیم الامت تھے۔ فرمایا کہ عورتوں کو ذرا کوئی ایسی بات شوہر کی طرف سے پیش آجائے یا ماں باپ کی طرف سے پیش آجائے تو فوراً کہہ دیں گی (جس شوہر بیچارے نے کپڑے خرید خرید کر ساری اپنی پونجی خرچ کر ڈالی پوری تنخواہ ہی لگادی) تو کہے گی تو مجھے کیا لے کر دیا؟ صرف دو چیتھڑے۔ چیتھڑے کہتے ہیں معمولی کپڑے کو

یعنی چیتھڑ یلے کر دیئے معمولی کپڑے لے کر دیئے اور اتنی اعلیٰ قسم کی اس کو جوتیاں لے کر دیں کہا کہ کیا لے کر دیا ''دولیتھڑے'' اور اس کے کچن کے لیے بہترین سامان Made in Japan اور Made in France لے کر دیا۔ کہا کہ تو نے کیا لے کر دیا ''دوٹھیکرے'' تو نے دیا کیا ہے تیرے گھر میں میں نے دیکھا ہی کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ کی شانِ محبوبیت

جس دن اللہ تعالیٰ نے شیطان کو نکالا تھا اس دن شیطان نے کہا تھا **ولا تجد اکثرھم شٰکرین** اے اللہ! ان انسانوں میں تو اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ وصف تھا کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اللہ کے سامنے روتے تھے۔ یہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ عشق تھی۔ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو شانیں تھیں (۱) اللہ کے نبی عاشق بھی تھے اور (۲) محبوب بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محبوب **انّک باعیننا** آپ ہماری بے شمار نگاہوں کے سامنے ہیں ہم ہر وقت آپ کو دیکھتے ہیں ہمارا محبوب کہاں جا رہا ہے کہاں اُٹھتا ہے کہاں بیٹھتا ہے آپ ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ جس طرح باپ کو اپنے بیٹے سے پیار ہوتا ہے۔ کہتا ہے بیٹا! ہر وقت تو میری نظر میں رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا **اِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا** ایک آنکھ نہیں فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محبوبیت دیکھئے **فَانک بِأَعْيُنِنَا** آپ ہماری بے شمار نگاہوں کے سامنے ہیں یہ آپ کی شانِ محبوبیت تھی اور شانِ عاشقی۔ رات کو کھڑے ہو کر نمازیں پڑھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے رو رہے ہیں۔ صحابہ کرام نے کہا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اتنی محنت کیوں فرماتے ہیں کہ آپ کے پاؤں پر وَرم آیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے بارے میں اعلان کر دیا کہ آپ کے اگلے پچھلے اور وہ چیزیں جو خلافِ افضل آپ سے صادق ہوئیں وہ سب معاف ہے۔

پیغمبر علیہ السلام کے حق میں خطا کا معنی

یہ عقیدے کا مسئلہ ہے کہ کسی نبی علیہ السلام سے نہ کبیرہ گناہ ہوگا نہ صغیرہ۔ یہاں فاضل اور افضل کا مسئلہ ہے کہ افضل عمل نہیں کیا فاضل کرلیا۔ دونوں کاموں کی اجازت تھی۔ اللہ کے علم میں ایک افضل تھا اور ایک فاضل تھا۔ جیسے جنگِ بدر کے قیدی ہیں۔ ان قیدیوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل یہ تھا کہ قتل کردو اور فاضل (غیر افضل) یہ تھا کہ فدیہ لے کر چھوڑ دو تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی شانِ رحمت کی وجہ سے فاضل کام کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوگئے کہ افضل کیوں نہیں کیا کیونکہ جو جتنا بلند مرتبہ ہوتا ہے مقربِ بارگاہ ہوتا ہے اُس کے لیے معاملات جدا ہوا کرتے ہیں۔

تو صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کردی ہیں تو پھر آپ اتنا کیوں روتے ہیں اور رات کو اللہ کو ایسے کیوں مناتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا افلا أکُوْنَ عبدًا شکورًا میں اپنے اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں کیونکہ جو شریف آدمی ہوتا ہے اس کو نعمت ملے گی تو زیادہ شکر ادا کرے گا اور جو بدمعاش ہوگا اس کو نعمت ملے گی زیادہ بدمعاشی کرے گا۔

نعمت یا زحمت

اس لیے کہتے ہیں کہ نعمت ملے اور آدمی اللہ تعالیٰ کا زیادہ فرمانبردار ہوجائے۔ یہ دلیل ہے کہ یہ نعمت رحمت لے کر آئی ہے اور اگر نعمت آنے کے بعد خدا کا ناشکرا ہوجائے۔ پہلے نماز پڑھتی تھی اب نماز چھوڑ دی پہلے پردہ کرتی تھی جب سے مال و دولت کی ریل پیل ہوئی پردہ چھوڑ دیا جب خدا کی نعمت بڑھتی گئی تو نیکیاں چھوڑنا شروع کردی۔ یہ دلیل ہے کہ یہ نعمت نہیں ہے یہ مصیبت ہے۔

اس حیقت کو سمجھانے کے لیے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ سے عجیب مثال دی ہے۔ حضرت نے واقعہ بیان فرمایا کہ ہندوستان میں ایک

آدمی کو پھانسی ہونی تھی۔اس سے پوچھا گیا کہ بھئی! تیری آخری خواہش ہوتو ہمیں بتاؤ۔گورنمنٹ آخری خواہش پوری کرتی ہے۔لاسٹ ڈیزائر (Last desire) اپنی بتاؤ تو اُس نے کہا میری آخری خواہش یہ ہے کہ وائسرائے (گورنر) کی گاڑی پر مجھے بٹھایا جائے اوران کی وردی مجھے پہنائی جائے اورفوج کے سپاہی دورویہ کھڑے ہوکر مجھے سلوٹ ماریں گارڈ آف آنر یعنی سلام احترامی پیش کریں اورلوگ میرے اوپر پھول نچھاور کریں اوراس طرح مجھے شہر کا چکر لگوایا جائے۔تو خیر چونکہ قانون تھا تو کہا کہ ٹھیک ہے۔وائسرائے کی گاڑی بھی آ گئی اور دیگر سارے انتظامات کیے گئے اورخوب ان کو گھمایا گیا تو جتنے بے وقوف لوگ تھے جو جانتے نہیں تھے کہ مسئلہ کیا ہے تو سب دل میں تمنّا کرنے لگے کہ یار! یہ دیسی آدمی ہوکر ہندوستانی ہوکر یہ کتنی بڑی پوسٹ پر بیٹھا ہے کہ ساری دنیا اس کو سلام کررہی ہے۔خیر! لوگ بڑی حسرت سے تذکرہ کررہے تھے لیکن جب حقیقت پتہ چلی کہ اصل میں تو میاں اس کو پھانسی دی جانی ہے اس پھانسی سے پہلے یہ سارا ناٹک کیا جارہا ہے تو سب نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

یادرکھو! ایسی نعمت جس کے آنے کے بعد آدمی نافرمانی میں مبتلا ہوجاتا ہے وہ اس خوراک کی طرح ہے جو بکرے کو کھلا کر موٹا کیا جاتا ہے تاکہ اس کو ذبح کیا جائے۔ یہ دراصل جہنم کا ایندھن تیار ہورہا ہے۔

نعمت ایمان پر شکر

میری ماؤں بہنوں! وہ بات جو شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہی تھی کہ تو اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص طور پر خواتین کے بارے میں فرمایا کہ یہ ناشکری کرتی ہیں اور ہماری ناشکری کہاں سے شروع ہوتی ہے۔ ہماری ناشکری سب سے پہلے ایمان اور اسلام سے شروع ہوتی ہے کہ ہم اپنے ایمان اور اسلام پر شکر گزار نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مؤمن بنایا ہمیں مسلمان بنایا اس لیے

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اس راز کو سمجھتے تھے آپ رحمۃ اللعالمین تھے اس بات کو جانتے تھے کہ میری اُمت اتنی بڑی نعمت جو اسلام اور ایمان کی نعمت ہے جس کی برکت سے انہیں دنیا و آخرت کی ہر خیر ملتی ہے۔ یہ اس نعمت کا شکریہ نہ بھول جائیں تو کھانے کی دعا میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نعمتِ اسلام کا شکریہ اٹیچ (Attach) کر دیا۔ جب آدمی کو بھوک لگتی ہے کھانا کھاتا ہے تو شکر کرتا ہے بڑا اچھا کھانا مل گیا یا اللہ! تیرا شکر ہے۔ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پی لیا اللہ تیرا بڑا شکر ہے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ میری اُمت کھانے پینے کی چیزوں کا شکریہ ادا کرے گی جو ایک ڈالر دو ڈالر میں ملنے والا ہے۔ اور یہ ایمان اور اسلام کی نعمت جو ڈالروں سے ملنے والی نہیں ہے سوائے خدا تعالیٰ کے فضل کے۔ اس نعمتِ اسلام کے شکریے کا احساس ان کو نہیں ہوگا تو ہم پر رحم فرماتے ہوئے پیارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دعا ہمیں تلقین فرمائی اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کہ شکر اس اللہ کا جس نے کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔ یہ جملہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساتھ جوڑ دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلام کی ناشکری کی وجہ سے یہ نعمت ان سے چھن جائے تو جہاں یہ کھانے پینے کی چیزوں کا شکریہ ادا کریں گے وہاں میں ایک جملہ اور اضافہ کر دیتا ہوں کہ وجعلنی من المُسلمین (کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں اسلام کی دولت سے نوازا) بھی پڑھیں تاکہ نعمتِ اسلام کا شکر خود ادا ہوتا چلا جائے۔

میری ماؤں بہنوں! آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰب والسلام نے کھانے کے بعد کی دعا میں یہ جملہ ملایا۔ یہ اسی لیے ملایا کہ سب سے پہلی چیز جس کا ہمیں شکریہ ادا کرنا ہے وہ ایمان اور اسلام ہے۔

شکر کی حقیقت

اب میں دوسری بات کی طرف آتا ہوں کہ حقیقی شکر کیسے ادا ہوتا ہے؟ وہ قرآن مجید نے حضراتِ صحابہ کرام کوتلقین فرمایا سب سے پہلے نعمت بیان کی **وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰه بِبَدْرٍ وَاَنْتُمْ اَذِلَّه** اے صحابہ کی جماعت! اس وقت اللہ نے تمہاری مدد کی بدر کے میدان میں جب تم کچھ بھی نہیں تھے تمہاری کوئی تعداد نہیں تھی کوئی طاقت نہیں تھی لہٰذا اب اس کا شکر تم کیسے ادا کرو۔ **فَاتَّقُو اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُون** کہ دیکھو تقویٰ اختیار کروتا کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بتاتا ہے جو صحابہ کرام کو دیا گیا کہ اگر میرے حقیقی شکر گزار بندے بننا چاہتے ہو تو گناہوں کو چھوڑ دو۔ تقویٰ نام ہے گناہ کو چھوڑنے کا۔ اگر نافرمانی بھی کرتے رہو گناہ بھی کرتے رہو تو پھر تم ناشکرے ہو۔ اگر چہ زبان سے ہر وقت الحمدللہ کی تسبیح پڑھتے رہو لیکن اس کے ساتھ خدا کی نافرمانی کرتے رہو تو یہ شکر کہاں ہے؟ اب آپ بتایئے ایک آدمی پر اُس کا ابّا احسان کرتا ہے اور ماں باپ کا تو احسان ہی احسان ہوتا ہے۔ یادرکھو! ماں باپ کے احسان کا بدلہ انسان کبھی نہیں دے سکتا۔

باپ کی عظمت

مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک صحابی آئے تو اپنی پیٹھ پر اپنے والد کو لادا ہوا تھا۔ والد معذور تھے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے لا کر ڈال دیا اور کہا کہ حضرت! ایک سوال کرنے آیا ہوں۔ فرمایا کہ کیا؟ کہا کہ میری والدہ بچپن میں فوت ہوگئی تھیں تو میرے والد نے مجھے بچپن سے پالا ہے میری پوٹی صاف کرتے تھے میرے کپڑے بھی دھوتے تھے کپڑے چینج بھی کراتے تھے نوالہ منہ میں نرم کر کے مجھے کھلاتے تھے پانی پلاتے تھے میرے والد نے بالکل میری ماں کی طرح مجھے پالا ہے۔ میں بڑا ہوگیا اب میرا والد معذور ہوگیا ہے اب میں بھی وہی خدمت باپ کی کر رہا ہوں کہ میرا باپ پیشاب پاخانہ بستر پر کرتا ہے میں بستر دھوتا

ہوں استنجاء کراتا ہوں یہ کھا نہیں سکتے دانت نہیں ہیں میں روٹی چبا کر نرم کر کے ان کے منہ میں ڈالتا ہوں پانی پلاتا ہوں اور پھر کہیں جاتا ہوں تو جس طرح باپ مجھے اپنے کندھے پر بٹھا کر لے جاتا تھا تو میں اپنے باپ کو اپنی پیٹھ پر لاد کر لے جاتا ہوں۔ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں نے اپنے ابّا کے احسانات کا بدلہ دے دیا۔ میں نے باپ کی خدمت کا حق ادا کر دیا تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عجیب بات فرمائی۔ فرمایا کہ نہیں! تو نے حق ادا نہیں کیا۔ صحابی رونے لگے ہچکی بندھ گئی اور پوچھا کہ حضرت کیوں نہیں؟ فرمایا کہ تیری اور اس کی نیت میں فرق ہے۔ ماں باپ جب بچے کی خدمت کرتے ہیں تو دل میں تمنّا ہوتی ہے کہ بچے کی عمر دراز ہو۔ اور تو خدمت کرتا ہے تیرے دل میں یہ ہے کہ میرا باپ آج مر جائے یا شاید کل مر جائے شاید پرسوں مر جائے جلدی جلدی خدمت کر لو۔ تیری نظر اس کی موت پر ہے اس کی نظر تیری زندگی پر تھی۔ جب سوچ اور نیت کا فرق ہے تو پھر اس خدمت کی قیمت کا بھی فرق ہو جاتا ہے کیونکہ ساری قیمت تو انسان کے ارادے اور نیت پر ہی لگتی ہے۔

زبانی شکریہ

تو میں عرض کر رہا تھا کہ ایک آدمی کے ماں باپ اس پر احسان کرتے ہیں اور وہ ماں باپ کی نافرمانی کرتا ہے۔ چاہے زبان سے تھینک یو تھینک یو کرتا ہے تھینکس ڈیڈی تھینکس ڈیڈی (Thanks Daddy!) کی تسبیح پڑھتا رہے "very much" بھی ساتھ لگا دے اور بھی کوئی جملہ ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ لگا دے لیکن باپ کی مانتا نہیں باپ کہتا ہے آفس جاؤ بازار چلا جاتا ہے۔ باپ کہتا ہے مسجد میں جاؤ کہیں اور چلا جاتا ہے۔ تو آپ مجھے بتایئے آپ اس کو شکر گزار بچہ کہیں گے کہ یہ ماں باپ کا بڑا شکر ادا کرنے والا ہے۔

میرے دوستو! میری بہنو! ربّا بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر نافرمانی میں مبتلا ہے

گناہوں میں مبتلا ہے۔ اگر ایک بندہ گناہوں میں مبتلا ہے یہ ناشکرا بندہ ہے یہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو غلط استعمال کر رہا ہے۔ زبان غلط استعمال ہو رہی ہے غیبت کر رہا ہے اور اس زبان سے بدگوئی کر رہا ہے جھوٹ بول رہا ہے اس زبان سے اور گندی باتیں کر رہا ہے تو یہ زبان کا شکر یہ نہیں ہے یہ ناشکری ہے اللہ نے تو زبان کی نعمت اپنے نام رٹنے کے لیے دی تھی۔

امام رازیؒ کا عجیب فرمان

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے مفسرِ قرآن ہیں تو حضرت نے اپنی تفسیر میں ایک عجیب بات لکھی ہے فرماتے ہیں کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس وقت بچہ اپنی زبان کی حفاظت پر قادر نہیں ہے کیونکہ اس وقت وہاں اس کو کوئی ہوش نہیں ہے۔ اب سب کو معلوم ہے کہ ماں کے حیض کا جو خون ہے وہ بچے کی خوراک ہے۔ اب اگر منہ کے ذریعہ یہ خوراک پہنچائی جاتی تو یہ ایک پلید چیز تھی نجس چیز تھی تو زبان پلید ہو جاتی۔ تو اللہ نے ناف کے ذریعے بچے کے پیٹ تک خوراک کی ترسیل کا راستہ بنا دیا تاکہ زبان محفوظ رہے زبان گندی نہ ہوتا کیونکہ اس زبان پر تو میرا نام آنا ہے تو جہاں بچے کا اختیار نہیں تھا ماں کے پیٹ میں وہاں اللہ نے خوراک کا راستہ بدل دیا تاکہ زبان گندی نہ ہو۔ اب دنیا میں آئے اور اختیار ملا تو اپنی زبان گندی کر رہے ہیں اُسی سے جھوٹ بول رہے ہیں اُسی سے غیبتیں کر رہے ہیں اُسی سے دوسروں پر تبصرے کر رہے ہیں اُسی سے چغل خوریاں کر رہے ہیں۔

میں کہا کرتا ہوں اور میں نے اپنے شیخ کے سامنے یہ بات کی۔ حضرت والا بہت خوش ہوئے۔ میں نے کہا کہ دیکھئے! ہم اللہ کی اس نعمتِ زبان کی قیمت کا اندازہ لگائیں جو میں اور آپ گندی کرتے ہیں اس کی قیمت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ موت کے لیے اللہ نے جو طریقہ رکھا ہے وہ یہ ہے کہ موت کی ابتدا ٹانگوں سے ہوتی

ہے کہ پہلے پیروں کی طرف سے جان نکلنا شروع ہوتی ہے اوپر سے نہیں تاکہ آخر تک یہ زبان میرا نام لیتی رہے چاہے جان نکل رہی ہے لیکن زبان پھر بھی اللہ کا نام لے رہی ہے یہ اللہ نے ایک نظام رکھا۔

اگر اوپر سے جان نکالتے تو ٹانگیں مارنا تو ثواب نہیں لہٰذا نیچے سے نکالی کہ جن اعضاء کی اب ضرورت نہیں رہی ان کی جان پہلے نکال دو لیکن یہ زبان جو ہمارا نام لے سکتی ہے آخر تک بالکل آخری لمحے میں جا کر جب جان نکلتی ہے تو یہ سینے سے کھینچی جاتی ہے اس کے بعد آدمی کی زبان بند ہو جاتی ہے تو آخر تک وہ کلمہ پڑھتا رہتا ہے۔ آخر تک وہ اللہ کو یاد کرتا رہتا ہے اور حدیث شریف میں ہے من کان آخر کلام لا الٰہ الا اللہ جس کا آخری کلام کلمہ طیبہ ہوگا دخل الجنۃ فرمایا کہ وہ جنت میں گیا۔

امام ابوزرعہؒ کا آخری وقت

امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث گزرے ہیں۔ ایک آدمی حضرت سے حدیث پڑھنے کے لیے بہت دور دراز کا سفر کر کے آیا۔ تقریباً ایک ہزار میل سفر کر کے آیا۔ جب وہاں پہنچا تو اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے ایک خادم آیا تو اس نے بتایا کہ حضرت بالکل آخری لمحات پر ہیں اس وقت تو وہ بہت پریشان ہوا کہ میں بہت دور سے آیا ہوں مجھے تو ایک حدیث سننی ہے حضرت سے۔ میں منت کرتا ہوں کہ حضرت کی وفات سے پہلے پہلے میری ملاقات کرا دیجیے تو حضرت نے آواز سن لی اور اشارہ کیا کہ اس کو اندر بلاؤ۔ وہ اندر آ گیا تو اس وقت حضرت کی ٹانگوں سے جان نکلنا شروع ہو چکی تھی۔ لیکن چونکہ زبان کام کر رہی تھی اوپر کے حواس کام کر رہے تھے تو پوچھا کہ کیا بات ہے؟ کہا کہ حضرت! فلاں حدیث مجھ کو سننی ہے پہلے زمانے میں رواج ہوتا تھا کہ سند پہلے بیان کرتے تھے کہ کس سے سنی انہوں نے کس سے سنی میرے استاذ فلاں ان کے استاد فلاں اس طرح چلتے چلتے کہا کہ میرے جو فلاں استاد

ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ سے یہ روایت ہم نے سنی ہے تو آپ نے فرمایا بس آ گے امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ نے اپنے استاد حضرت ابو ہریرہؓ کا نام لیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا **من کان آخر کلام لا الٰہ الّا اللّٰہ دخل الجنّۃ** اور زبان سے فرمایا **من کان آخر کلامہٖ لا الٰہ الا اللّٰہ** اتنا کہا تھا تو جان نکل گئی انتقال ہو گیا۔

ہمارے استاد مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی فرمایا کرتے تھے کہ امام بخاری آدھی حدیث لائے ہیں اپنی کتاب میں پوری حدیث نہیں لائے ''دخل الجنۃ'' یہ جملہ نہیں لائے۔ فرمایا کہ یہ دراصل اس واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ زندگی ایسی بسر کرو کہ لا الٰہ الا اللہ زبان پر ہو اور جنت میں داخل ہو جاؤ دخل الجنۃ کہ جنت میں چلے گئے۔

آنکھ کی حفاظت

تو میری ماؤں بہنوں! دیکھو اگر کوئی غلط استعمال کرتا ہے زبان کو تو یہ ناشکری ہے زبان کی۔ آنکھ کی نعمت ہے اور وہ اس کو غلط استعمال کر رہا ہے۔ غیر محرموں اور دوسروں کی عورتوں کو دیکھ رہا ہے فلمیں دیکھ رہا ہے دوسری گندگیاں اس آنکھ کے راستے دل میں جا رہی ہیں تو یہ آنکھ کی ناشکری ہے۔

میرے شیخ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب امت برکاتہم فرماتے ہیں جو دنیا میں اپنی آنکھیں خراب کرتے ہیں اللہ ان کو اپنے نظارے نہیں کرائیں گے کیونکہ جب تم نے دنیا میں آنکھ گندی کر لی ہمیں کیا دیکھو گے ناپاک آنکھ سے کوئی خدا کا نظارہ کرے گا؟ یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جو مختلف نظارے اور رنگینیاں بکھیر دی ہیں اور حکم دیا فرمایا اس کو دیکھو اس کو نہ دیکھو۔ تو یہ آنکھ کا امتحان ہے کہ دیکھو جن سے منع کر دیا اس کو مت دیکھو جب نہیں دیکھو گے تو پھر ہم اپنا سراپا تمہیں دکھائیں گے۔ **وجوہٌ یومئذٍ ناضرۃ اِلٰی رَبّھا ناظرہ** تروتازہ چہرے اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے لیکن جب

نگاہوں کو گندا کریں گے تو نجس چیز سے آپ کیسے نظارہ کر سکتے ہیں پاک ذات کا؟ آپ بتاؤ! آپ کالا چشمہ لگالیں اور یہ چاہیں کہ وائٹ چیز آپ کو وائٹ نظر آئے تو کالے شیشے سے وائٹ کہاں نظر آئے گا۔ تو یہی کہا جائے گا ناں کہ آپ شیشہ اُتاریں تو پھر آپ کو اس کا صحیح ویژن (vision) نظر آئے گا۔ تو اسی طرح سمجھئے کہ جن آنکھوں میں گناہوں کے اثرات ہوں گے اور نجاست اور گندگیوں کے اثرات ہوں گے اور ڈارک نس (Darkness) کے اثرات ہوں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کے انوارات کا مشاہدہ نہ دنیا میں کر سکتے ہیں نہ آخرت میں کر سکتے ہیں یہ آنکھ کی ناشکری ہے۔

شکر کرنے کی ترتیب

شکر دل سے شروع ہوتا ہے سب سے پہلے تو دل خدا کے شکر میں ڈوب جاتا ہے پھر دوسرے نمبر آدمی زبان سے کہتا ہے الحمدللہ پھر اپنے اعضاء و جوارح سے عمل کر کے بتاتا ہے کہ میں اللہ کا شکر گزار بندہ ہوں یہ تین اسٹیپ (Step) ہیں اس کے۔ اگر دل میں شکر نہیں ہے زبان سے کہہ رہا ہے تب بھی کوئی قیمت نہیں ہے۔

جس طرح حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا۔ کہنے لگا **استغفر الله استغفر الله استغفر الله** ۔فرمایا کہ اس استغفار پر بھی استغفار پڑھو تیرے دل میں ندامت نہیں تو زبان سے کیوں کہتا ہے زبان ترجمان ہے دل کی اور دل ندامت سے خالی ہے۔

آج میں اور آپ الحمدللہ کہیں اور دل میں کوئی شکر نہیں بلکہ ناشکری چھپی ہوئی ہے کہ فلاں کے پاس اتنا زیور ہے میرے پاس نہیں ہے فلاں کے پاس یہ ہے میرے پاس نہیں۔

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو ایک آدمی نے خط لکھا۔

لکھا تھا کہ میں بہت پریشان رہتا ہوں۔ حضرت نے بڑا پیارا جواب لکھا کہ تمہارے پاس جو نعمتیں موجود ہیں اس کا شکر نہیں کرتے اور جو موجود نہیں ہے اس کی فکر میں لگے ہوئے ہو۔ اُس آدمی نے خود مجھے قسم کھا کر بتایا کہ میں نے جب سے یہ نسخہ آزمایا کہ نعمتوں پر شکر ادا کرنا میری پریشانی ختم ہوگئی۔

جس کے پاس سائیکل ہے وہ سائیکل کا شکر ادا نہیں کرتا اور اس فکر میں لگا ہوا ہے مجھے موٹر سائیکل مل جائے۔ اب موٹر سائیکل مل گئی تو کہتا ہے کہ کار مل جائے کار والا کہتا ہے مجھے پراڈو یا لینڈ کروزر مل جائے تو آپ مجھے بتائیں ایسے شخص کو چین کیسے ملے گا؟

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ حج

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے اللہ والے گزرے ہیں۔ حج کے واقعات میں ان کی ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حج کو جا رہے تھے۔ پیدل تھے پاؤں میں جوتی بھی نہیں تھی۔ گھوڑوں پر قافلے گزر رہے ہیں اونٹ پر جا رہے ہیں گدھوں پر جا رہے ہیں تو ان کے دل سے ایک آواز سی نکلی ناز کی بات کی (اور وہ ناز کر بھی سکتے تھے کیونکہ جو خدا کے جتنا قریب ہوتا ہے وہ ناز کر سکتا ہے۔ ناز وہی کر سکتا ہے جس کے پاس حسن ہو۔ حسن سے مراد یہ کہ اس نے خوب خدا کو راضی کیا ہے تو ناز کرے میرے اور آپ جیسے ناز کریں گے تو جوتے کھائیں گے۔ اگر کسی کے پاس حسن نہ ہو اور ناز دکھا رہا ہو تو دس جوتے لگا دیں گے۔

تو یہ حضرات ہر وقت خدا کو راضی رکھتے تھے تو ناز کر سکتے تھے تو ناز میں آ کر کہا یا اللہ! ہم رات دن تیری یاد میں لگے رہتے ہیں اور سعدی کا حال یہ ہے کہ جوتی بھی نہیں ہے اور لوگ گھوڑے اور اونٹ پر جا رہے ہیں۔ بس اللہ نے ان کو تنبیہ فرمائی تھوڑا سا آگے گئے تو ایک آدمی کو دیکھا جو چمڑے کے اندر لپٹا ہوا ہے نہ ہاتھ ہیں نہ پاؤں ہیں اور گیند کی طرح گھوم کر جا رہا ہے۔ شیخ سعدی نے پوچھا کہ بھئی! آپ کون ہو؟

کہا میں بخارا سے آیا ہوں حج کے لیے جا رہا ہوں۔ پوچھا کب نکلے تھے؟ کہا یہ دسواں سال ہے سفر کرتے ہوئے تو فرماتے ہیں بعد میں میں نے اس شخص کو مطاف میں دیکھا وہ اسی حالت میں لڑھکتے ہوئے طواف کر رہا تھا۔ میں نے کہا اللہ! تیرا شکر ہے تو نے مجھے پاؤں تو عطا فرمائے۔

دل و دماغ کی نعمت اور صحابی رسول ﷺ

اسی طرح کان اللہ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے۔ یہ اس نعمت کی ناشکری ہے کہ اس سے گانے سنے جا رہے ہیں غیبتیں سنی جا رہی ہیں جھوٹ سنا جا رہا ہے اس طرح ہاتھ پاؤں کی نعمت دل کی نعمت سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اور دماغ کی نعمت جو اللہ نے اپنی فکر کے لیے دی تھی اس دل و دماغ سے ہماری ذات کی معرفت حاصل کرو۔ زمین و آسمان کو دیکھ کر ہماری محبتوں کو حاصل کرو۔

دیکھئے! صحابیؓ رسول ہیں بالکل دیہاتی صحابی ہیں۔ صحن میں لیٹے ہوئے ہیں رات کا وقت ہے بالکل اندھیری رات ہے۔ ستارے آسمان پر بالکل صاف نظر آرہے ہیں۔ انہوں نے ستاروں کو دیکھا اور کہا اے ستارو اے آسمانو! تمہارا بھی کوئی پیدا کرنے والا ہے تم خود سے نہیں بن گئے۔ پھر کہا یا اللہ! مجھے معاف کر دے اللہ! مجھے معاف کر دے۔ صبح ہوئی فجر کی نماز ہوگئی۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کون تھا جو رات کو اپنے رب سے باتیں کر رہا تھا؟ صحابی ڈر گئے کہ کوئی ایسا غلط جملہ تو میرے منہ سے نہیں نکل گیا تھا۔ جب تین بار پوچھا گیا تو کھڑے ہوگئے۔ آپ نے پوچھا تو کیا کہہ رہا تھا؟ کہا حضرت! میں نے جب ستاروں بھرا آسمان دیکھا تو مجھے جوش آیا تو میں نے کہا اے آسمانو! اے ستارو! تمہارا بھی پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ میں نے کہا اللہ تو مجھے معاف کر دے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام آئے تھے کہ اللہ نے فرمایا کہ میرے بندے سے کہہ دو میں نے معاف کر دیا۔

تفکر فی خلق اللّٰہ کی قیمت

یہ ہے ان حضرات کی سوچ! انہوں نے اپنی سوچ وفکر کو کس میں لگایا۔ خدا کی عظمتوں کو سوچتے رہے۔ یہ شکر ہے اس صلاحیت کا۔ میری اور آپ کی سوچ تو رات دن دنیا میں لگی ہے۔ ہمیں تو اس کی فرصت ہی نہیں ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ ہم آئے کس لیے اور اللہ نے یہ زمین آسمان بنائے کس لیے۔

اس لیے آدمی ایک لمحے کے لیے آدمی اللہ کی عظمت میں غور وفکر کرے اور اس کی اس کائنات میں غور کرے اور خدا کی معرفت حاصل کرے تو فرمایا ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ ایسی فکر خدا تک پہنچا دیتی ہے۔

نعمتوں کی کثرت اور ہماری ناشکری

تو میری ماؤں! بہنوں! یہ ناشکری کا جو معاملہ ہے یہ آج بہت زیادہ پایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے ہم خسارے میں جا رہے ہیں۔ اتنی نعمتیں خدا نے ہمیں اس زمانے میں دے رکھی ہیں کہ ہم اگر شمار کرنا بھی چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ چھٹی صدی ہجری کے آدمی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ آج مسلمان دنیا کی کمی کی شکایت کرتا پھرتا ہے کہ میرے پاس یہ نہیں ہے میرے پاس وہ نہیں ہے۔ تو فرمایا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اثاثہ جو آپ دنیا میں چھوڑ کر گئے دیکھو کہ آپ نے کتنا مال چھوڑا تھا اور پھر اپنے مال واسباب کو دیکھو تو پتہ چلے گا کہ غریب سے غریب آدمی کے گھر میں نبی کی میراث سے زیادہ سامان موجود ہے اور پھر بھی کہہ رہا ہے کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے اور اس میں آدھا سایہ آدھا دھوپ تھی۔ تو وہ کنویں کا پانی لے کر آیا اور کھجوریں پیش کی تو آپ نے فرمایا اے عمر! تجھے پتہ ہے۔ یہی وہ نعمتیں ہیں جن کا قیامت کے دن مجھ سے اور تجھ سے سوال ہوگا۔

اضطراری مجاہدہ

آج تو میں اور آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ آج ناشکری ہے اور شکایت ہے۔ دیکھیں! اگر آدمی کو کسی چیز کی کمی ہے۔ آدمی کو بیوی ایسی مل گئی کہ وہ سمجھتا ہے کہ میرے مزاج کی نہیں ہے یا بیوی کو شوہر ایسا مل گیا جو اس کے مزاج کا نہیں ہے۔ میں ایک بات کہا کرتا ہوں کہ دیکھو! اللہ تک بغیر مجاہدے کے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ مجاہدہ کرے گا تکلیف اُٹھائے گا تو خدا تک پہنچے گا پہلے زمانے میں بزرگ حضرات بہت مجاہدے کرتے تھے۔ روزے رکھتے چلے جارہے ہیں نمازیں پڑھتے چلے جارہے ہیں اور جنگلوں میں جا کے خدا کو راضی کر رہے ہیں۔ اب اس زمانے میں ہم میں سے کوئی بھی کرنے کو تیار نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ زبردستی کبھی مجاہدے ڈال دیتے ہیں تا کہ اللہ تک پہنچ جائے اسے اضطراری مجاہدہ کہتے ہیں لیکن پہنچیں گے کب؟ جب اس مجاہدے اور تکلیف کو خدا کی طرف منسوب کر دیں کہ اللہ نے مجھے جو تکلیف دی ہے یہ میری اصلاح کے لیے دی ہے۔ جس طرح گاڑی میں ڈینٹ نکل آئے اُس ڈینٹ کو ہتھوڑی کے ساتھ مار کر سیدھا کرتے ہیں تو اسی طرح کبھی روح کے اندر ڈینٹ پڑ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پھر ہتھوڑی مارتے ہیں۔

جب انسان کے دل کا پیالہ گندگی سے بھر جاتا ہے تو غم کی چوٹ مار دیتے ہیں جس سے پیالہ ٹوٹے اور اس میں سے گند نکل جائے اور پھر پیالہ صاف ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اپنی تجلی اس میں اُتار دیں۔ سیّد جگر مراد آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؎

ہمیں وہ کیوں جفائے خاص کے قابل سمجھتے ہیں
یہ رازِ دل ہے اس کو محرمانِ دل سمجھتے ہیں

اور حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا شعر ہے ؎

دردِ دل دے کے مجھے اس نے یہ ارشاد کیا

ہم اس گھر میں رہیں گے جسے برباد کیا

تو انسان کو جو مجاہدہ آتا ہے شوہر کی طرف سے مجاہدہ ہے کوئی تکلیف ہے اس کو برداشت کرے۔ اس کو اللہ کی طرف منسوب کرے کہ اپنے شوہر کی خدمت کرے حق ادا کرے سب کچھ کرے۔

عورت کے لیے جنت کی ضمانت

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو عورت نماز پڑھے شوہر کی اطاعت کرے شوہر کے مال کی حفاظت کرے اپنی عزت کی حفاظت کرے میں پیغمبر اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ اب بتایئے خواتین کے لیے کام کتنا آسان کر دیا لیکن ناشکری کا مرض نہیں جاتا۔ اس کی وجہ سے سب ملیا میٹ ہے۔ ورنہ ان کا نصاب تو بہت آسان ہے۔ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ہمیں جہاد میں جانے کی اجازت دیجیے۔ فرمایا حج کر لینا تمہارا جہاد ہے۔ حج کر لیا عمرہ کر لیا جہاد ہو گیا مجاہدین میں نام لکھ دیا گیا یہ مردوں کے لیے تھوڑی ہے وہ تو جب تک سر پر کفن باندھ کر نہیں جائیں گے تو حق ادا نہیں ہوگا۔ خواتین کے لیے کام آسان ہے لیکن ناشکری کے میدان میں ماری گئی۔ شوہر کی ناشکری ہو رہی ہے اولاد کی ناشکری ہو رہی ہے ہماری اولاد ایسی نہیں ہے ویسی نہیں ہے۔ فلاں کی ایسی ہماری کیسی؟ بھئی! خدا کا شکر ادا کرو اگر کوئی مجاہدہ آئے اُسے برداشت کرو اللہ نے ہر ایک کو جو نعمت دی ہے اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔

دلچسپ واقعہ

مجھے ایک بڑا دلچسپ واقعہ یاد آیا۔ امام اصمعی عربی لغت کے بہت بڑے امام گزرے ہیں اور اس مقصد کے لیے گاؤں دیہات میں جایا کرتے تھے۔ ایک دیہات میں پہنچے۔ دیکھا وہاں ایک خوبصورت عورت تھی اور اس کا شوہر نہایت بدصورت اور کریہہ المنظر تھا۔ آپ نے فرمایا بھئی! یہ کیسا جوڑا ہے؟ بلیک اینڈ وائٹ

(Black & white) یہ کس قسم کا جوڑا ہے تو وہ عورت بڑی سمجھدار تھی۔ اس نے کہا کہ ہم دونوں جنتی ہیں۔ کہا کیسے جنتی ہو؟ کہا دیکھو میں ایسے شوہر پر صبر کرتی ہوں اور یہ مجھے لے کر شکر کرتا ہے اور صابر وشا کر دونوں جنتی ہیں لہٰذا ہم دونوں جنتی ہیں۔

تو میں ماؤں بہنوں سے کہا کرتا ہوں کہ یہ جو تکلیفیں آتی ہیں مجاہدات آتے ہیں شوہر کی طرف سے اولاد کی طرف سے اس کو اللہ کی طرف سے سمجھو کہ اللہ یہ میری خطاؤں کی وجہ سے ہے میرے اندر کمی ہے اللہ تو معاف کر دے۔ جب بندہ اس طرح معافی مانگتا ہے تو وہی مجاہدہ اور تکلیف بندے کو خدا تک پہنچا دیتی ہے۔ اللہ اپنا تعلق نصیب کر دیتے ہیں۔ کتنے مردوں کو جنہوں نے عورتوں کی نافرمانی اور ستانے پر صبر کیا وہ اللہ تک پہنچ گئے۔ اسی طرح عورتیں بھی۔

حضرت آسیہ کا صبر

آپ حضرت آسیہ علیہا السلام کو دیکھئے فرعون کے گھر میں تھیں۔ کتنی تکلیفیں دیتا تھا صبر کیا اللہ نے جنت دنیا میں دکھائی ان کو۔ دو خواتین ایسی ہیں جن کو دنیا کی زندگی میں جنت دکھائی گئی۔ حضرت آسیہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات سے پہلے ان کو دنیا میں جنت دکھا دی گئی۔ حضرت آسیہ علیہا السلام فرعون کے گھر میں تھی کتنی تکلیفیں دیتا تھا صبر کیا اللہ نے جنت دنیا میں دکھائی ان کو اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جنت میں آسیہ علیہا السلام اور مریم علیہا السلام کا نکاح میرے ساتھ ہوگا۔ دیکھئے! فرعون کافر تھا لیکن اس زمانے میں کافر کے ساتھ نکاح کی اجازت تھی لہٰذا آپ اس کے نکاح میں تھیں لیکن اس کی سختیوں پر آپ نے صبر کیا اور ان تکلیفوں کو خدا کی طرف پھیر دیا اللہ نے دنیا میں جنت دکھا دی اور آخرت میں کتنا بڑا اعزاز دے دیا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی ہونے کا اعزاز ان کو حاصل ہوگا۔ تو ہم پھر کیوں اس ناشکری میں مبتلا ہوتی ہیں۔ ہمیں صبر کرنا چاہیے ان مجاہدات کو ان تکالیف کو آخرت کی

طرف ڈال دو۔ نعمت ملے شکر کرو تکلیف آئے صبر کرو۔ یاد رکھو! میرے شیخ دامت برکاتہم کا شعر ہے ؎

ہے اسی طرح سے ممکن تیری راہ سے گزرنا
کبھی دل پہ صبر کرنا کبھی دل سے شکر کرنا

صبر و شکر

یہ صبر اور شکر عبدیت کی گاڑی کے دو ٹائر ہیں جس سے مؤمن کی گاڑی اللہ کے ہاں پہنچ جاتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ہر موقع پر خدا کو یاد رکھے۔ نعمت آئے تب بھی مولیٰ کو یاد کرے اور تکلیف آئے تب بھی مولیٰ کو یاد کرے۔ پھر یہ دونوں چیزیں خدا تک پہنچنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ اس لیے میرے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں مرد اور عورت دونوں اللہ کے ولی بن سکتے ہیں اس لیے کہ دونوں کو گناہ کے اسباب پیش آئیں گے جس سے وہ بچیں گے تقویٰ آئے گا خدا مل جائے گا۔

حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اولیاء کرام کے حالات پر ایک کتاب لکھی ہے تو اس میں لکھا ہے کہ میں ان مردوں کے حالات لکھوں گا جو اللہ کے ولی گزرے ہیں تو اس میں رابعہ بصری کے حالت لکھ دیئے۔ تو کسی نے اعتراض کر دیا کہ آپ نے لکھا کہ مردوں کے حالات لکھوں گا یہ عورت کو کیوں بیچ میں لے آئے؟ تو حضرت نے جواب دیا یہ اللہ کے راستے کی عورت نہیں ہے یہ اللہ کے راستے کا مرد ہے۔ عورت تو وہ ہے جو نفس و شیطان سے مغلوب ہو جائے اور اللہ تک نہ پہنچ سکے اور جو اللہ کے راستے میں ہمت کر کے مولا تک پہنچ جائے وہ عورت بھی مرد ہے

بلبل نے کہا عشق میں غم کھانا چاہیے
پروانہ بولا عشق میں جل جانا چاہیے

فرہاد بولا کوہ سے ٹکرانا چاہیے
مجنوں نے کہا ہمتِ مردانہ چاہیے

اللہ کا راستہ ہمت سے طے ہوتا ہے۔

رابعہ بصریہ کا اعزاز

رابعہ بصریہ کو کتنا بڑا اعزاز اللہ نے دیا کہ جب وفات ہوئی اور قبر میں رکھ دیا گیا تو فرشتے آئے کہ من ربّک تیرا رب کون ہے؟ تو پوچھنے لگی تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا ہم آسمان سے آئے ہیں۔ کہا کہ آسمان کتنے فاصلے پر ہے۔ کہا اتنے ہزار سال کے فاصلے پر۔ کہا کہ تمہیں اپنا ربّ یاد ہے۔ انہوں نے کہا کہ یاد ہے۔ تو کہا دو گز نیچے آنے سے مجھے رب بھول گیا جو تم سوال کرتے ہو۔ تو ہاتفِ غیبی نے آواز دی کہ ہماری بندی کو چھوڑ دو، ہم جانیں ہماری بندی جانے۔

آخری بات

بس میری ماؤں بہنوں! یہی میرا اور آپ کا سبق ہے کہ خدا کے شکر کو لازم پکڑو اور شکر کی حقیقت کیا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو گناہ چھوڑ دو۔ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون صحابہ سے کہا کہ تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ اگر تقویٰ نہیں ہے اور میرے اور آپ کا کوئی عضو بھی گناہ میں مبتلا ہے تو ہم پھر ناشکرے بندے ہیں شکر گزار بندے نہیں ہیں۔ اللہ مجھے اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا اُن الحمدللہ ربّ العالمین۔

أللّٰهم لک الحمد کما أنت أهله وصل علٰی محمد کماأنت أهله وأفعل بنا کما أنت أهله فانّک أنت أهل والتقوٰی وأهل المغفرة ربّنا ظلمنا أنفسنا ولم تغفرلناوترحمنا لنکونن من الخاسرین. أللّٰهم إنّا نسئلک الهدیٰ والتُّقٰی والعفاف والغنٰی. اللهم اکفنا بحلالک عن

حَرامِک واغننا بفضلک عمَّن سواک اللھم واقیۃ کواقفیۃِ الولید یا حی یا قیوم برحمتک نستغیث اصلح لنا شاننا کلہ ولا تکلنا الیٰ أنْفُسِنَا طرفۃ عین.

یااللہ! ہم سب کوتو اللہ والا بناہمارے گھر والوں کواللہ والا بناہمارے بال بچوں کو اللہ والا بناپوری امت مسلمہ کواللہ والا بناہمیں تقویٰ کی دولت نصیب فرماہمیں حقیقی شکر گزار بندہ بنادے۔ یااللہ! ہر ہر لمحہ اور ایک ایک عضو تیری یاد میں لگانے کی توفیق عطا فرما تیری فرمانبرداری اور اطاعت میں گزارنے کی توفیق عطا فرما۔ یااللہ! ہماری کمی بیشیوں کوتو معاف فرمااب تک جو خطائیں ہوئی جو غلطیاں ہوئی تو معاف فرما۔ یااللہ! آپ بڑے کریم مالک ہیں آپ کے علاوہ کون معاف کرنے والا ہے۔ یااللہ! آپ کی شانِ کرم کی وجہ سے ہم بھول گئے۔ یااللہ! اپنی شانِ کرم کی وجہ سے تو ہمیں معافی عطا فرما ہمارے بڑوں کوبھی تو معافی عطا فرما ہمارے چھوٹوں کوبھی تو معافی عطا فرما۔ یااللہ! سو فیصد ہمیں اپنا بنادے۔ یااللہ! ایک فیصد بھی ہم نفس وشیطان کے نہ رہیں۔ یااللہ! پوری اُمت مسلمہ کوتو ہدایت نصیب فرما کافروں کوبھی ایمان کی دولت نصیب فرما۔ یااللہ! اہلِ افریقہ کو ہدایت ورحمت سے نواز دے اور یہاں کے اہلِ ایمان کو خوب خوب دین ودنیا کی ترقی نصیب فرما۔ یااللہ! ہمارے جتنے مرحومین مرحومات ہیں سب کی مغفرت فرما تمام بیماروں سے شفا عطا فرما ہر طرح کی پریشانیوں کو دور فرما رزق کی تنگیوں کو دور فرما قرض کے بوجھ کو دور فرما۔ یااللہ! ان گھر والوں کو جنہوں نے اس بیان کا اہتمام کیا اور کرتے رہتے ہیں ان کو بے شمار برکتیں رحمتیں نصیب فرما اور جتنی مائیں بہنیں دوست احباب یہاں آتے ہیں کسی کومحروم نہ فرما۔ ہم میں سے کسی کو بھی اپنی محبت اور تعلق سے محروم نہ فرما۔ یااللہ! عافیت فرما کرم فرما رحم فرما۔ ہر دوست کی اور ماؤں بہنوں کی جو حاجتیں ہیں آپ خوب جانتے ہیں ہماری حاجات کو اپنے

خزانوں سے پوری فرما۔
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ محمدٍ وآلہٖ واصحابہ اجمعین.

مستورات کا بیان ایک مولانا صاحب کے گھر تھا جہاں وقتاً فوقتاً بیان ہوتے رہتے ہیں عورتوں کی بہت بڑی تعداد تھی تقریباً پورے شہر کی عورتیں بیان میں شریک ہوئیں

فارم کی سیر

خواتین ے بیان کے بعد یعقوب نعمانی صاحب کے ساتھ ایک مسلمان کے فارم پر تشریف لے گئے فارم بہت خوبصورت تھا اوراس میں ایک بہت خوبصورت جھیل تھی جھیل کا زائد پانی ایک نالے کے ذریعے نیچے وادی میں جارہا تھا اس کا منظر بھی بہت خوبصورت تھا۔ وہاں لوگ فشنگ (مچھلی شکار) کررہے تھے فارم کی سیر کے بعد حضرت شیخ جامع مسجد میں عصر کی نماز کے لیے تشریف لے گئے نماز کے بعد شبیر بھائی لوسا کا(Losaka) سمندھی کے ہاں چائے کی دعوت تھی جنہوں نے

چائے کے ساتھ گجراتی سموسہ پاپڑ وغیرہ سے ضیافت کی پھر مغرب سے پہلے جامع مسجد میں تشریف لے آئے آج تبلیغی جماعت والوں کا گشت اور بیان تھا انہوں نے حضرت شیخ سے بیان کے لیے درخواست کی جس پر حضرت شیخ نے اصلاح نفس پر بڑی مفصل تقریر فرمائی بیان کے بعد تشکیل بھی ہوئی۔

عارف باللہ قطب زماں شیخ الحدیث حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم
مقام زمبیا کے شہر چیپاٹا
بتاریخ 23مارچ2010ء

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِل لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِیْبَنَا وَشَفِیْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّم امّا بَعْد
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.
الا اِن اَوْلِیَاءَ اللّٰہ لاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلا ھم یَحْزَنُوْن. اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْن.
صَدَقَ اللّٰہ وَصَدَقَ رَسُوْلِہِ النَّبِیُّ الْکَرِیْم.

اللہ تعالیٰ کا پیغامِ دوستی

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہم انسانوں کو اپنی دوستی کی دعوت دی ہے کہ تم میرے دوست بن جاؤ۔ کہاں اللہ تعالیٰ کی ذات اور کہاں ہم جیسے کمزور لوگ۔ جس کی پیدائش ہی نطفہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسکی حقیقت بھی بتائی کہ تمہاری حقیقت کیا ہے۔ "مِنْ نُطْفَۃٍ اَمْشَاج"

"مِنْ نُطْفَۃٍ اَمْشَاج" ایک بوند سے ملی ہوئی ہے۔ ناپاک بوند (قطرے) سے ہم نے تمہیں بنایا ہے لیکن ہم تم سے دوستی کرنا چاہتے ہیں۔ جب بادشاہ خود کسی غلام سے کہے کہ میں تمہیں اپنا دوست بنانا چاہتا ہوں تو غلام کو ہمت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں تمہیں اپنا دوست بنانا چاہتا ہوں تو ہمیں بھی ہمت ہو جاتی ہے کہ ہم اللہ

تعالیٰ کے دوست بن جائیں دنیا میں ہم آئے ہی اللہ تعالیٰ کی دوستی لینے کے لیے ہیں کھانے پینے کے لیے نہیں آئے۔ کھانا پینا تو جنت میں اعلیٰ تھا۔ آدم علیہ السلام کو نکالنے کی کیا ضرورت تھی وہاں سے۔ اگر کھانا پینا اور پہننا مقصود ہوتا تو جنت ہی سے نہ نکالتے لیکن اگر ہم جنت میں رہ جاتے اور آسمانوں پر رہ جاتے تو غلام رہتے دوست نہ بنتے۔

دوستی کے تقاضے

دوستی کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔ آپ جب کسی کو اپنا دوست بناتے ہیں تو اس کو پہلے آزماتے ہیں کہ آیا یہ دوستی کے لائق بھی ہے یا نہیں اگر آپ کوئی راز کی بات کسی کو بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کسی کو نہ بتانا اور وہ جا کر بتا دیتا ہے یا آپ کسی کے پاس امانت رکھواتے ہیں اور وہ خیانت کرتا ہے معلوم ہوا یہ شخص دوستی کے لائق نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دوست کے ساتھ سفر کرو سفر میں اس کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی کہ یہ باوفا ہے یا بے وفا ہے یہ لائل (Loyal) ہے یا ڈِس لائل (Disloyal) ہے سفر میں پتہ چلے گا جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا تھا "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲) میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے کہا تھا کیوں نہیں آپ ہی ہمارے رب ہیں باوفا لوگوں نے بھی کہا تھا آپ ہمارے رب ہیں۔ بے وفاؤں نے بھی کہا تھا آپ ہمارے رب ہیں وہاں کسی نے انکار نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اچھا اب ہم تمہیں دنیا کی اندھیر نگری میں بھیجتے ہیں وہان پتہ چلے گا ہمارے ہو یا غیر کے ہو ہمارے ہو یا نفس و شیطان کے ہو ہمارے ہو یا ہمارے دُشمن کے ہو۔

اللہ تعالیٰ کے راستے کے دو دُشمن

یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کے راستے کے دو دُشمن ہیں ایک شیطان ہے اور دوسرا نفس

ہے اور یہ نفس شیطان سے بھی بڑا شیطان ہے کیونکہ شیطان کو گمراہ کس نے کیا؟ شیطان کو گمراہ کرنے والا کوئی اور شیطان نہیں تھا اس کے نفس نے گمراہ کیا۔ اس کے نفس میں کبر کی بیماری تھی اس نے کہا اَنَـا خَیْـرٌ مِنْـہ میں تو آدم علیہ السلام سے اعلیٰ ہوں۔ اس بد بخت کی نظر حکم پر گئی حکم دینے والے پر نہیں گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ سے اس کا حقیقی تعلق ہوتا تو حکم نہ دیکھتا حاکم کو دیکھتا کہ کہہ کون رہا ہے۔ حکم کو دیکھنا کہ یار یہ حکم میں پورا کرسکتا ہوں یا نہیں میری سمجھ میں آتا ہے یا نہیں عاشقوں کا کام نہیں۔ آج کل کے زمانے میں موجودہ ماحول (Environment) میں میں اس پر عمل کرسکتا ہوں یا نہیں۔ یہ دیکھنا خدا کے عاشق کا کام نہیں ہے یہ تو شیطان کا کام ہے۔ جس نے حکم دیکھا اور کہا کہ اَنَـا خَیْـرٌ منہُ اے اللہ! کیسے آپ مجھے کہتے ہیں کہ میں اس کو سجدہ کروں۔ میں تو اس سے افضل ہوں۔ یہ مفضول ہے۔ میں آگ سے بنا ہوں یہ مٹی سے بنا ہے مٹی تو مٹی ہوتی ہے اور آگ میں تو بڑی طاقت ہے۔ آگ میں اُڑان ہے آگ اوپر جاتی ہے مٹی نیچے جاتی ہے۔ اس کے مادۂ میں نیچان (پستی) ہے جس کا مادہ ہی نیچان ہو آپ مجھے کیسے حکم دیتے ہیں کہ میں اس کو سجدہ کروں؟

اس لیے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان اگر خدا کا عاشق ہوتا کبھی یہ بات نہ کرتا کیونکہ عاشق کبھی ایسی بات نہیں کرتا۔ وہ کہتا ہے محبوب جو تو نے حکم دے دیا بس یہی میرے لیے سب کچھ ہے۔

عاشق کا طرز عمل کے بعد بھی ندامت

ہمارے پیرو مرشد اور شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک واقعہ سنایا کہ عاشق کا طرز کیا ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں ایک بادشاہ تھا اس کا ایک غلام تھا۔ جو اس کا عاشق تھا۔ بادشاہ کے ساتھ بڑی محبت تھی زیادہ محبت ہی کا نام عشق ہے اتنی محبت ہو کہ کبھی دل سے بھلا نہ سکے اس کا نام عشق ہے۔ ہر وقت دکان آپ

کے دل پر سوار ہے آپ دکان کے عاشق ہیں۔ بیوی بچے ہر وقت دل پر سوار ہیں تو بیوی بچوں کا عاشق ہے۔ مال سوار ہے تو مال کا عاشق ہے۔ عشق کہتے ہیں ایسی محبت جو دل کو گھیر لیتی ہے ہر وقت دل پر چھائی ہوئی ہے۔ کام بھی کرتا رہے گا لیکن دل اُدھر ہی لگا ہوا ہے۔

یاد رکھو! جب کوئی کسی کا عاشق ہوتا ہے تو محبوب بھی اس کا خیال کرتا ہے تو بادشاہ اس غلام کی بہت زیادہ رعایت کرتا تھا بادشاہ کے منسٹر نے اعتراض کیا کہ یہ جاہل آدمی ہے غلام ہے سلیو (Slave) ہے۔ آپ نے چار ٹکے کا اور ڈالر کا خریدا ہے پونڈ کا خریدا ہے ہم تو منسٹر ہیں آپ کی بادشاہت چلا رہے ہیں کوئی ایجوکیشن منسٹر ہے کوئی اسلحے کا منسٹر ہے کوئی کسی چیز کا آپ اس کو ہم سے زیادہ پریفر (Prefer) کرتے ہیں۔ کیا بات ہے؟

بادشاہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ایک دن بادشاہ دریا کی سیر کر رہا تھا سب وزیر ساتھ تھے۔ تو بادشاہ نے غلام سے کہا کہ دریا میں چھلانگ لگاؤ۔ فوراً کپڑوں سمیت جمپ لگا دی۔ کہا نکل آؤ باہر۔ نکل آیا۔ کہا کپڑے گیلے کیوں کیے۔ کہا معاف کردیں غلطی ہوگئی حالانکہ کہہ دیتا کہ آپ ہی کا حکم تھا جلدی چھلانگ لگاؤ اس لیے میں نے کپڑے گیلے کر لیے لیکن وہ بادشاہ کا عاشق تھا تو کہا معاف کردیں کپڑے گیلے ہوگئے۔

جن اللہ والوں کے بارے میں لکھا ہے کہ نماز پڑھ کر معافیاں مانگتے تھے روزے رکھ کر معافیاں مانگتے تھے حج کر کے معافیاں مانگتے تھے کہ اے اللہ! تو قبول کرلے تو تیرا کرم ہے ورنہ ہمارے عمل قبولیت کے قابل نہیں ہے۔ یہ عشق کی علامت ہے کہ طاعات کر کے بھی خدا کے سامنے رو رہے ہیں۔

چنانچہ صحابہ کرام کے بارے میں قرآن نے کہا وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ

یَسۡتَغۡفِرُونَ (سورۃ الزاریات آیت ۱۸) صحابہ کی جماعت پوری رات خدا کے سامنے روتی تھی زاری کرتی تھی نمازیں پڑھتی تھی ذکر وتلاوت کرتی تھی ایک ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیتی۔ لیکن وَبِالۡأَسۡحَارِ هُمۡ يَسۡتَغۡفِرُونَ جب صبح ہوتی تو معافی مانگتی اللہ تعالیٰ معاف کردے ہم تیری عبادت نہیں کر سکے۔ یہ عشق ومحبت کی علامت ہے کہ عاشق سب کچھ کر کے بھی معافی مانگتا ہے اور جس کا تعلق نہیں ہوتا وہ نافرمانی کر کے بھی معافی نہیں مانگتا۔

حضرت عطا سلمی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز

حضرت عطا سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے (تابعی ہیں) کہ نماز پڑھ کر جاتے تو چہرہ پر ایسے ہوتا جیسے چوری کر کے آئے ہیں چہرے پر شرمندگی ہوتی۔ کسی نے کہا کہ حضرت! آپ جب نماز پڑھ کر آتے ہیں تو آپ کے چہرے پر اتنی شرمندگی ہوتی ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی گناہ کر کے آئے ہیں حالانکہ آپ تو نماز پڑھ کے آئے ہیں۔ رونے لگے کہا کہ جب میں خدا کی عظمت کو سوچتا ہوں اور اپنی نماز کو دیکھتا ہوں تو مجھے شرم آتی ہے کہ وہ ذات کیسی اور میری نماز کیسی۔ یہ عاشق ہے عاشق نیکی کر کے بھی روتا ہے۔ گناہ تو دور کی بات ہے نیکی پر روتا ہے۔ آج گناہوں پر بھی رونا نہیں آتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی نمازیں کتنی بہترین ہوتی ہیں۔ ہماری نماز تو دکان پر ہوتی ہے کھیت میں ہوتی ہے جسم یہاں ہوتا ہے دل کہیں اور ہوتا ہے۔

لطیفہ

ایک امام صاحب نے نماز پڑھائی۔ ان کا ایک کاروباری دوست تھا۔ اس نے کہا امام صاحب آج سجدے میں آپ نے تسبیح کم پڑھی ہے۔ پہلے آپ الیون (11) ٹین (10) پڑھتے تھے آج لگتا ہے آپ نے سیون (7) ٹین (10) پڑھی ہے۔ اس نے کہا آپ بڑے دھیان سے نماز پڑھتے ہو اتنی توجہ ہے آپ کی۔ کہا

کہ نہیں دکان کا سارا حساب سجدوں میں ہو جا تا تھا آج نہیں ہوا میں سمجھ گیا کہ آپ نے تسبیح کم پڑھی ہے۔ ہماری نماز تو ایسی ہوتی ہے اسی لیے ہمارا جسم یہاں ہے اور دل پتہ نہیں کہاں ہے۔

قیامت میں عرش کا سایہ

اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیامت کے دن اس شخص کو عرش کا سایہ ملے گا **قلبہٗ معلّقٌ بِالْمَسَاجِد** کہ اس کا دل خدا کے گھر کے ساتھ لٹکا ہوگا خود دکان پر ہوگا کھیت میں ہوگا بیوی بچوں میں ہوگا لیکن دل خدا کے گھر میں چھوڑ کے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم تمہاری حاضری لگاتے ہیں کہ تم ہمارے گھر ہی میں تھے چوبیس گھنٹے لہٰذا آؤ! ہم تمہیں اپنے عرش کا سایہ دیتے ہیں کیونکہ تم ہر وقت ہمارے گھر میں تھے کیونکہ دل جہاں ہوتا ہے حاضری وہاں لگتی ہے۔ جس کے ساتھ دل ہوگا اسی کے ساتھ سمجھا جائے گا۔

گناہوں پر فوری توبہ

اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی کو نصیحت کی۔ **وبک علٰی خَطِیْئَتِکَ** اپنے گناہ پر رویا کر اپنے دامن کو صاف کرتا رہا کر اس دامن پر داغوں کو جماؤ نہیں۔ میں ایک مثال دیا کرتا ہوں۔ ہمارے گھر میں خواتین اگر چائے گر جائے بستر پر یا بیڈ شیٹ پر تو آپ نے دیکھا ہوگا فوری طور پر اس کو ریمو (Remove) کرنے کے لیے کوئی چیز نمک پانی وغیرہ ڈالتی ہیں پوچھو تو کہتی ہیں داغ پک جائے گا تو پھر صاف نہیں ہوگا ہم اس لیے جلدی کرتے ہیں۔

میرے دوستو! ہم اپنے قلب پر گناہوں کا داغ لیے پھرتے ہیں کل توبہ کرلیں گے پرسوں توبہ کرلیں گے میرے دوستو! داغ پکتا چلا جاتا ہے اور پھر کوشش بھی کرتے ہیں تو اُترتا نہیں۔ اس لیے فرمایا وابک عَلٰی خَطِیْئَتِکَ اے میرے صحابی! اپنے

گناہوں پہ رویا کر۔ بڑے تو وہ تھے جو نیکیوں پر روتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آخری وقت

ہماری ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے۔ جب آپ کی وفات ہونے لگی پینسٹھ (۶۵) سال کی عمر تھی اٹھارہ (۱۸) سال کی عمر میں بیوہ ہوگئی تھیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچازاد بھائی ہیں۔ وہ خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ اماں بیٹھی رو رہی ہیں۔ بہت رو رہی ہیں پریشان ہوگئے۔ طبیعت بھی خراب تھی اور اتنا رونا۔ تو تسلی دی کہا کہ اماں! آپ کیوں گھبراتی ہیں؟ آپ تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی پیاری اہلیہ اور بیوی ہیں۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پیار سے کبھی آپ کو ''حمیرا'' فرماتے کبھی ''عُویشہ'' فرماتے یا ''عَوَیشہ'' اور آپ کے بستر پر قرآن اُترتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی براءت میں سورۃ نور کی اٹھارہ آیات نازل فرمائیں اور آپ کے حجرے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کو ہمیشہ کے لیے سلادیا اور وہ قیامت تک کے لیے انوارات کا مرکز بن گیا۔ تو آپ کیوں گھبراتی ہیں؟ تو روتے ہوئے فرمایا عبداللہ! جب میں یہ سوچتی ہوں کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے اپنے سامنے کھڑا کریں گے تو میں گھبرا جاتی ہوں کہ اپنے ربّ کو کیا جواب دوں گی۔

عاشق کا مقام

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر شیطان اللہ تعالیٰ کا عاشق ہوتا تو کبھی سوال نہ کرتا کہ یہ حکم کیوں دیا بلکہ وہ تو مرمٹتا۔ حکم کو دیکھنا کہ یار ہم کر بھی سکتے ہیں یا نہیں یہ خدا کے عاشقوں کا کام نہیں ہے یہ بیگانوں کا کام ہے بیگانہ ہمیشہ حکم دیکھتا ہے اور عاشق یہ دیکھتا ہے کہ حکم کس کا ہے۔ آپ کو معلوم ہے حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے نکلے قرآن مجید کہتا ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیوں دانہ کھایا؟

آدم علیہ السلام کا عشق

آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عاشق تھے تو شیطان نے کہا کہ عشق کے راستے سے ان کو مارتا ہوں شیطان نے کہا اے آدم! اگر تو یہ چاہتا ہے کہ ہمیشہ جنت میں رہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں رہے اور ہمیشہ تجلیاتِ الٰہیہ اور عرشِ الٰہی کا نظارہ کرتا رہے تو یہ دانہ کھالے اگر تو دانہ نہیں کھائے گا تو تجھے جنت سے نکلنا پڑے گا عاشق تو یہ چاہتا ہے کہ محبوب سے کبھی جدا نہ ہو۔ تو آدم علیہ السلام نے دانہ اس وجہ سے کھایا کہ میں خدا سے دور نہ ہوں۔

مفسرین نے یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ لکھی ہے حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر اُٹھا کر دیکھیں۔ سورۃ بقر کی تفسیر میں حضرت نے بڑی تفصیل سے اس کو لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خطاء نفسانیت کی بنیاد پر نہیں تھی۔ جیسے میں اور آپ کرتے ہیں۔ آدم علیہ السلام کی خطا اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کی بنیاد پر تھی۔ لیکن جب زمین پر آئے تو آ کر یہ نہیں کہا اے اللہ! تیری وجہ سے ہی تو میں نے یہ غلطی کی تھی بلکہ کہا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (سورۃ الاعراف آیت ۲۳) یا اللہ! ہم سے خطا ہو گئی ہمیں آپ معاف فرما دیجیے۔ معاف نہیں کریں گے تو ہم کہاں جائیں گے آپ کے در کے علاوہ تو کوئی در نہیں ہے۔ تو دیکھئے رَبَّنَا ظَلَمْنَا سے اس کو اپنی طرف نسبت کر رہے ہیں کیونکہ خدا کے عاشق تھے عاشق ہر خطا کو خواہ وہ محبوب کی وجہ سے کی جائے اپنی طرف منسوب کرتا ہے کہ غلطی میری تھی یہ ہے علامتِ عشق۔

میرے دوستو! میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ آدمی کسے کہتے ہیں۔ ہم سب آدمی کہلاتے ہیں آدمی کا مطلب ہے آدم والا جیسے لاہوری کا مطلب لاہور والا ہندوستانی کا مطلب ہندوستان والا لکھنوی

کا مطلب لکھنو والا گجراتی کا مطلب گجرات والا آدمی کا مطلب ہے آدم والا۔

یعنی اگر کوئی خطا ہو جائے تو آدم علیہ السلام کی طرح فوراً اپنے ربّ کے قدموں میں جا گرے۔ یہ اصل میں آدمی ہے اگر غلطی پر جما ہوا ہے گناہ پر گناہ کر رہا ہے یہ آدمی کہلانے کا مستحق ہی نہیں ہے جانور ہے۔ اگر آدمی ہوتا تو آدم علیہ السلام کے راستے پر ہوتا۔ ذرا خطا کرتا رو رو کے ربّ کو مناتا جب تک منا نہ لیتا خدا کے در کو نہ چھوڑتا ۔

آں کہ فرزندانِ خاصِ آدم اند
نفحۂ اِنَّا ظَلَمْنَا می دمند

جو آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں خطا کے بعد ان کا نفحہ (نعرہ) اِنَّا ظَلَمْنَا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی دوستی کی دو شرائط

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ولایت اور دوستی کی دعوت دی ہے کہ آؤ! میں تمہیں اپنا دوست بنانا چاہتا ہوں۔ ہمیں بھی ہمت ہوئی کہ یا اللہ! ہم کیسے دوست بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دو کام کرنے سے دوست بنو گے۔ دو کام کرو گے تو دو انعام دوں گا دو بشارتیں (خوشخبریاں) دوں گا۔ اللہ کا ولی اور دوست بننے کے لیے دو کام کرنے ہیں (۱) پہلی چیز اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نمبر ایک ایمان۔ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بغیر ہمارے استحقاق کے ایمان کی نعمت اور دولت عطا فرمائی۔ ہم میں سے کسی نے درخواست نہیں دی تھی عالم بالا میں کہ یا اللہ! ہمیں ایمان دینا ہمیں انسان بنانا ہمیں اُمتِ محمدیہ میں سے بنانا۔

(۲) دوسری چیز وکانوا یتقون وہ لوگ ہمیشہ تقویٰ سے رہتے ہیں اور گناہوں سے بچتے ہیں۔

میرے دوستو! اس اُمت میں ہونا بڑی نعمت ہے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا مَتٰی اَلْقٰی اَحْبَابِیْ میں اپنے پیاروں سے کب ملوں گا؟

صحابہ نے کہا اَلَسْنَا مِنْ اَحْبَابِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! اے اللہ کے نبی! ہم آپ کے پیارے نہیں ہیں۔

فرمایا اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ تم میرے اصحاب ہو انصاری ہو! تم میرے مددگار رہو۔ تمہارے ساتھ میرے سسرالی رشتے ہیں تم بہت کچھ ہو لیکن میرے پیارے کون ہیں۔ فرمایا جو تمہارے بعد آئیں گے قیامت تک ان کی تمنا ہوگی کہ جان چلی جائے مال چلا جائے بال بچے قربان ہوئیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو جائے۔ میرا عشق و محبت ان کے دل میں اتنا ہوگا کہ سب کچھ قربان کر کے میری زیارت کو ترجیح دیں گے۔ فرمایا کہ وہ میرے پیارے ہوں گے۔ مجھے ان سے ملاقات کا انتظار ہے۔ چنانچہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملاقات کی جگہ بھی بتائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت پر احسان

بخاری شریف کی حدیث ہے فرمایا کہ جس آدمی کے تین بچے فوت ہو جائیں جو بالغ نہیں ہوئے تھے وہ اس کے لیے آگے جا کر پہلے سے انتظام کرلیں گے۔ ”فَــــــرَطٌ“ کہا جاتا ہے عربی میں پہلے سے جو سارا کام مینٹین (Maintain) کر دے آپ کی ہوٹل کی بکنگ پہلے سے کوئی کرا دے کسی گیم پارک میں جا کر ہر چیز کی بکنگ ہو جائے اور آپ جائیں تو آپ کا بستر وغیرہ اور ساری سیر سپاٹے کی چیزیں تیار ہوں تو اسکو عربی زبان میں فرط کہیں گے۔ فرمایا جس کے تین بچے ہوں وہ اپنے ماں باپ کے لیے فرط ہیں جو آگے جا کر اس کے لیے جنت کی تیاری کریں گے۔

حدیث شریف میں آتا ہے قیامت کے دن اپنے ماں باپ کے لیے جتنے بچے ضد کریں گے اتنا کوئی ضد نہیں کر سکے گا۔ کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے دامن کو پکڑ لیں گے جب تک ماں باپ کے لیے جنت کا فیصلہ نہ کروالیں اللہ تعالیٰ کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **یَامُوَفَّقَةُ** یہ ان کا خطاب ہے یعنی ''توفیق دی ہوئی''یعنی تو فوراً ایسا سوال کر لیتی ہے کہ اُمت کے لیے راستہ کھل جاتا ہے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین (فوت شدہ اولاد) کا فرمادیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تو آخرت کے خزانے تھے آپ نے تین کی بات کر دی تو اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوراً پوچھا اگر کسی کے دو فوت ہو جائیں۔ فرمایا دو کے لیے بھی یہی بشارت ہے۔ کام بن گیا دو والوں کا۔ عرض کیا کہ اگر کسی کا ایک فوت ہو جائے فرمایا ایک کے لیے بھی یہی بشارت ہے۔ عرض کیا کہ کسی کا اگر کوئی بھی فوت نہ ہوا ہو تو اس کے لیے فرط کون ہوگا؟ فرمایا **انا فَرَطٌ اُمتی علَی الْحَوض** اے عائشہ! میں اپنی اُمت کے لیے حوضِ کوثر پر جا رہا ہوں کہ میں اپنی اُمت کو حوضِ کوثر پر ملوں گا میں پہلے سے تیاری کر کے رکھوں گا کہ میری اُمت آئے گی میرے ہاتھ سے جامِ کوثر پیئے گی ملاقات کی جگہ بھی بتادی تمنا بھی کر لی **مَتٰی اَلْقَا اَحْبَابِیْ**

معراج میں نمازوں کا تحفہ

میرے دوستو ایمان جیسی کتنی بڑی نعمت اللہ تعالیٰ نے بغیر ہمارے مانگے ہوئے ہمیں دیدی اور پھر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت میں ہمیں پیدا فرمایا جس میں سب کچھ مفت ہی ملتا ہے پنشن کھاتے ہیں ہم لوگ۔ پنشن سمجھتے ہو؟ کام نہ کرو اور تنخواہ لے لو تھوڑا سا کام کر لو پنشن لگ جائے گی۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر گئے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا پچاس نمازیں واپس آئے موسیٰ علیہ السلام نے کہا پچاس زیادہ ہیں۔ یہ عجیب بات ہے موسیٰ علیہ السلام سے اوپر ابراہیم علیہ السلام ہیں ساتویں آسمان پر چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام ہیں تو ابراہیم علیہ السلام کے پاس نہیں رُک رہے موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر رُک رہے ہیں اور وہ مشورہ دے رہے ہیں کہ زیادہ ہیں واپس جایئے تو واپس گئے کم ہوتے ہوتے آخر میں صرف پانچ رہ گئیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس کیوں نہیں رُکے اس میں ایک راز ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام وہ پیغمبر ہیں جنہوں نے زندگی میں اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کیا تھا **رَبِّ أَرِنِیۡ أَنۡظُرۡ إِلَیۡکَ** (سورۃ الاعراف آیت ۱۴۳) اے اللہ! میں اس دنیا میں آپ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں ان خاکی آنکھوں سے مٹی کی ان آنکھوں سے میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **لن ترانی** اے موسیٰ اس دنیا میں تو مجھے کبھی نہیں دیکھ سکتا۔ اگر تو سمجھتا ہے کہ تو دیکھ سکتا ہے تو میں اپنی تجلی کوہِ طور پر ڈالتا ہوں۔ اگر کوہِ طور سلامت رہا تو تو بھی مجھے دیکھ لے گا۔ چنانچہ کوہِ طور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تو چونکہ یہ مطالبہ موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا کہ میں آپ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کا جواب معراج کی رات دیا کہ میری زیارت تو نہیں کر سکتا لیکن جو میری زیارت کر کے آ رہا ہے تو اس کی زیارت کرے۔ ان نگاہوں کو دیکھ لے جن نگاہوں میں میری جلوے سمائے ہوئے ہیں۔

حاجی کا استقبال عجیب نکتہ

میرے دوستو! حاجی کا استقبال کرنا سنت کیوں قرار دیا ہے؟ نمازی کا استقبال سنت نہیں ہے کہ کوئی نماز پڑھ کر آئے تو استقبال کرو گلے ملو ثواب ملے گا کہیں نہیں لکھا روزے دار کا کوئی استقبال نہیں کوئی زکوٰۃ مدرسے میں جمع کرا کر آیا تو جی اس کو آپ پروٹوکول دیں اور ویلکم کہیں تو آپ کو ثواب ملے گا حاجی کے استقبال پر ثواب کیوں

ہے کیونکہ یہ میرے گھر کی زیارت کر کے آ رہا ہے تم اگر میرے گھر نہیں آ سکے تو جو میرے گھر سے ہوکر آیا ہے اس کی زیارت کرلو تو میں اس کو بھی اپنے کھاتے میں شمار کرلوں گا۔

پانچ نمازیں رہ گئیں آواز آئی **یامحمّد انّہ لایُبَدّل القولُ لدَیَّ.** ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ میرے ہاں بات تبدیل نہیں ہوتی۔ **ھی خمسٌ وھی خمسون** وہ پانچ ہیں تم پانچ پڑھو میں اپنے حساب میں پچاس لکھوں گا۔ نماز میں پانچ پڑھو گے میرے ہاں پچاس لکھی جائیں گی میں پچاس ہی کا ثواب لکھوں گا کہ ان بندوں نے پچاس پڑھی ہیں تو بتائیے بغیر کام کیے پنشن مل رہی ہے یا نہیں۔ پڑھ پانچ رہے ہیں اور پچاس لکھی جا رہی ہیں۔ کاؤنٹ (Count) پچاس ہو رہی ہیں۔ یہی حال حج عمرہ روزہ زکوٰۃ خیرات کا ہے کسی بھی عمل کو اُٹھالیں اس اُمت کو تو مفت میں ثواب مل رہا ہے۔ یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کا صدقہ ہے کہ کام تھوڑا کرو ثواب زیادہ پالو۔

اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا فضل

چنانچہ بخاری شریف میں حدیث ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن یہود و نصاریٰ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہم پر مقدمہ دائر کریں گے۔ یہودی کہیں گے اللہ! ہم نے محنتیں بہت کی ثواب تھوڑا ہے ہمارا ثواب ایک قیراط ہماری محنت فجر سے لے کر ظہر تک ہے۔ نصاریٰ کہیں گے ہماری محنت ظہر سے لے کر عصر تک ہمیں بھی صرف ایک قیراط ثواب؟ اور یہ ہمارے بعد آئے عصر سے مغرب تک کام کیا

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری اُمت کو عصر سے مغرب تک کا وقت ملا ہے تو یہود و نصاریٰ کہیں گے اللہ! ٹائم ان کا تھوڑا اور ثواب دو قیراط یعنی ان کا ڈبل

ثواب ہے۔ان کی نمازوں کا ثواب زیادہ ان کے روزوں کا ثواب زیادہ حج وعمرے کا ثواب زیادہ زکوٰۃ وخیرات کا ثواب زیادہ اور ہم نے کام اتنا کیا ہمارا ثواب کم ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بتاؤ! تمہارے پیغمبروں کے ذریعے سے ثواب کا جو وعدہ تھا وہ پورا ہوا یا نہیں۔ یہودی کہیں گے جی ہوا۔نصاریٰ کہیں گے جی ہوا۔فرمائیں گے پھر یہ میرا فضل ہے جس کو چاہے دے دوں میرا فضل کسی قانون کا پابند نہیں ہے۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم میرے دوست کیسے بنو گے۔نمبر ایک الَّذِیْنَ آمَنُوْا الحمدللہ! ہمیں ایمان حاصل ہے۔

تقویٰ کی حقیقت گناہوں سے بچنا

دوسری چیز وکانوا یتّقون وہ لوگ جو میرے ولی اور میرے دوست بنتے ہیں ہمیشہ تقویٰ کے ساتھ رہتے ہیں گناہوں سے بچتے ہیں ایمان کے ساتھ جو ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے گناہوں سے بچتا ہے۔

''وَذَرُوا ظَاهِرَ الإِثْمِ وَبَاطِنَهُ'' (سورۃ الانعام آیت ۱۲۰)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے گناہ چھوڑ دو۔

سب سے پہلے ظاہری گناہ ہے کہ دیکھنے والے کہیں یہ گناہ کر رہا ہے اُس گناہ کو چھوڑ دو۔اس کے بعد باطنی گناہ جو تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے جو تم چھپ چھپ کر کرتے ہو جس کو کوئی مخلوق نہیں دیکھ سکتی۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان گناہوں کو بھی چھوڑ دو اور ان گناہوں کو بھی چھوڑ دو کہ جو مخلوقات دیکھتی ہے کہ تم گناہ کر رہے ہو۔

جب تک ان گناہوں کو نہیں چھوڑو گے تو میری دوستی نہیں مل سکتی۔ایمان کے بعد میری دوستی کے لیے تقویٰ شرط ہے۔ وکانوا یتّقون فعل مضارع ہے یعنی ہمیشہ تقویٰ سے رہتے ہیں۔ یہ نہیں ایک دن یا دو دن۔بعض لوگ چند دن کے لیے تو بالکل بایزید بسطامی بن جاتے ہیں۔ بہت نیک اور کوئی گناہ نہیں اور پھر کچھ دن کے بعد

دوبارہ شیطان سوار ہوجاتا ہے۔

یادرکھو! ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قیمت نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کو چکر نہیں دے سکتے۔ جیسے بعض بیٹے ہوتے ہیں۔ باپ سے مال نکالنا ہوتو باپ کے آگے پیچھے پھرتے رہتے ہیں اور جونہی مال ہاتھ میں آیا تو سال بھر نظر بھی نہیں آتا تو ایسا آؤٹ ہوجاتا ہے کہ باپ یاد کرتا رہ جاتا ہے۔ جس طرح ابا کہتا ہے کہ یہ لڑکا بڑا افراڈیا ہے تو ربّا بھی کہتا ہے یہ بڑا فراڈیا ہے کہ کوئی کام پڑجائے۔ جیسیا متحان (Exam) ہورہے ہیں تو پانچ ٹائم نمازیں پڑھ رہا ہے اور بڑا نیک ہوگیا کوئی مشکل آ گئی تو بڑا نیک ہوگیا۔ جونہی مشکل ختم ہوئی تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر چلا گیا۔

فرمایا ایسے لوگوں کو ہم دوست نہیں بناتے۔

وکانوا یتّقون کہ مرتے دم تک موت تک گناہوں سے بچنے کے لیے ہمت استعمال کرتے رہتے ہیں۔ گناہوں سے بچنے کے لیے مجاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ نفس و شیطان کا مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا ان لوگوں کے سروں پر ہم اپنی دوستی کا تاج سجاتے ہیں۔

گناہ صغیرہ اور کبیرہ کی مثال

ایمان کے بعد تقویٰ ضروری ہے کہ گناہوں سے بچیں۔ صغیر کبیرہ نہ دیکھو۔ صغیرہ کبیرہ کی بڑی پیاری مثال حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دی کہ آج کل لوگ پوچھتے ہیں یہ کبیرہ گناہ تو نہیں تو فرمایا کہ صغیر گناہ چھوٹا سانپ لٹل اسنیک (Little snake) اور کبیرہ گناہ بڑا سانپ بگ اسنیک (Big snake) ہے کوئی تیار ہے کہ لٹل اسنیک سے ڈسوالے؟ کوئی تیار ہے اس کے لیے کہ چھوٹا سانپ مجھے ڈس لے یا چھوٹا بچھو مجھے ڈس لے کوئی بھی تیار نہیں۔ حضرت نے فرمایا قبر میں جائے گا چھوڑا گناہ چھوٹا بچھواور سانپ بن کر آئے گا بڑا گناہ بڑا بچھواور سانپ

بن کرڈسے گا۔ یہ شیطان چکر چلاتا ہے کہ یہ صغیر گناہ ہی تو ہے۔ کسی سے پوچھ لیا پھر صغیرہ گناہ زندگی بھر کرتے چلے جارہے ہیں۔

یادرکھو! **لا صغیرۃ مع الاصرار** جو آدمی ہر وقت ایک صغیر گناہ کرتا رہتا ہے تو وہ صغیرہ پھر صغیرہ نہیں رہتا (مسلسل اصرار کی نحوست سے) وہ کبیرہ ہو جاتا ہے کیونکہ کنکریاں جمع ہوتے ہوتے پہاڑ بن جاتا ہے۔

اور **لا کبیرۃ مع الاستغفار** اگر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ کبیرہ گناہ فوراً معاف کر دیتے ہیں لیکن صغیرہ میں یہ ہوتا ہے کہ نماز روزے کی پابندی سے بھی صغیرہ معاف ہوتے رہتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان صغیرہ کرتا رہے۔

توبہ کا مرہم ایمرجنسی کے لیے

ہمارے شیخ بڑی پیاری مثال دیتے ہیں۔ فرمایا توبہ کی مثال تو ایسی ہے جیسے گھر میں کوئی آئنمنٹ ہوتی ہے کہ کہیں جل جائے تو مرہم لگا لو۔ اب آپ کہیں کہ چلو میں اپنے ہاتھ کو جلاتا ہوں کیونکہ آئنمنٹ تو موجود ہے وہ لگالوں گا تو کیا ایسا کوئی کرے گا؟ سب کہیں گے یہ تو ایمرجنسی کے لیے ہے۔ خدانخواستہ ہاتھ جل جائے تو ایسے موقع کے لیے آئنمنٹ ہے یہ نہیں کہ آئنمنٹ کی کارکردگی جانچنے کے لیے ہاتھ جلاتا پھرے۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے جو توبہ واستغفار کا مرہم اور آئنمنٹ دیا ہے وہ اس لیے دیا ہے کہ اگر خدانخواستہ بشری تقاضے سے نفسانی تقاضوں سے مغلوب ہو کر تجھ سے گناہ ہو جائے تو توبہ کا آئنمنٹ لگا لینا ہم تیرے گناہوں کو معاف کر دیں گے لیکن توبہ کے بھروسے پر گناہ کرنا یہ پرلے درجے کی نالائقی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی کبھی آگ پر اپنا ہاتھ لے جاتے۔ فرماتے کہ میں اپنے نفس کو سبق دیتا ہوں کہ عمر! جب تو دنیا کی اس آگ کو (جس کو ستر دفع پانی

میں بجھا کر دنیا میں ہمیں فائدے کے لیے دی گئی) برداشت نہیں کرسکتا اور صبر نہیں کرسکتا تو جہنم کی آگ پر تو کیسے صبر کرے گا۔ یہ بڑوں کا عمل تھا آج تو آدمی گناہ کرتا ہے سوچتا بھی نہیں کہ میں گناہ کررہا ہوں۔ سوچتا بھی نہیں بریک بھی نہیں لگاتا۔ بغیر بریک کے چلتا چلا جارہا ہے۔ جیسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔ کوئی پکڑنے والا نہیں۔

گناہ پر سزا

یاد رکھو! آدمی جس وقت گناہ کرتا ہے اُسی وقت اس کی سزا مقرر ہو جاتی ہے۔ ابھی گناہ کیا سزا مقرر ہوگئی کہ سال کے بعد سزا دیں گے یا دو سال کے بعد سزا دیں گے اگر توبہ نہیں کی تو وہ سزا نازل ہوتی ہے کچھ وقت بعد پھر کہتا ہے میں نے کون سا جرم کیا ہے جو میرے اوپر اللہ تعالیٰ نے یہ عذاب نازل کیا ہے۔ وہ بھول جاتا ہے کہ پیچھے کوئی گناہ کیا تھا۔

اس کی مثال میں دیتا ہوں جس سے بات واضح ہو جائے گی جب شیر کا شکار کرنا ہوتا ہے تو شکاری اوپر بیٹھ جاتا ہے اور آگے بکرا باندھ دیتا ہے تو شیر بکرے کی آواز سن کر آتا ہے۔ بڑا خوش ہے مجھے کوئی بھی پوچھنے والا نہیں ہے اور اس کو پتہ نہیں ہوتا کہ اوپر شکاری بندوق لے کر اپنی رینج (Range) کا انتظار کررہا ہے کہ جب رینج میں آئے گا تو مارے گا۔

یاد رکھو! جب بندہ گناہوں میں آگے بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ایک رینج مقرر کر لیتے ہیں کہ جب فلاں وقت آئے گا تب میں اس کو پکڑوں گا اور اس وقت پکڑتے ہیں جب وہ سزا اس کو سو گناہ زیادہ محسوس ہو۔ ایسے حالات میں پکڑیں گے کہ جب اس کو احساس بہت زیادہ ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ فرق نیک اور بد کا ہوگا کہ جو پیارے ہوں گے ان کے لیے

وقت جلدی گزر جائے گا اور جن کو سزا دی جائے گی ان کو وہ پچاس ہزار سال کا معلوم ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے لیے سزا کا احساس بڑھا دیتے ہیں۔

50 نمبر کی کوشش

الـذیـن اٰمَنُو و کانوا یتّقون جولوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں تقویٰ کے ساتھ رہتے ہیں گناہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کو ہر وقت راضی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے اعمال کرتے ہیں فرمایا یہ ہماری ولی ہیں۔

دیکھئے میرے دوستو! پچاس نمبر تو ہمارے پاس ہیں یعنی ایمان ہے۔اب پچاس نمبر چاہیے سو فیصد فرسٹ ڈویژن ہونا چاہیے تو کیا کریں گناہ چھوڑ دیں تقویٰ اختیار کریں۔آج ہی سے عزم کرلیں گناہ نہیں کریں گے۔آنکھ کا گناہ زبان کا گناہ کان کا گناہ ہاتھ پاؤں کے گناہ اور دل میں بھی گناہوں کے خیالات نہیں آنے دیں گے۔ دیکھو! ایک ہوتا ہے دل میں گناہ کا وسوسہ آنا اور ایک ہوتا ہے دل میں گناہ پکانا۔دل میں گناہ پکا رہے ہیں دل میں گناہ کے خیالات لاکر مزہ لے رہے ہیں۔فرمایا ایسا دل زنا کرتا ہے۔فرمایا آنکھ زنا کرتی ہے اور اس کا زنا غلط دیکھنا ہے۔کان زنا کرتے ہیں اس کا زنا غلط سننا ہے۔زبان زنا کرتی ہے اس کا زنا غلط بولنا ہے۔ہاتھ پاؤں زنا کرتے ہیں اور دل بھی زنا کرتا ہے۔**القلب یتمنّٰی ویشتھی** دل بھی تمنا اور اشتہاء کرتا ہے۔**والـفـرجُ یُـصَـدِّقُـهٗ وَیُکَذِّبُـهٗ** شرمگاہ کی باری تو بالکل آخری میں آتی ہے۔وہ ان مراحل کی تصدیق کرتا ہے یا تکذیب۔

تقویٰ کتنا ہونا چاہیے؟

تقویٰ کتنا ہونا چاہیے؟ ہمارے شیخ فرماتے ہیں تقویٰ ایسا ہونا چاہیے کہ ذرا سی بھی بے قاعدگی ہوجائے تو دل کی سوئی ہلنے لگ جائے۔جس طرح سنار ہوتا ہے

(گولڈ اسمتھ) وہ جب سونے کو تولتا ہے تو سانس بھی نہیں لیتا کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ میں سانس لوں گا تو ترازو میں رتّی تولے کا فرق پڑ جائے گا وہ سانس بھی نہیں لیتا اس کا ترازو اتنا حساس ہوتا ہے۔ دوسری طرف وہ ترازو ہوتا ہے جہاں پر وے برج (Weigh bridge) ہوتا ہے وہاں بڑے بڑے ٹرک تلتے ہیں وہاں پر آپ اپنے جوتے رکھ دیں کپڑا جوتا چشمہ رکھ دیں تولنے کے لیے تو اس کو فرق نہیں پڑے گا۔ پاکستان میں ہمارے ایک دوست نے وے برج بنایا تو میں نے کہا کہ ہمارے جوتے کا وزن کرو۔ کہنے لگے مولانا صاحب پانچ چھ کلو دس کلو کا پتہ بھی نہیں چلتا کیونکہ یہاں پر بڑی بڑی چیزیں تولی جاتی ہیں۔

میرے شیخ فرماتے ہیں کہ آج ہم نے بھی یہ سمجھ لیا کہ ہم متقی ہیں نہ چوری کرتے ہیں نہ ڈاکہ ڈالتے ہیں پانچ دس بڑے بڑے گناہ گنواتے ہیں کہ یہ تو ہم کرتے ہی نہیں ہم تو متقی ہوئے۔ اب اللہ تعالیٰ کو چاہیے کہ ہمیں اپنا ولی بنادے۔ تو یہ ہم نے ٹرک تولنے والا وے برج سمجھا ہوا ہے اپنے دل کو۔ لیکن اگر حقیقی تقویٰ آجائے تو ذرا سی بھی بے قاعدگی دل کے اندر آئے گی ذرا سی بھی خدا کی نافرمانی ہوگی دل پریشان ہوجائے گا رورو کر اپنے رب کو منائے گا بلکہ نیکی بھی کرے گا تو خدا کے سامنے روئے گا۔ اے اللہ! ہماری نیکی کس کام کی بس تو ہمیں معاف کردے۔

خدا کی دوستی اور ولایت کے لیے ایسا تقویٰ چاہیے۔ آج کتنے لوگ کہتے نظر آتے ہیں کہ ہم کوئی گناہ نہیں کرتے۔ نہیں میرے دوستو! تقویٰ کا معاملہ بڑا باریک ہے تقویٰ والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم اس کو ولایت اور دوستی دیں گے۔

اللہ کی دوستی کا انعام

جب دوستی مل جائے گی لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْن (سورۃ البقرہ آیت ۶۲) نہ پھر کوئی خوف ہوگا نہ غم۔ آپ کہیں گے خوف اور غم تو سب پر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ولی کے دل کو غم پروف کر دیتے ہیں جس طرح واٹر پروف گھڑی ہوتی ہے وہ پانی میں گر تو سکتی ہے لیکن پانی اندر نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کے دل کو غم پروف کر دیتے ہیں غم تو آتا ہے مجھے اور آپ کو بھی نظر آتا ہے کہ اس پر غم آ رہا ہے لیکن وہ غم اس کے دل کے اندر نہیں گھسے گا باہر ہی باہر رہے گا اور دل میں خدا کی محبت رہے گی۔ وہ اپنے مولیٰ کے در کو کبھی اس غم کی وجہ سے نہیں چھوڑے گا۔ ورنہ لوگوں پر غم آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ جاتے ہیں۔ پہلے نمازیں پڑھتے تھے اب چھوڑ گئے نماز روزے کا فائدہ کیا ہے نعوذ باللہ۔ ہم نے نمازیں شروع کی ہماری تو روٹی ہی نہیں کھلی بے وقوف سمجھا ہی نہیں کہ مقصد یہ تھوڑی ہے کہ روٹی کے لیے نماز پڑھ بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھ پھر روٹی بھی کھل جائے گی۔

ایک لطیفہ

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء کے قلوب کو اللہ تعالیٰ غم پروف کر دیتے ہیں۔ اپنے پیاروں کو جو تقویٰ پر آجاتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ اپنی دوستی اور اپنی نسبت عطا فرما دیتے ہیں ان کو صرف یہی نہیں کہ آخرت میں کوئی غم نہیں ہوگا آخرت میں تو اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو کیا غم ہوگا وہاں تو مزے ہی مزے ہیں۔ یہ دنیا کے بارے میں بھی فرمایا کہ **لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ** کہ کوئی خوف اور کوئی غم ان کو نہیں ہوگا خوف کے نقشے ہوں گے غم کے نقشے ہوں گے لیکن ان کا دل متاثر نہیں ہوگا ان کے دل کو ہم غم پروف کر دیں گے۔ **لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَة** ان کے لیے دنیا میں بھی بشارتیں اور آخرت میں بھی بشارتیں ہیں۔ اس کا دل ان کو محسوس کرے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت کے پیغام اس کے دل کو آئیں گے۔

ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے

معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

اللہ تعالیٰ ایک خاص قسم کا ربط (رابطہ) اس بندے کے دل سے فرما لیتے ہیں۔

تائبؔ صاحب کا شعر یاد آیا ؎

محسوس تو ہوتے ہیں دکھائی نہیں دیتے
اُس چومنے والے کے ہیں لب اور طرح کے

ماں پیار کرتی نظر آتی ہے کہ اپنے بیٹے کے گال پر پیار کر رہی ہے رب پیار کرتا ہے تو اس پیارے کے دل پر پیار کرتا ہے تا کہ مخلوق میں کسی کو پتہ نہ چلے کہ میں اپنے اس پیارے کے دل پر اپنے پیار کی کیسی برساتیں برسا رہا ہوں۔اس پیار کا دل محسوس کرتا ہے۔

ہم تم ہی بس آ گاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے
تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے

دل میں آواز آتی ہے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آواز آتی رہتی ہے اشرف علی یہ کام کر اشرف علی یہ کام نہ کر۔میرا اللہ مجھے صدائیں دیتا رہتا ہے اور خود حضرت نے واقعہ لکھا ہے کہ میں بیان القرآن لکھ رہا تھا میرے گھر والے اپنے میکے گئے ہوئے تھے (میکے یعنی مائی کے یہاں) جاتے ہوئے کہا کہ مرغیوں کا ڈربہ کھول دینا اور ان کو دانہ پانی ڈال دینا۔فرمایا کہ میں بھول گیا کیونکہ حضرت فجر کے وقت اپنے گھر سے خانقاہ چلے جاتے تھے۔فرماتے ہیں جب بیان القرآن لکھنے بیٹھا تو کوئی مضمون نہیں آ رہا تھا۔بہت پریشان ہوا سوچتا رہا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں مجھ سے کون سی نالائقی ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے علم کا دروازہ مجھ پر بند

کردیا۔سوچتے سوچتے مجھے یاد آیا اوہو! مرغیاں ڈربے میں بند ہیں دانہ پانی ان کو نہیں دیا میری بیوی مجھے کہہ گئی تھیں۔جلدی سے اُٹھے واپس گئے دروازہ کھولا مرغیوں کو دانہ ڈالا پانی پلایا واپس آ کر بیٹھے۔فرمایا فوراً علم کے دروازے کھل گئے میں تفسیر لکھنے لگا۔

اولیاءاللہ مخلوق پر مہربان

خالق سے جب کسی کو پیار ہو جاتا ہے تو تب مخلوق سے بےغرض پیار کرتا ہے۔ ورنہ مخلوق سے یہ پیار غرض کی بنیاد پر ہوگا جب خالق سے پیار ہو جاتا ہے اس کو مخلوق سے بھی پیار ہوتا ہے۔جس کو ابا سے زیادہ پیار ہوگا اس کو بھائی سے بھی زیادہ پیار ہوگا کیونکہ وہ ابا کی نشانی ہے۔اگر ربّا سے پیار ہوگا تو اس کی مخلوق سے بھی پیار ہوگا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو پانے کے لیے بادشاہت چھوڑ دی۔یاد رکھو! خدا کی دوستی وہ قیمتی چیز ہے بادشاہوں نے بادشاہت چھوڑ دی لیکن اللہ تعالیٰ کی دوستی کو حاصل کیا بادشاہت کی کوئی حیثیت نہیں ہے یہ تو ختم ہونے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ولایت دنیا کی بھی بادشاہت ہے اور آخرت کی بھی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ جارہے تھے تو ایک نوجوان شراب پی کر بے ہوش پڑا ہوا تھا حضرت نے دیکھا اوہو! میرے ربّا کا بندہ ہے۔ میرے اللہ کا بندہ کس حال میں ہے پانی لے کر آئے منہ پر چھینٹیں ماریں منہ صاف کیا کپڑے وغیرہ صاف کیے ہوش آیا۔دیکھا کہ نہایت نورانی شکل اور وہ شخص میری اس گندگی کو دھو رہا ہے۔چیخ ماری قدموں پر گر گیا معاف کر دیجیے بہت غلطی اور نالائقی ہوگئی آج سے میں توبہ کرتا ہوں کہ میں کبھی ایسی نالائقی نہیں کروں گا اور کہا آپ نے کیوں ایسا کیا۔فرمایا کہ بھئی میں تو تجھے نہیں جانتا لیکن تو میرے ربّا کا بندہ ہے مجھے اس لیے تجھ پر پیار آ گیا۔

کہتے ہیں کچھ دن گزرے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اُس نوجوان کا پتہ کیا تو کشف ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس نوجوان کو اپنے زمانے کے ولیوں کا سردار بنادیا اتنی اونچی پوسٹ ولیوں کا سردار۔ایسی کیفیات ایسا تعلق ایسی محبت ایسی معرفت اس کو دے دی تو حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بڑے حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا کی اے اللہ! ہم سے تو آپ نے اتنی محنتیں کرائیں ہم سے بادشاہت تک چھوڑوائی دس سال نیشاپور کے جنگل میں عبادت کروائی اور پھر اب تک تجھے منا رہے ہیں اور یہ نوجوان کل تک شراب پیتا تھا اور آج تو نے اتنی بڑی ولایت اور دوستی دے دی تو ہاتفِ غیبی سے آواز آئی ابراہیم! تیری وجہ سے کیا ہے تو نے اس کا منہ دھویا تھا میری وجہ سے میں نے اس کا دل دھودیا تیری وجہ سے۔یہ تیری وجہ سے کیا کیونکہ ہمیں تجھ سے پیار ہے تجھے ہم سے پیار ہے جب تو نے اس کے منہ کو دھویا تو ہمیں بھی پیار آ گیا کہ تو منہ دھو رہا ہے دل دھونا تو تیرے بس میں نہیں ہے وہ ہم دھو دیتے ہیں کیونکہ دل دھونا تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔

اسی لیے تو وضو کے بعد دعا تلقین فرمائی **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْن** اے اللہ! دل کو دھو دے۔توبہ کیا ہے کہ دل دھل جائے۔پانی تھا ہم نے وضو کرلیا یہ ہم نے کرلیا اب دل دھونا تیرے بس میں ہے ہم تیری دربار میں یہ فریاد کرتے ہیں **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَجْعَلْنِیْ مِنَ الْمتَطَھِّرِیْن** اے اللہ! ہمیں توبہ کرنے والا بنادے ہمارے دلوں کو بھی دھو دے ہماری روح کو بھی دھو دے اور ہمیں ایسی پاکیزگی دے دے ظاہر و باطن کو پاک کردیجیے ایسی پاکیزگی کہ ہمارا ظاہر بھی پاک ہو جائے باطن بھی پاک ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے لیے بشارتیں

تو فرمایا کہ **لَھُمُ الْبُشْرٰی** دنیا کی زندگی میں ہم بشارتیں دیتے ہیں ان کا دل

محسوس کرتا ہے۔ کیا بشارتیں آرہی ہیں؟ یہ ڈاک دل میں آتی ہے۔ یہ پوسٹ بکس میں نہیں جاتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ڈاک اس بکس میں آتی ہے اُس کے پیارے محسوس کرتے ہیں کہ یہاں کیا آرہا ہے اور آخرت میں بشارتیں مرنے سے پہلے بشارتیں فرشتے سوال کررہے ہیں مَن ربّک اور رحمت کے فرشتے بھی ساتھ کھڑے ہیں کہ گھبرانا نہیں یہ ٹھپّہ تو لگانا ہے ویزے پہ ٹھپّہ لگتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ اُدھر تشریف رکھیں ٹھپّہ لگ رہا ہے اس لیے کہ کارروائی ضروری ہے من ربّک کی کارروائی ضروری ہے۔ قرآن کہتا ہے فکر کی ضرورت نہیں ہے تمہارے لیے تو بشارتیں ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی روح کو عرش پر بلا کر ملاقات کر لیتے ہیں مرتے ہی خوشیاں ہیں جو وہاں سے پھر کر آئے گا بتاؤ جو باشاہ سے مل کر آئے اُس کے انٹرویو کے لیے کوئی چھوٹا سا سپاہی آجائے تو وہ گھبرائے گا؟ فرمایا ان کی روحوں کو نکلتے ہی فرشتے اوپر لے جاتے ہیں۔ پہلے اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوتی ہے پھر اس کے بعد اس کو نہلایا جاتا ہے کفنایا جاتا ہے دفنایا جاتا ہے۔ سوال جواب ہوتے ہیں۔ **لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا** (سورۃ یونس آیت ۶۴) دنیا کی زندگی میں بھی بشارتیں مرنے سے پہلے بھی بشارت **وفی الآخرۃ** قبر میں حشر میں بشارتیں ہی بشارتیں!!!

قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آؤ ہمارے عرش کے نیچے آجاؤ۔ آجاؤ آجاؤ! عرش کے نیچے مزے کرو تم۔ تم تو ہمارے پیارے ہو ہمارے عاشق ہو میرے شیخ بڑی پیاری بات فرماتے ہیں کہ ہماری نمازوں میں عیب نکل سکتا ہے کہ دیکھو تمہاری نمازوں میں خامی ہے ریاکاری ہے روزوں میں زکوٰۃ و خیرات میں حج میں عیب نکل سکتا ہے لیکن یہ دل جب خدا پر فدا ہوگا محبت میں کبھی عیب نہیں نکلا کرتا سو

فیصد قبول ہے۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتادیا کہ ہم ولی کیسے بن سکتے ہیں۔ دو چیزیں اختیار کرلیں ایمان اور تقویٰ۔ اور یادرکھو! ایمان بھی اس کا ہی بچتا ہے جس میں تقویٰ ہوتا ہے۔ اگر گناہ میں لگا رہے تو پھر شیطان اس کے ایمان پر حملہ کرتا ہے کیونکہ شیطان کا کام ہی یہ ہے پہلے گناہ پر لگائے گا پھر گناہ سے ایمان چھوڑنے پر لائے گا۔ پھر ایمان پر وسوسے ڈالتا ہے اور ایمان کو خراب کرتا ہے۔

جو گناہ سے بچنے کے لیے محنت کرتا ہے اس کی میں ایک مثال دیتا ہوں۔ آپ بتایئے لڑائی کہاں ہوتی بارڈر پر یا کیپٹل (Capital) پر ہوتی ہے۔ جنگ ہمیشہ بارڈر پر ہوتی ہے کیپٹل میں لڑائی شروع ہوجائے اور دُشمن کیپٹل میں آجائے تو سب ختم ہوجائے گا تباہ ہوجائے گا۔ میرے دوستو! اس جسم میں ایک کیپٹل ہے جو دل ہے اس میں ایمان رکھا ہے اور گناہ ہوتا ہے اعضاء سے۔ فرمایا تقویٰ اختیار کرلو تا کہ تمہارا کیپٹل محفوظ رہے اگر تم گناہ کرتے رہے تو پھر شیطان کیپٹل پر حملہ کرے گا اور ایمان جیسی قیمتی چیز وہ نکال کرلے جائے گا۔ مرے گا لیکن ایمان نہیں ہوگا۔

کتنے لوگ جو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن ہوں گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کافروں کے صف میں میں کھڑا کردے گا۔ دوستو! انگلینڈ میں یہ واقعہ ہوا۔ میرے ایک دوست نے بتایا کہ ان کے کزن کا واقعہ ہے۔ عیش کی زندگی بسر کررہا تھا دوسرے شہر میں جا کر مرگیا عیسائی سمجھ کر دفن کردیا گیا۔ کوئی علامت نہیں تھی اس بات کی کہ یہ صاحب ایمان تھا وہ تو جب دفن کردیا گیا پھر جب سامان کی تلاشی لی گئی تو ایک ٹیلیفون نمبر نکلا۔ جب ٹیلیفون کیا تو وہ کسی مسلمان کے گھر میں لگا۔ پوچھا گیا اس طرح کا کوئی آدمی تھا یہاں کہا ہاں یہ ہمارا مسلمان تھا۔ سب قوم دوڑی اور عیسائیوں کے قبرستان سے اس کو نکالا اور جنازہ پڑھا کر مسلمانوں کے ہاں دفن کیا لیکن عبرت کا

نشان بن گیا کہ جب تقویٰ نہیں ہے تو پھر انسان کا ایمان بھی نہیں بچتا۔ نہ دنیا والے سمجھتے ہیں نہ کوئی اور کہ اس میں ایمان بھی تھا۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے جب خود کہا کہ ہم تمہیں اپنا دوست بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں ہمت کرنی چاہیے آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی دوستی کو حاصل کریں اور خدا کی دوستی ہمت سے حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی دوستی اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے دوستی کرو اور ہمت اختیار کرو۔ گناہ سے بچنے میں جان کی بازی لگا دو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ واستغفار کرو۔ ہر وقت روتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے مانگو بھی۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیں اپنی دوستی عطا فرما جب انسان مانگتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو عطا فرما دیتے ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

اللّٰھم لک الحمد کما انت اھله وصل علٰی محمدٍ کما انت اھله وافعل بنا عماانت اھله فانک انت اھل التقوی واھل المغفرہ ربّنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین. اللّٰھم انا نسئلک الھدٰی والتقی والعفاف والغنٰی. اللّٰھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ.

یااللہ! ہمارے صغیرہ کبیرہ تمام گناہوں کو معاف فرما۔ یااللہ! ہمارے ایمان کو کامل فرما۔ یااللہ! تقویٰ کی دوسلت نصیب فرما اپنی نسبتِ خاصہ نصیب فرما ہم میں سے کسی کو بھی ہمارے گھر والوں کو بال بچوں کو ہمارے دوستوں کو ان کے گھر والوں کو بال بچوں کو کسی کو بھی اپنی نسبتِ خاص سے اور اپنی دوستی سے اور ولایت سے محروم نہ فرما۔ تمام مسلمانوں کو اپنی دوستی اور ولایت نصیب فرما۔ کافروں کو بھی ایمان کی دولت نصیب فرما۔ یااللہ! تقویٰ کی دولت نصیب فرما۔ یااللہ! اللہ والوں کا اور متقی لوگوں کا

اور آپ کے عاشقوں کا ساتھ دوستی اور صحبت نصیب فرما۔ یااللہ! ہماری بھی ہمارے آل واولاد کی ہم سب کی حفاظت فرما۔ ہماری جان و مال عزت و آبرو ایمان عقائد احوال سب کی حفاظت فرما۔ یااللہ! ہمارے مرحومین مرحومات کی مغفرت فرما۔ یااللہ! ہمارے مشائخ اساتذہ والدین کی مغفرت فرما۔ یااللہ! ہمارے عزیز و اقارب کی مغفرت فرما۔ یااللہ! تمام بیماروں کو شفا نصیب فرما۔ یااللہ! جو دُکھ درد میں ہیں ان کے دُکھ درد کو دور فرما مصیبت میں مبتلا ہیں مصیبتوں کو دور فرما۔ مشکلات میں ہیں مشکلات کو حل فرما یااللہ! ہم سب کی حاجات کو تو پورا فرما ہماری سب سے بڑی حاجت تیری دوستی ہے ہم سب کو بلا استحقاق اپنی دوستی نصیب فرما۔ یااللہ! مجھے بھی میرے دوستوں کو بھی ان باتوں پر بزرگوں کے ان ارشادات پر یااللہ! عمل کی توفیق عطا فرما۔ یااللہ! تقویٰ کی دولت نصیب فرما اپنی ولایت اور دوستی نصیب فرما۔ یااللہ! اس ملک کے تمام مسلمانوں کی حفاظت فرما۔ یااللہ! جو ایمان سے دور ہیں سب کو تو ایمان کی توفیق نصیب فرما جو عمل سے دور ہیں ان کو تو عمل کی دولت نصیب فرما۔ یااللہ! اُمتِ مسلمہ کے حال پر رحم فرما۔ یااللہ! تمام مشائخ اور بزرگانِ دین کی عمریں دراز فرما ان کے فیوض و برکات سے لحہ لحہ مستفید فرما۔ یااللہ! ان دوستوں کی ملاقات کو قبول فرما۔

وَصَلَّی اللّٰہَ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاصحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡن.

عشاء کی نماز کے بعد یعقوب نعمانی صاحب کے گھر آ کر رات کا کھانا کھایا اور آرام کیا۔

25 مارچ بروز جمعرات 2010ء

لوساکا (Losaka) واپسی

فجر کی نماز جامع مسجد میں ادا کی اور فوراً یعقوب نعمانی صاحب کے گھر واپس

آ گئے جہاں ہلکا پھلکا ناشتہ کیا اتنی دیر میں حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب دامت برکاتہم حضرت شیخ کی ملاقات کے لیے یعقوب نعمانی صاحب کے گھر تشریف لائے میزبان اور دیگر احباب بہت خوش بھی ہوئے اور حیران بھی۔انہوں نے حضرت شیخ سے مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کیا اور شہید ملت حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ کے بارے میں دیر تک تذکرہ ہوتا رہا پھر حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم تشریف لے گئے ان کے جانے کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اتنی بڑی علمی روحانی شخصیت حضرت شیخ کے خلیفہ خود تشریف لاکر ہم اصفار کی دلداری فرمائی پھر فرمایا کہ آخرت کی منازل بھی محض فضل الٰہی سے ہی پار ہوگی ہمارے پاس تو کوئی ایسا عمل نہیں ہے۔ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں ؎

کام بنتا ہے فضل سے اخترؔ
فضل کا آسرا لگائے ہیں

سنڈا روانگی

لوساکا (Losaka) کے راستے میں ایک چھوٹی سی جگہ سنڈا ہے جہاں چند گھر مسلمانوں کے ہیں لیکن ان کا بڑا کاروبار ہے وہاں سے نذیر بھائی نے ناشتہ کی دعوت دی تھی تقریباً ساڑھے نو بجے سنڈا کے لیے روانہ ہوئے جناب حاجی اسماعیل صاحب اپنے دونوں صاحبزادوں کے ہمراہ حضرت شیخ کو الوداع کرنے کے لیے تشریف لائے تھے ۔تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ کے بعد سنڈا پہنچے رفیق سفر مولانا اقبال صاحب اپنے والدین کے ساتھ **1968**ء میں سنڈا میں رہتے تھے مولانا نے سب سے پہلے اپنا پرانا گھر مدرسہ اور سکول دکھایا جہاں ان کا بچپن اور لڑکپن گزارا تھا یہاں پر کٹھل کے درخت بہت تھے مولانا کے پرانے گھر میں جو کالوں کی فیملی ٹھہری ہوئی تھی انہوں نے کافی سارے کٹھل کے پھل اتار کر مولانا کو تحفے کے طور پر دیے اس کے بعد

نذیر بھائی کے گھر تشریف لے گئے اوران کا گھر ماشاءاللہ پورا محل تھا اور اتنا وسیع تھا کہ اس میں ڈیزن کا پول بنا ہوا تھا اور مہمانوں کے لیے خالص افریقی طرز کی جھونپڑیاں بنائی گئی تھی جس میں بیٹھ کر گپ شپ لگائی جاتی اور مہمانی کی جاتی تھی انہوں نے بہت پرتکلف ناشتہ سے اکرام کیا اوراس کے بعد حضرت شیخ سے کچھ نصیحت کی درخواست کی جس پر حضرت شیخ نے دس پندرہ منٹ اللہ کی محبت پر گفتگو فرمائی اسی دوران ان کے بڑے بھائی اوروالدہ لوساکا (Losaka) سے آگئے تھے انہوں نے بھی ملاقات کی۔

پٹوکے میں

سنڈا سے روانہ ہوکر ظہر کے وقت پٹوکے پہنچے اورظہر کی نماز پٹوکے پڑھی ظہر پڑھ کر محمد بھائی کے گھر تشریف لے گئے وہ بہت ہی محبت سے ملے اورانہوں نے دوپہر کے کھانے کا بڑا پرتکلف انتظام کیا تھا خاص طور پر کبوتر روسٹ کروائے تھے اور ان کے گھر میں بھیڑ بکریاں کبوتر مرغیاں بطخیں بکثرت تھیں حضرت شیخ کے استفسار پرفرمایا کہ یہ سب مہمانوں کے لیے پالتا ہوں جب وہ یہاں آتے ہیں تو ان کی ضیافت کرتا ہوں کبوتر کا روسٹ بہت ہی لذیذ تھا سب بہت تھکے ہوئے تھے کھانے کے بعد ایسا شدید نیند کا غلبہ ہوا کہ جو جہاں تھا وہیں پرسوگیا کچھ دیرستانے کے بعد لوساکا (Losaka) کے لیے روانہ ہوئے۔لوساکا (Losaka) کے راستے میں حضرت شیخ نے فرمایا ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کے ایام فتوحات نہ دیکھو بلکہ ایام مجاہدہ دیکھو اوراس کی اتباع کرو اس سے اللہ والے پر بدگمانی نہیں ہوگی اور پیغمبر علیہ السلام نے بھی رزق کی وسعت آخری عمر میں مانگی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے دعا کی اللھم اجعل اوسعا رزقی آخری عمری۔

نمازعصر

راستے میں عصر کی نماز کا وقت ہوگیا مولانا اقبال صاحب نے ایک جگہ گاڑی روک کر جنگل میں داخل کردی کچھ فاصلے پر ایک مسجد بنی ہوئی تھی جس کے ساتھ ایک دو کالے مسلمانوں کے مکانات تھے اور مولانا نے بتایا کہ یہ ہمارے ٹرسٹ کی طرف سے بنائی گئی تھی جو پیدل چلنے والی تبلیغی جماعتوں کے لیے میزبانی اور مرکز تبلیغی کا کام دیتی تھی اوران کا انتظام وسرام ٹرسٹ کی طرف سے ہوتا تھا باقاعدہ امام مؤذن خادم وغیرہ مقرر ہوتے تھے اور آنے والے مہمانوں کے اکرام کا پورا انتظام ہوتا تھا جماعتوں کے علاوہ ان راستوں سے گزرنے والے مسلمان بھی ان جگہوں سے مستفید ہوتے تھے لیکن خاص سازش کے تحت جب ٹرسٹ پر پابندی لگادی گئی تو یہ مساجد ویران ہوگئیں بہرحال اس مسجد میں عصر کی نماز پڑھی وہ جو کالے مسلمان آباد تھے ان سے ملاقات کی اور جو چائے ناشتہ لے گئے تھے اس سے استفادہ کیا پھر سفر شروع ہوا مغرب کے وقت واپس لوساکا (Losaka) پہنچے۔

قیام مولانا اقبال صاحب کے گھر ہی تھا عشاء کے بعد کافی حضرات حضرت شیخ کی زیارت کے لیے گھر آئے اور حضرت شیخ نے شیخ کی ضرورت پر گفتگو فرمائی۔

26 مارچ 2010ء بروز جمعہ

فجر کے بعد محمد نادات بھائی ملاقات کے لیے تشریف لائے ان سے گفتگو کے دوران ایک اہم بات بتائی کہ بزرگوں کے غلبہ حال کی اتباع جائز نہیں خود پیغمبر علیہ السلام نے غلبہ حال میں کام کیا وہ آپ کے ساتھ خاص رہے گا جیسے ہجرت سے پہلے خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے تو کسی مشرک نے اونٹ کی اوجھڑی آپ ﷺ کی پیٹھ پر ڈال دی لیکن آپ ﷺ نے نماز جاری رکھی تو اب اگر کوئی اس کی اتباع کرنے لگے کہ اس کے کپڑے پر نجاست لگی ہو تو وہ نماز کو جاری رکھے تو یہ درست نہیں۔

نماز جمعہ

حضرت شیخ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اوراس سے قبل بیان فرمایا بہت بڑا مجمع تھااور بیان کے آخر میں سیلاب زدگان کے لیے جن میں زیادہ تر عیسائی لوگ متاثر ہوتے تھے ان کے لیے اپیل فرمائی اس میں لوگوں نے بڑھ چڑھ کے حصہ لیا عام مسلمانوں نے ان علاقوں میں جاجا کر امداد کی اس سے اسلام کے بارے میں ان پر بڑا اچھا اثر پڑا۔ بیان حاضر خدمت ہے

سفرنامہ زامبیا(Zambia)

اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں

کی چار علامات

قطبِ زماں جنیدِ وقت سلطان العاشقین
علامہ مولانا شاہ جلیل احمد صاحب اخون دامت برکاتہم
کا اثر انگیز وعظ

بروز جمعہ 26 مارچ 2010ء

وعظ　　حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامع العلوم بہاولنگر پنجاب
مقام
بتاریخ　　بروز جمعہ 26 مارچ 2010ء

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِیْبَنَا وَشَفِیْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الّذین ینفقون فی السرّاء والضّراء والکاظمین الغیظ والعافین عنِ النّاس واللّٰہُ یُحبُّ الْمُحسنین.

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم الکیّس من دان نفسہٗ وعمل لما بعد الموت. او کما قال علیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام صدق اللّٰہ وصدق رسولہ النبی الکریم.

باطن پر دلیل ظاہر ہے

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے پیاروں کی کچھ علامات بتائی ہیں کہ میرے پیارے کون لوگ ہیں؟ میرے پیاروں کا عمل کیا ہوتا ہے جن کو مجھ سے پیار ہوجاتا ہے اور میری ذات سے جن کو تعلق ہوجاتا ہے ان کا عمل پھر کیسا ہوجاتا ہے اس کی علامت کیا ہے؟

میرے دوستو! محبت اندر کی چیز ہے جو انسان کے دل میں ہوتی ہے۔ علامت سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی محبت ہے۔ اگر ایک آدمی دعویٰ کرے کہ مجھے اللہ ورسول سے محبت ہے لیکن اس کا عمل

اللہ ورسول کے خلاف چل رہا ہے تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اس لیے کہ محبت تو دل کی چیز ہے باطن کی چیز ہے جو کسی کو نظر نہیں آتی۔

دیکھئے! ایمان ایک باطن کی چیز ہے اور اسلام ایک ظاہر کی چیز ہے۔ اسلام دلیل ہے اس بات پر کہ یہ آدمی ایمان رکھتا ہے نماز پڑھنا اسلام ہے روزہ رکھنا اسلام ہے حج کرنا اسلام ہے زکوٰۃ خیرات دینا اسلام ہے اور دل و جان سے اللہ تعالیٰ پر اور رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر فدا ہونا اور عقیدے کا درست ہونا یہ ایمان ہے۔ ایمان دل کی چیز ہے اور اسلامی احکامات کو بجالانا اس پر دلیل ہے۔ نماز پڑھتا ہے دلیل ہے کہ اللہ رسول کو مانتا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے یہ دلیل ہے کہ اللہ ورسول کو مانتا ہے اس لیے کہتے ہیں کہ آدمی میں ایمان ہو اور اسلام نہ ہو تو یا تو ایمان نہیں ہے یا ہے تو مردہ ہے۔

میرے دوستو! اسلام ہماری ایمان کی علامت ہے اس لیے کہتے ہیں ایمان کی مضبوطی اسلام کی مضبوطی سے پتہ چلتی ہے۔ اسلام مضبوط ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اندر اس کا مضبوط ہے اس کا ایمان مضبوط ہے۔ اسلام کی کمزوری اس کے باطن کی کمزوری کو بتاتی ہے۔

ایمان اور اسلام کا فرق

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنازہ کی جو دعا اُمت کو سکھائی اس میں بھی یہ فرق ظاہر ہے کہ اسلام اور ایمان میں فرق ہے آپ دیکھئے! اس دعا کے آخری جملے **اللّٰھم من احییتهٗ منّا فاحیهٖ علی الأسلا م** کہ اللہ! ہم میں سے تو جس جس کو زندہ رکھ تو اسلام پر زندہ رکھ یعنی اسلامی اعمال پر عمل کی توفیق دے زندہ رہ کر اسلامی احکامات پر کاربند رہے۔ **وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الأيْمَان** اور ہم میں سے جس کو آپ وفات دیں تو اس کو ایمان پر موت نصیب فرما کیونکہ موت کے بعد ظاہری اعمال انسان نہیں کرسکتا۔ اب دل کے اندر جو ایمان ہے وہ اپنے ساتھ لے کر اللہ تعالیٰ کے

دربار میں چلا جائے اس کی توفیق اس کو نصیب ہو جائے ہم اس کی دعا کرتے ہیں۔تو موت کے وقت ایمان مانگا گیا اور زندگی میں اسلام مانگا گیا کیونکہ موت کے وقت عمل ختم ہو جاتا ہے۔انسان نماز نہیں پڑھ سکتا روزہ نہیں رکھ سکتا۔دل کے اندر کی دولت رہ جاتی ہے اس دولت کو جو بچا کر لے جاتا ہے تو اسی پر فیصلے ہو جاتے ہیں۔

حکیم الامت کا ارشاد

اس لیے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مرتے ہی آدمی کا دل دیکھا جاتا ہے کہ اس دل میں ہمارے لیے کیا مال لایا ہے۔اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ اس دل میں کون ہے؟ دنیا کی غلاظت بھری ہے یا ہم سے تعلق کی دولت اس میں بھری ہے اس لیے فرمایا **من احبَّ لقاء اللّٰہ احبَّ اللّٰہ لقاء ہ** جس کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا اشتیاق ہوتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ملوں احبَّ اللہ لقاء اللہ تعالیٰ بھی اشتیاق فرماتے ہیں کہ میں بھی اس بندے سے ملوں جو ہم سے ملنا چاہتا ہے۔ **ومن کرہ لقاء اللّٰہ کرہ اللّٰہ لقاء ہ** اور جو موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے ملنے کو ناپسند کرے کہ مجھے موت کیوں آرہی ہے میری دکان چھوٹ رہی ہے میرے بچے چھوٹ رہے ہیں میری بیوی چھوٹ رہی ہے ابھی میں نے اتنا بڑا گیم فارم (game farm) لیا تھا اب تو میں نے مزے بھی نہیں لیے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بلالیا۔ **کرہ اللّٰہ لقاء ہٗ** اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں خبردار! ہمارے دربار میں اس کو مت لانا جو اس وقت بھی ہمیں یاد نہیں کرتا پوری زندگی ہماری روٹی کھا کھا کر اب آخری لمحے میں بھی ہم اس کو یاد نہیں ہیں اور دنیا اس کو یاد ہے۔جا آگے رہا ہے دیکھتا پیچھے ہے فیصلہ ہو جاتا ہے اوپر نہ لانا۔نیچے سے ہی اس کو جہنم کے گڑھے میں پہنچا دو۔بزرگوں نے بتایا ہے یہ سبق یاد کرنے کا ہے موت سب کو آنی ہے جب دیکھ لے کہ موت آرہی ہے تو دل سے سب کو نکال دے۔نہ بیوی نہ بچے نہ دکان نہ کاروبار کسی کی

فکر نہ کرے۔ سب کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کردو کہ اللہ تعالیٰ تیرے حوالے ہے اور دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت و ملاقات کا اشتیاق ظاہر کرے کہ اللہ تعالیٰ اب تیری زیارت ہوگی ملاقات ہوگی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں مجھے ملیں گی۔

ایک نوجوان کا قصہ

ایک نوجوان فوت ہونے لگا۔ اُس کا ابّا رو رہا تھا۔ ایک اللہ والے آئے ہوئے تھے تو اس نے کہا کہ ابّا! آپ کیوں روتے ہیں؟ کہا بچے تو نوجوانی میں دنیا سے جارہا ہے۔ تو اُس نے کہا ابّا! میں جس کے پاس جارہا ہوں وہ تجھ سے زیادہ رحمت کرنے والا اور شفقت کرنے والا ہے یہ کہا کلمہ پڑھا موت آ گئی۔ اُس بزرگ نے کہا اس کے اس جملے نے خدا کی ساری رحمتیں لوٹ لی ہیں۔ بزرگوں نے نصیحت کی یہ سبق یاد کرنے کا ہے۔ یہ نہیں کہ جا آگے رہا ہو دیکھتا پیچھے ہو۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ؎

قدم سوئے مرقد نظر سوئے دنیا
کدھر جارہا ہے کدھر دیکھتا ہے

ہر ہر دن قبر کی طرف جارہا ہے اور دیکھ پیچھے رہا ہے حالانکہ آدمی جس رُخ پر جارہا ہے اُدھر ہی دیکھنا چاہیے آپ گاڑی چلاتے ہیں پیچھے تو نہیں دیکھتے لیکن آخرت کے معاملے میں پیچھے دیکھتے ہیں اور جا آگے رہے ہیں۔ ہمارا ہر دن ہمیں موت کے قریب کررہا ہے پیدائش سے موت کا سفر شروع ہوجاتا ہے۔

میرے دوستو! میں عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کی علامتیں بیان فرمائیں کہ میرے پیارے کون ہیں؟ فرمایا جو ہمارے پیارے ہیں اور جن کے دل میں ہم بستے ہیں ان کی چار علامتیں ہیں جن کے دل میں ہماری محبت ہے جن کے دل میں ہمارا عشق ہے ان کی چار علامات ہیں۔

نمبرایک

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ (سورۃ آل عمران آیت ۱۳۴)
ہمارے پیارے ہماری راہ میں مال خرچ کرتے ہیں تنگی میں بھی آسانی میں بھی۔ یہ پہلی علامت مال خرچ کرتے ہیں سخی دل ہوتے ہیں خدا کا پیارا کبھی کنجوس نہیں ہوتا بخیل اور کنجوس ہونا قرآن مجید نے یہودیوں کی علامت بتائی ہے اور پیغمبر کی صفات میں سے ہے **کان اجود النّاس** سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے کوئی سوال کر لیتا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ نے کبھی بھی اس کا ہاتھ خالی نہیں لوٹایا یہ شانِ کرم تھی۔

کریم آقا کے غلام

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ غزوۂ خیبر میں ایک یہودی سے لڑ رہے تھے۔ لڑتے لڑتے اس یہودی کی تلوار ٹوٹ گئی۔ قریب تھا کہ حضرت علی تلوار چلائیں اور اس کی گردن اُڑا دیں اُس نے کہا کہ علی! اپنی تلوار مجھے دے دیں میری تلوار ٹوٹ گئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار دے دی یہ لو۔ اُس نے تلوار ہاتھ میں لے کر کہا کہ تو بے وقوف ہے عین حالتِ جنگ میں اپنا ہتھیار مجھے دے دیا اب تو بغیر ہتھیار کے ہو گیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا جواب دیا فرمایا کہ ہم کریم آقا کے غلام ہیں اور کریم وہ ہوتا ہے کہ جس کے سامنے کوئی ہاتھ پھیلائے تو خالی ہاتھ واپس نہ جانے دے تو نے چونکہ تلوار مانگی تھی اس لیے میں نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر دے دی کیونکہ میں نے کریم کی صحبت اُٹھائی ہے۔ وہ یہودی رونے لگا کہ یہ تو غلام کی شانِ کریمی کا حال ہے تو آقا کی شانِ کریمی کا کیا حال ہوگا۔ اس سخی پیغمبر کی غلامی میں مجھے بھی لے چلو اور کلمہ پڑھ لیا۔

فرمایا کہ جو میرے پیارے ہیں ان کا دل کھلا ہوتا ہے۔ ہر وقت موقع تلاش

کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستےپر کیسے مال خرچ کریں اللہ تعالیٰ پر کیسے مال فدا کریں۔**فی السَّرَّاء والضَّرَّاء** یعنی جب بہت نوٹ ہیں تب بھی خرچ کررہا ہے اور تنگی میں بھی کچھ نہ کچھ خرچ کر ہی رہا ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں ہم تو غریب ہیں کیا خرچ کریں؟

ایک صحابی کا قصہ

کیا اس صحابی کا واقعہ یاد نہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غزوۂ تبوک میں کہا کہ چندہ لاؤ۔صحابی گھر گیا سب کچھ دیکھا گھر میں کچھ ہے ہی نہیں۔سوچتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے دل میں ایک ترکیب ڈالی۔میرے شیخ یہ شعر پڑھا کرتے ہیں۔

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اور حضرت شاہ محمد احمد صاحب پرتا بگڈھی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ؎

اگر صادق ہیں آپ اقرار محبت میں
طلب خود کر لیے جائیں گے دربارِ محبت میں

ایک یہودی کے پاس گئے کہ اگر ساری رات میں تیرے باغ میں کام کروں تو مجھے کتنی مزدوری ملے گی۔انہوں نے کہا اتنی کھجوریں دوں گا اور یاد رکھو مدینہ شریف میں کھجور کی زیادہ قیمت نہیں ہے وہاں کی بکریاں اور گھوڑے بھی کھجوریں کھاتے ہیں اس لیے حضراتِ صحابہ کرام کی جاسوسی کرنے کے لیے جو کفّار آتے تھے وہ کہتے تھے ان کے گھوڑوں کی لید دیکھو اگر اس میں کھجور نکلے تو یہ مدینہ والے ہیں کیونکہ وہاں کے گھوڑے بھی کھجور کھاتے ہیں۔

صبح ہوئی تو تھوڑی سی کھجوریں لے کر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔جب اپنی جھولی میں کھجوریں لے کر آرہے تھے تو منافقین ہنس رہے

تھے ایک دوسرے کو کہنیاں مار رہے تھے کہ دیکھو! اتنی سی کھجوریں یہ چندہ دے رہا ہے نا موری کے لیے ریا کاری کے لیے۔

صحابی کھجور لائے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہو گئے۔ فرمایا اس کے اخلاص کی وجہ سے سب کی قبول ہو جائے گی۔

کبھی کسی غریب کا ایک روپیہ اخلاص والا ہوتا ہے وہ سب کی بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ آپ کے پاس آپ کا بیٹا آئے اور آپ کے پاس ٹافیاں ہیں اور بیٹے کے ساتھ اُس کا دوست بھی آ گیا تو ایسا نہیں ہوسکتا کہ آپ بیٹے کو ٹافیاں دیں اور اُس کے دوست کو نہ دیں۔ اس لیے فرماتے ہیں انفرادی اعمال سے زیادہ اجتماعی اعمال میں جڑو تو اللہ تعالیٰ کی پیاروں کی پہلی علامت یہ کہ وہ خرچ کرتے ہیں چاہے تنگی ہو یا آسانی۔

نمبر دو

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ اپنے غصے کو پی جاتے ہیں۔ جب کسی بات پر غصہ آتا ہے تو برداشت کر لیتے ہیں۔ غصہ آتا ہے ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو غصہ نہ آئے لیکن اس کو پی جاتے ہیں بات بات پر گالی گلوچ مارنا پیٹنا چاہے کوئی ہو بیوی بچے ہوں یا کوئی ہو ایسا نہیں کرتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی علامت نہیں ہے۔

نمبر تین

والعافین عن النّاس لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں کسی سے غلطی ہو جائے معاف کر دیا۔ یہ نہیں کہ منتیں کروائیں ہاتھ جڑوائیں پاؤں پکڑوالیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ وہ شخص خدا کی رحمت سے محروم ہے جس سے کوئی معافی مانگے اور وہ معاف نہ کرے یہاں مخلوق کو معاف کرو گے تو خالق ہمیں معاف کر دے گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو مخلوق ہو کر معاف کر سکتا ہے میں خالق ہو کر معاف

نہیں کرسکتا۔

چوتھی علامت

وَاللّٰہ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْن فرمایا اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں محبت کرتے ہیں اُس سے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر احسان کرتے ہیں۔

یہ چار علامتیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کی بیان فرمائی ہمیں اپنے اندر ان صفات کو پیدا کرنا چاہیے۔ یادرکھو! جب بتکلف ان صفتوں کو اپنے اندر پیدا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا پیارا بنالیں گے۔

خرچ کرنے کی عادت ڈالیں غصے کو پینے کی عادت ڈالیں معاف کرنے کی عادت ڈالیں خاص طور پر رشتے داروں کو۔ میرے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ رشتے داروں سے غلطی ہوجائے تو ان کے معافی مانگنے کا بھی انتظار مت کرو کہ تم سے معافی مانگے پہلے ہی معاف کردو اور ان کی خوشی غمی میں شریک ہوجاؤ بغیر ان کی معافی مانگے ہوئے۔ وہ تمہیں بلائے چلے جاؤ یہ نہیں کہ فلاں وقت ایسا ہوا تھا میرے ساتھ میں تمہارا چاچا ہوں تمہارا نانا ہوں مجھ سے آکر معافی مانگو۔ میرے شیخ نے فرمایا صلہ رحمی کا تقاضا یہ ہے کہ بغیر ان کے معافی مانگے معاف کردو۔

واللّٰہ یُحِبُّ الْمُحْسِنین اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ہمیشہ احسان کی عادت ڈالیں مخلوقِ خدا خواہ وہ انسان ہو یا جانور ہو ان پر احسان کی عادت ڈالیں۔

میرے دوستو! یہاں پر بارش اور سیلاب کی جو کیفیت ہے میں بھی یہاں دو ہفتے سے ہوں اور اس میں کتنے لوگوں کے گھر ڈوب گئے اور کتنے نقصانات ہوئے۔ ان کے لیے یہاں کے منتظمین حضرات درد رکھنے والے آپ جیسے حضرات ان جگہوں کی

طرف نکل رہے ہیں کہ ان کے ساتھ تعاون کریں تاکہ وہ غریب سنبھل سکیں۔

میرے دوستو! جب آدمی سُکھ میں ہوتا ہے اور دُکھ والے کا تعاون کرتا ہے تو جب خود اس پر اس طرح کے حالات آجائیں تو اللہ تعالیٰ براہِ راست اُس بندے کا تعاون فرماتے ہیں۔

اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا **الخلق عیالُ اللّٰہ** کہ پوری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور **احبُّ الخلق الی اللّٰہ من احسن عیالہٖ** اور پوری مخلوق میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند وہ ہے جو اس کی مخلوق اور عیال کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے تو آپ حضرات اس میں بھرپور تعاون فرمائیں اور بتارہے ہیں کہ کل مغرب کے بعد مفتی خان پوری صاحب دامت برکاتہم کا یہاں بیان بھی ہوگا اس میں بھی آپ شرکت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

نماز جمعہ کے بعد ادریس نواب بھائی کے گھر کھانے کی دعوت تھی جہاں بہت

سے علماء اوراحباب کومدعو کیا گیاتھا اوران میں زامبیا(Zambia) کے صدراور مشیر بھی مدعوتھاجومذہباً عیسائی تھااورتصوف میں دلچسپی رکھتاتھا وہ حضرت شیخ سے ملاقات کاخاص اشتیاق لے کرآیاتھا کھانے کے بعد مجلس جم گئی اس نے حضرت شیخ سے پوچھا کہ What is Sufilzem تصوف کیا ہے؟ تو حضرت شیخ نے انگریزی میں ہی جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ صوفی ازم تین چیزوں کانام ہے۔

۱۔اپنے خالق کی معرفت پیدا ہوجائے۔

۲۔معرفت کے بعد محبت اور طاعت ہوجائے۔

۳۔خالق کے بھیجے ہوئے رسول ﷺ کے طریقوں پرعمل ہوجائے پھرفرمایا کہ تصوف ایک وجدانی کیفیت کانام ہے جس سے ایمان قالی اوراستدلالی ایمان حالی اورذوقی بن جاتاہےاور یہ کسی کامل صوفی کی صحبت میں رہنےاوراس کے سامنے مٹنے سے حاصل ہوتاہے جیسے کہ عارف رومیؒ فرماتے ہیں۔

قال بگذار مردحال شو

پیش مردکامل پامال شو

باتیں چھوڑو حالت درست کرواورکسی مردکامل کے سامنےمٹ جاؤ۔

مسجد عمر میں مجلس ذکر

عصر کے بعد مسجد عمر میں ذکر کا اہتمام کیا گیا تھا چنانچہ عصر کی نماز مسجد عمر میں پڑھی اس کے بعد ذکر کی فضیلت پر مختصر بیان کیا

سفرنامہ زامبیا(Zambia)

آدابِ مجلسِ ذکر

قطبِ زماں جنیدِ وقت سلطان العاشقین
علامہ مولانا شاہ جلیل احمد صاحب اخون دامت برکاتہم
کا اثر انگیز وعظ

مسجد عمر

26مارچ2010ء

بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر

وعظ حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامع العلوم بہاولنگر پنجاب
مقام مسجد عمر
بتاریخ 26مارچ2010ء

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِل لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِیْبَنَا وَشَفِیْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّم اَمَّا بَعْدُ

فَاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
واصبر نفسک مع الذین یدعون ربّھم بالغدٰاۃِ والعشیّ یریدون وجھہ.

صدق اللّٰہ مولٰنا العظیم

ذکر سے پہلے نیت

آدابِ ذکر میں سب سے پہلی چیز نیت ہے۔

ہمارے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ ذکر شروع کرنے سے پہلے اس بات کی نیت کریں کہ میں ذکر اس لیے کرتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائے کیونکہ آپ کو معلوم ہے ''انما الاعمال بالنیات'' اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ کوئی بھی عمل ہو جب اس میں نیت آجاتی ہے تو اس عمل کے ثمرات اور اثرات کا رزلٹ بڑھ جاتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا نام لینا اپنا اثر ضرور دکھائے گا بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ جو آدمی مسلمان نہیں ہے وہ بھی اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے گا تو اس کو بھی اس نام کا اثر محسوس ہوگا چونکہ اللہ تعالیٰ کے نام میں اثر ایسا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی

ذات جو اس کائنات کا سبب اور اس کائنات کا خالق ہے تو اس کے نام میں کیسے اثر نہیں ہوگا۔ اس لیے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جن کے پاس ہندو دعا لینے آتے تھے فرماتے تھے ان غیر مسلموں کو ذکر نہ بتایا کرو ورنہ ان کو بھی ذکر میں اللہ تعالیٰ کے نام کا اثر تو محسوس ہوگا تو یہ کہیں گے کلمے کی ضرورت نہیں بلکہ کہو پہلے کلمہ پڑھو پھر ہم تمہیں ذکر بتائیں گے۔

ذکر میں پہلی چیز نیت ہے کہ آپ اس بات کی نیت کریں کہ میں اس لیے ذکر کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے مجھے محبت ہو جائے چونکہ جس شے کا تکرار ہو وہ چیز دل میں گھر کر جاتی ہے۔

ذکر کا فائدہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ جو اللہ تعالیٰ کے نام کا تکرار کرایا جاتا ہے۔ اللہ اللہ اللہ یہ تکرار اس لیے کرائی جاتی ہے کہ تاکہ دل میں ان کا نام قرار پکڑلے۔ جس طرح بچہ حفظ کرتا ہے اور ایک آیت کو بار بار دھراتا ہے تو اس کا مقصد کیا ہے تاکہ قرآن مجید اس کے دل میں بیٹھ جائے تو جب بار بار ذکر میں تکرار ہوتی ہے کلمہ طیبہ بار بار پڑھ رہے ہیں اللہ اللہ بار بار کررہے ہیں تو پھر یہ کلمہ طیبہ اور اللہ تعالیٰ کا نام دل میں قرار پکڑ لیتا ہے اور جب دل میں قرار پکڑ لیتا ہے تو اس کو قرار آجاتا ہے سکون آجاتا ہے تو پھر یہ شخص اللہ تعالیٰ کو بھولتا نہیں ہے اس کو ہر وقت اللہ تعالیٰ یاد رہتا ہے۔

ہمارے دادا پیر حضرت سلطان العارفین مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اس کو بہت پیارے اور سادہ انداز میں فرماتے تھے ''ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچادیتا ہے۔'' ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں کہ دنیا میں کسی کا بھی آپ نام لیں تو اس کا مسمّٰی آپ کے پاس موجود نہیں ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کا اسم ایسا ہے کہ دنیا میں کہیں بھی کسی بھی

وقت ادھر آپ نے نام لیا اور ادھر مسمّٰی موجود ہے۔ اِدھر آپ نے ذکر کیا اُدھر مذکور بھی موجود ہے ذاکر اور مذکور میں فاصلہ نہیں ہے آپ جہاں اللہ تعالیٰ کا نام لیں گے اللہ تعالیٰ وہیں موجود ہونگے۔

ہر نفلی عمل میں نیت

تو آدابِ نیت میں سے سب سے پہلی چیز یہی ہے کہ نیت کر کے ذکر شروع کریں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیں حاصل ہو جائے۔

بلکہ ہمارے دادا پیر حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے تھے کہ ہر نفلی عمل میں نیت کیا کرو کہ میں اس لیے نفل نماز پڑھ رہا ہوں نفلی صدقہ دے رہا ہوں نفلی عمرہ کر رہا ہوں نفلی حج کر رہا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت ہو جائے۔ ہر نفلی عمل کو محبتِ خداوندی کے حصول کا ذریعہ بنا سکتے ہیں لیکن نیت شرط ہے ورنہ اثر تو ظاہر ہوگا۔ جیسے آپ وضو کریں اور نیت نہ ہو تو وضو ہو گیا یا نہیں؟ اس وضو سے نماز پڑھ سکتے ہیں ناں! لیکن اس وضو کا ثواب نہیں ملے گا۔ ایسے وضو پر اجر مرتب نہیں ہوگا اور اگر نیت کے ساتھ وضو ہوگا تو اجر وثواب بھی مرتب ہوگا۔ پھر اُس کے ہاتھ پاؤں کے گناہ بھی جھڑیں گے آنکھ کے گناہ بھی جھڑیں گے ناک کان کے گناہ بھی جھڑیں گے اور اگر بغیر نیت کے کرو گے تو پاکی تو آ گئی نماز تو پڑھ سکتے ہو لیکن اس پر اجر وثواب کا ترتّب جو ہونا تھا گناہوں کی معافی جو ہونی تھی وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

آدمی بغیر نیت اللہ تعالیٰ کے نام کی تسبیح شروع کر دے تو اس کا اثر تو ہوگا لیکن اس کا حقیقی اثرات بغیر نیت کے ظاہر نہ ہوں گے اس لیے اللہ والے اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ جب بھی آدمی ذکر کرنے بیٹھے تو کہے کہ یا اللہ! تیری محبت کے حاصل کرنے کے لیے میں یہ تسبیح پڑھ رہا ہوں اور یہ ذکر کر رہا ہوں۔

فاذکرونی اذکرکم واشکروالی ولاتکفرون (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکرادا کرو ناشکری نہ کرو)

ذکر کا تقدم شکر پر

اللہ تعالیٰ نے ذکر کو مقدم کیا شکر پر۔ میرے شیخ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کو شکر پر اس لیے مقدم فرمایا کہ ذکر کرنا دراصل منعم (نعمت دینے والے) میں مشغول ہونا ہے اور شکر کا حاصل نعمت میں مشغولیت ہے تو فرمایا کہ پہلے منعم سے رابطہ کرو پھر نعمتوں کے مزے اُڑانا۔ اس آیت کی ترتیب بتا رہی ہے کہ پہلے مجھے یاد کرو پھر میری نعمتوں میں مشغول ہونا۔

صحابہ کرام اور ذکر الٰہی

صحابہ کرام کی صفات میں سے ہے۔ یدعون ربّھم بالغداۃِ والعشیّ صبح وشام اپنے ربّ کو یاد کرتے تھے۔ **یریدون وجھہ** اور ارادہ یہ کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مل جائے۔ یااللہ! آپ مل جائیں ہم آپ کو چاہتے ہیں ہمارا مقصود آپ ہیں ہمارا مطلوب آپ ہیں۔

لامقصود الا اللّٰہ لامطلوب الا اللّٰہ لامحبوب الا اللّٰہ

یااللہ! آپ کی ذات ہمارا مقصود و مطلوب ہے۔ تو صحابہ کرام صبح وشام اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے تھے اور اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کو مراد بناتے تھے۔ میرے شیخ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کو مراد بناؤ گے تو تبھی تم مراد آباد پہنچو گے یعنی اپنی مقصد کی جگہ پر تب پہنچو گے جب تم مرید بنو گے ارادہ کرو گے۔ میرے شیخ فرماتے ہیں یہ اللہ والوں کے جو مرید ہیں یہ مجازی مرید ہے یہ حقیقی مرید نہیں ہے۔ ہر سالک اصل میں اللہ تعالیٰ کا مرید ہوتا ہے۔ مرید یعنی ارادہ کرنے والا تو کسی اللہ والے سے آپ اسی لیے جڑتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ تک پہنچیں بس یہی مقصود ہے خود اللہ والا مقصود نہیں ہوتا اللہ والا تو راہبر

ہوتا ہے۔

ذات پیغمبر باب فیضان مولیٰ

میرے شیخ فرماتے ہیں ذاتِ پیغمبر بھی دروازہ ہے فیضانِ الٰہیہ کا۔ اس لیے قرآن مجید نے کہہ دیا إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِيْ مَن يَشَـــــاءُ (سورۃ القصص آیت ۵٦) اے پیغمبر! آپ ہدایت نہیں دے سکتے آپ ہدایت کا دروازہ ہیں ہم اس دروازے سے جس کو چاہیں گے داخل ہونے دیں گے تو ہدایت دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن آدمی کو جب بھی کوئی چیز لینی ہوتی ہے تو دروازے پر آتا ہے آپ جب کسی دوست سے ملنے جائیں گے تو دروازے سے جائیں گے کھٹکھٹائیں گے تو دروازے سے گھر والا ملے گا۔ تو فرمایا کہ پیغمبر بھی دروازہ ہے اور اللہ والے بھی نائبین پیغمبر ہونے کی وجہ سے دروازہ ہوتے ہیں تو سنتُ اللہ یہی جاری ہے کہ دروازے تک آنا پڑے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کسی اللہ والے کے پاس جانے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ویسے ہی گھر بیٹھے بیٹھے ولی بنا سکتے ہیں تو میں بڑے اَدب کے ساتھ مثال دیا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تو اس پر بھی قادر ہے کہ ہمارے پیٹ میں سے بچہ نکال دیں۔ بھئی قدرت ہے یا نہیں؟ آدم علیہ السلام سے حوا علیہا السلام کو پیدا کیا مرد سے بچہ پیدا کر دیا ان کے دائیں پسلی سے حضرت حواء علیہا السلام کو پیدا کیا گیا اور اماں مریم کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تینوں مثالیں بیان فرمائیں۔ لیکن اب سنت الیہہ یہ ہے کہ ماں باپ سے اولاد ہوگی۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک جوان آتا تھا کہ حضرت دعا کر دیجیے کہ اللہ مجھے نیک صالح اولاد دے دے۔ تو حضرت دعا کر دیتے تھے جب دو تین سال گزر گئے اور یہی دعا کراتا رہا تو حضرت نے اپنی فراست سے

پہچانا اور پوچھا تو نے شادی بھی کی ہے یا نہیں؟ کہا کہ شادی تو ابھی نہیں کی تو حضرت فرمایا تو کیا بچہ تیرے پیٹ میں سے نکلے گا ظالم! تو پیغمبر ہوں یا اولیاء کرام یہ دروازے ہیں دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔

میرے شیخ فرماتے ہیں جو کسی پیرومرشد کا مرید ہوتا ہے وہ مجازاً مرید ہے حقیقی مرید تو اللہ تعالیٰ کا ہے لیکن مجازاً کہہ دیتے ہیں کہ بھئی! یہ فلاں بزرگ کا مرید ہے کیونکہ مقصود دروازہ نہیں ہے دروازے سے مالک تک پہنچنا ہے اسی لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی** کہ میں تقسیم کرنے والا ہوں دینے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں۔ جو خدا دیتا ہے میں اُسے آگے تقسیم کرتا ہوں لیکن لینے کے لیے اس تقسیم کرنے والے کے پاس آنا پڑے گا براہِ راست کوئی رابطہ کرے۔ یہی دعویٰ مشرکین نے بھی کیا تھا کہ کیوں نہیں ہمارے گھر میں قرآن مجید اُترتا اور اللہ تعالیٰ ہم سے رابطہ کیوں نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اپنی شکل کو دیکھو ''کیا پدّی کیا پدّی کا شوربہ'' کیا تم اس قابل اپنے کو سمجھتے ہو کہ خدا کی ذات تم سے رابطہ کرے۔ تم یہ شکر کیوں نہیں کرتے کہ ہم نے اپنا پیغمبر تم میں بھیج دیا ہے کیا یہ احسان کم ہے کہ ایسا عظیم پیغمبر تمہارے لیے بھیج دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نام کی مشق

ذکر کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہمارے قلوب میں قرار پکڑے۔ ہمارے دادا پیر حضرت سلطان العارفین مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی عاشقانہ عبادت کیا کرتے تھے اور انگلی کے اشارے سے فضاؤں میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھتے تھے جیسے مجنوں دریا کے کنارے بیٹھ کر اپنی لیلیٰ کا نام ریت پر لکھتا رہتا تھا کسی نے کہا کیا کر رہا ہے

ے

گفت مشقِ نام لیلیٰ می کنم
خاطرِ خود را تسلّی می دہم

کہا کہ لیلیٰ کے نام کی مشق کرتا ہوں اور اپنے دل کو تسلی دیتا ہوں اس سے میرے دل میں اس کا نام قرار پکڑے گا تا کہ میں کسی وقت اُس کو بھلا نہ سکوں۔ تو ہمارے دادا پیر رحمۃ اللہ علیہ زمین پر نہیں لکھتے تھے فضاؤں میں اللہ کا نام لکھتے تھے کیونکہ ذاتِ الٰہی کے تقدس کا تقاضا یہ ہے اور چونکہ لیلیٰ کو مٹی میں ملنا تھا تو مٹی پر اس کا نام لکھا جاتا تھا اور جس ذاتِ مقدس کے انوارات فصاؤں میں پھیلے ہوئے ہیں اس کا نام فضاؤں میں لکھتے تھے وہ لیلیٰ تو دفن ہوگئی۔ میرے شیخ فرماتے ہیں۔

پھول مرجھا گئے چاندنی ڈھل گئی
اپنا انجام بھی کہہ گئی ہر کلی
پھول مرجھا گئے چاندنی ڈھل گئی
اپنا انجام بھی کہہ گئی ہر کلی
قبر میں خاک چھانی مگر کیا ملی
نہ تو مجنوں ملا نہ تو لیلیٰ ملی

کچھ بھی نہ رہا سب ختم ہو گیا ایک اللہ کا نام رہ گیا ؎

گیا حسن خوبانِ دل خواہ کا
ہمیشہ رہے نام اللہ کا

ایسے ایسے حسین و جمیل جو دل کو کھینچتے تھے ان کا حسن چلا گیا ان کی شکلیں بگڑ گئیں قبروں میں دفن ہو کے مٹی ہو گئے۔ ایک اللہ کا نام باقی رہ جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نام کی بار بار تکرار سے قرار آئے گا۔

کلمہ کا ذکر

اور میرے شیخ فرماتے ہیں اس کے بعد نفی واثبات کی ایک تسبیح کرلو لا الٰہ الا اللہ۔ کیونکہ کلمہ طیبہ تلوار ہے جو ہر غیر اللہ کو کاٹ دیتی ہے کیونکہ ہمارا دل غیر اللہ میں مشغول ہو جاتا ہے ہمارے دل میں بہت سے بُت ہیں تو یہ لا الٰہ کی جو تلوار ہے وہ ہر غیر اللہ کو کاٹ کر کھرچ کر نکال دیتی ہے اور میرے حضرت فرماتے ہیں کہ لا الٰہ اور اللہ میں فاصلہ نہیں ہے لا الٰہ درست ہو الا اللہ فوراً ملے گا۔ جتنا لا الٰہ مضبوط ہوگا اتنا الا اللہ مضبوط ہوگا لا الٰہ کمزور ہوگا الا اللہ کمزور ہوگا۔

لاالہ ہے مقدم کلمہ توحید میں
غیرحق جب جائے ہے حق دل میں آجائے ہے

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا واقعہ

مجھے ایک چھوٹا سا واقعہ یاد آیا۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ذکر کر رہے تھے دریا کے کنارے بیٹھ کر تو دیکھا کہ ایک آدمی دریا کے اوپر بنے لکڑی کے پُل سے نیچے گرا تو فوراً ان کی زبان سے نکلا ''اللہ'' جب اللہ کا نعرہ لگایا تو وہ شخص ہوا میں لٹک گیا۔ احیاء العلوم میں یہ واقعہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ تو خیر وہ آدمی پل اور دریا کے درمیان فضا میں معلق ہو گیا تو لوگ جمع ہو گئے اور رسّے ڈال کر اس کو اوپر کھینچا تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ ہم تو اتنی تسبیح پڑھتے ہیں ہمارا تو چھوٹا سا کام نہیں ہوتا اور حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اللہ کہا اور اتنی بڑی کرامت ظاہر ہوگئی کہ وہ آدمی دریا میں گرنے سے بچ گیا اور ہواء میں معلق ہو گیا۔ تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ جب ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کہا تھا تو اُس کے دل میں غیر اللہ نہیں تھا تو ان کا ایک اللہ کہنا اثر کر گیا۔ ہم اللہ کہتے ہیں تو دل میں غیر اللہ بیٹھے ہیں اس لیے ہمارا (اللہ) اثر نہیں کرتا۔

لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت

حدیث شریف میں آتا ہے جو روزانہ سومرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے قیامت کے دن اس کا چہرہ ایسے چمکے گا جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے۔

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم اس کی تشریح فرماتے ہیں کہ صرف اس ایک تسبیح کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ بندے کو چہرہ چمکانے والے اعمال کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور چہرے کو سیاہ کرنے والے اعمال سے حفاظت فرماتے ہیں۔

جب آدمی لا الٰہ کہے تو سوچے کہ میرا دل دُھل رہا ہے اس میں سے گند نکل رہا ہے غیر اللہ نکل رہا ہے اور الا اللہ کہیں تو سوچیں عرشِ اعظم سے نور میرے دل میں آرہا ہے۔ یاد رکھو! جونہی انسان غیر اللہ سے دل کو خالی کرتا ہے فوراً اللہ کا نور آنا شروع ہوجاتا ہے اصل میں ہمارا دل کا برتن اُلٹا ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے مؤمن کا دل سیدھا ہوتا ہے۔ الٹا برتن تو منافق کا ہوتا ہے اس کے دل کا برتن ٹیڑھا ہوتا ہے اس کے دل میں کوئی چیز ٹھہرتی نہیں ہے لیکن مؤمن کا دل تھوڑا سا یوں ضرور ہوجاتا ہے لیکن جونہی اس کی سمت اوپر ہوتی ہے انوارات الٰہیہ آنا شروع ہوجاتے ہیں اس لیے لا الٰہ کہتے ہوئے یہ سمجھیں کہ ہمارا دل صاف ہورہا ہے۔ اور عرشِ اعظم سے نور ہمارے دل میں آرہا ہے۔ اور درمیان میں کہیں کہیں محمد رسول اللہ پڑھ کر کلمہ پورا کرلے۔ محمد رسول اللہ دراصل عقیدہ ہے محمد رسول اللہ ذکر نہیں ہے۔ محمد رسول اللہ کا ذکر درود شریف ہے۔ فرمایا کہ **اَفْضَلُ الذِّکر لا الٰہ الا اللّٰہ** لیکن عقیدے کا بھی کبھی اظہار کرے کہ درمیان میں تسبیح کرتے کرتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ لے تو صبح وشام ایک ایک تسبیح نفی واثبات کرلے۔ میرے شیخ فرماتے ہیں اگر مصروف ہو کچھ نہ کچھ ہی کرلیا کرو کاؤنٹنگ (counting) کی بھی ضرورت نہیں ہے بغیر کاؤنٹنگ (counting) کے بھی کرلوگے تب بھی کام بن جائے گا۔

ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بے شمار نعمتیں دیتا ہے تو تم بھی بغیر شمار کیے دیا کرو۔ لوگ کہتے ہیں ہمارے پاس وقت کم ہے کچھ تو کرلو۔ ہم طالب تھے تو شیخ سے کہا مصروفیت ہوتی ہے پڑھائی کا بوجھ ہے۔ فرمایا دس مرتبہ صبح دس مرتبہ شام اگر **لا الٰہ الا اللہ** پڑھ لوگے تب بھی تمہارا کام بن جائے گا کیونکہ ایک پر دس کا وعدہ ہے۔ **من جاء بالحسنة فلهٗ عشر امثالها** تو دس بھی پڑھ لو گے تو سمجھو کہ تسبیح پوری ہوگئی وہ اپنے کرم سے اسے پوری تسبیح شمار کرلیں گے لیکن جب وقت ہو تو آدمی پوری تسبیحات کرلے۔

ذکر اسم ذات

اور دوسری تسبیح اسمِ ذات کی کرے اللہ جل جلالہٗ سو بار پڑھے۔ پہلے اللہ پر جل جلالہٗ کہو۔ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے خواب حضرت سیّدالطائفہ حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی تو حضرت نے فرمایا لفظ اللہ کو کھینچ کر پڑھو اس طرح کھینچ کر ایک تسبیح انسان پڑھ لے تو چوبیس ہزار مرتبہ اللہ اللہ کہنے کے برابر نور آجاتا ہے اس کے اندر ایک راز ہے کہ اللہ کا لفظ کھینچ کر کہے۔ میرے شیخ فرماتے ہیں اللہ کا نام کتنا پیارا ہے۔ دوسرے معبودانِ باطلہ جتنے گزرے ہیں جنہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا ان کے نام دیکھ لو۔ فرعون نمرود ہامان شداد دجّال کسی کے نام میں آہ نہیں ہے لیکن اللہ نے اپنے نام کے ساتھ ہماری آہ رکھی۔ دیکھئے! اللہ کو ذرا کھینچ کر پڑھیں آخر میں ہماری آہ ہے کہ اے بندو! میں تمہاری آہوں کو سننے والا ہوں اور تمہاری آہ و فغاں میرے نام میں شامل ہے۔ جب بھی میرا نام لو گے میں سننے والا ہوں **لَاتَأخذهٗ سِنة و لانوم** مجھے نیند نہیں آتی مجھے اونگھ نہیں آتی میں نے تمہاری آہ کو اپنے نام کا حصہ بنالیا ہے تم آہ آہ کرو گے ہم تمہیں مل جائیں گے تو فرمایا ایسا خوبصورت نام کسی نے بھی نہیں رکھا۔

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے

عاشقوں کا مینا اور جام ہے

میرے شیخ نے بڑی عجیب بات ارشاد فرمائی کہ کسی نے اپنے نام کے ساتھ بندوں کی آہ کو نہیں رکھا ہے کیونکہ ان کا مقصد ہی چودراہٹ ہے ہم پر رحم کرنا نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا مقصد ہم سے پیار ہے ہمیں اس دنیا میں بھیجنے کی بھی خاص حکمتیں ہیں تا کہ ہم کو نوازیں اپنی دوستی دیں اور پھر اپنے قرب میں ہم کو ہمیشہ کے لیے رکھیں۔

سچے اللہ اور جھوٹے خداؤں کا ایک فرق

اور دوسری بات میری شیخ فرماتے ہیں کہ کسی بھی جھوٹے خدا نے بڑی بڑی مخلوقات کے پیدا کرنے کا دعویٰ نہیں کیا۔ فرعون نے نہیں کہا کہ سمندر میں نے بنایا ہے آسمان میں نے بنایا ہے کیونکہ پتہ تھا میں کہوں گا تو سب جھٹلائیں گے کہ اگر تم نے آسمان بنایا ہے تو آسمانوں کی سیر کر کے دکھا دیجیے۔ سمندر بنایا ہے تو ذرا گھوم پھر کے دکھا دیجیے لیکن اللہ تعالیٰ نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم نے آسمان بنائے ہم نے زمین بنائی ہم نے سمندر پہاڑ دریا اور عرش اور لوح وکرسی سب ہم نے بنایا۔ یہ دعویٰ انہی کے لائق تھا تو کسی جھوٹے خدا کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ یہ کہہ سکے کہ یہ بڑی بڑی مخلوقات میں نے پیدا کی ہے بلکہ یہ کہا کہ حکومت ہماری ہے جب حکومت ہماری ہے تو لہٰذا ہم خدا ہیں۔

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

میرے شیخ فرماتے ہیں لفظِ اللہ کھینچ کر کہو جیسے دل سے آواز آ رہی ہے اور یاد رکھو! اس ماحول میں ہر چیز ذکر کر رہی ہے ہر چیز ذکر میں مشغول ہے۔ وانّ مِنْ شيءٍ الاَّ يسبح بحمده کوئی ایسی چیز نہیں جو اللہ کی تسبیح نہ کرے۔ **ولكن لاتفقهون تسبيحهم** لیکن تمہیں ان کی تسبیح معلوم نہیں ہے لہٰذا جب آدمی ذکر کرے تو یہ سمجھے کہ میں اکیلا نہیں ہوں میرے ساتھ ماحول میں جتنی چیزیں ہیں سب اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہی ہیں۔

اس کے بعد استغفار اور درود شریف استغفار پہلے کرو درود بعد میں۔

استغفار کو درود سے مقدم کرنے کی حکمت

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے دفتر میں بہت عرصہ پہلے کی بات ہے۔ حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے شیخ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالی موجود تھے تو کسی نے سوال کیا کہ استغفار پہلے پڑھیں یا درود شریف پہلے پڑھیں؟ تو سب نے کہا ہم میں سب سے زیادہ عمر حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے صرف سات سال چھوٹے تھے لہٰذا وہ جواب دیں تو حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیکھو پہلے تم کپڑے صابن سے دھوتے ہو اور پھر عطر لگاتے ہو۔ فرمایا ''استغفار'' روح کو دھونے کا صابن ہے تو پہلے استغفار کرکے روح کی صفائی کرلو پھر درود شریف کا عطر استعمال کرو لہٰذا پہلے استغفار پھر درود شریف پڑھیے تو ان شاء اللہ تھوڑا ذکر کرلیں درمیان میں وقفے وقفے سے تھوڑے اشعار ہوں گے۔

(اس کے بعد ذکر کی مجلس ہوئی اور حضرت والا نے ذکر کروایا۔ جامع)

ألـلّٰهـم لک الـحـمـد كـما أنت أهله وصل علٰى محمد كماأنت أهله وأفعـل بـنـا كـما أنت أهله فانک أنت أهل التقىٰ وأهل المغفرة ربّنا ظـلـمـنـا أنـفسنا ولم تغفر لناوترحمنا لنكونن من الخاسرين. أللّٰهم إنّا نسـئـلک الهـدىٰ التـقـوىٰ العفاف والغنٰى. اللهم احسن عاقبتنا فى الامـور كلها واجرنا من خزى الدنيا وعذاب الآخره. اللهم ارنا الحق حـقًـا وارزقـنـا اتبـاعـه وارنا الباطل باطلاً وارزقنااجتنابهٗ. ياحى ياقيوم

برحمتک نستغیث اصلح لنا شاننا کله ولا تکلنا الیٰ انفسنا طرفة عین. اللهم واقیةً کواقیة الولید. اللهم واقیةً کواقیة الولید. اللهم واقیةً کواقیة الولید.

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلبگار تیرا
تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھ کو
الٰہی رہوں اک خبردار تیرا
آپ چاہیں ہمیں ہے کرم آپ کا
ورنہ ہم چاہنے کے تو قابل نہیں

یااللہ! ہم دوراُفتادوں کو اپنے نزدیک فرما۔ یااللہ! ہم ناآشناؤں کو اپنی ذات کا عارف بنادے۔ یااللہ! ہم جاہلوں کو اپنا علم عطا فرما۔ یااللہ! اپنے قرب کی لذت ہمیں نصیب فرما۔ یااللہ! ہم سب کو تو اللہ والا فرما ہمارے گھر والوں کو بال بچوں کو اللہ والا بنادے ہماری قیامت تک کی آنے والی نسلوں کو اللہ والا فرما اپنی ولایت اور دوستی سے ہم میں سے کسی کو بھی محروم نہ فرما۔ اے کریم! اے کریم! اے کریم! بغیر استحقاق کے ہمیں بہت ساری نعمتیں دینے والے! ہمیں بغیر استحقاق کے اپنی دوستی کی نعمت بھی نصیب فرما ہمارے دل کو اپنی محبت کے راز نصیب فرما اپنے قرب کی لذت نصیب فرما۔ یااللہ! ہمیں تقویٰ کی دولت نصیب فرما ہمارے ایمان کو کامل فرما اپنی رضائے کامل ہمیں نصیب فرما۔ یااللہ! ہمارے حال پر رحم فرما۔ یااللہ! میں مسافر ہوں بڑی دور سے سفر کر کے محض آپ کی رضا اور آپ کی محبت کی خاطر اس دیارِ غیر میں آیا ہوں یااللہ! مجھے بھی اور ہمارے تمام دوستوں کو اللہ والا بنادے۔ یااللہ! یہاں کے تمام مسلمانوں کو اللہ والا بنادے۔ یااللہ! کائنات کے ذرّے ذرّے پر رحم کی بارش فرما۔

یااللہ! صحراؤں میں کیڑے مکوڑوں پر بھی اپنی رحمت کی بارش نازل فرما دریاؤں میں مچھلیوں پر بھی اپنی رحمتیں نازل فرما آسمانوں میں فرشتوں پر بھی رحمتیں نازل فرما زمین کے مکینوں پر بھی رحمتیں نازل فرما۔ یااللہ! کائنات کے ذرّے ذرّے پر اپنی رحمت نازل فرما۔ یااللہ! کافروں کو بھی ایمان کی توفیق عطا فرما ایمان والوں کو اپنی ولایت اور دوستی نصیب فرما اپنا قربِ خاص نصیب فرما۔ یااللہ! ہماری کوتاہیوں کو نالائقیوں کو معاف فرما اب تک جو گناہ کر چکے ہیں ہمیں معاف کر دے۔ یااللہ! ہمارے بدن کے ہر ہر جزء کے گناہوں کو معاف فرما۔ یااللہ! اب تک نفس و شیطان کو خوش کیا تجھے بھول گئے ہمارا یہ جرم معاف فرما ہمہ وقت اپنی ذات کا دھیان نصیب فرما کیفیاتِ احسانیہ نصیب فرما۔ یااللہ! پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل اتباع نصیب فرما۔ یااللہ! عافیت و کرم کا معاملہ فرما۔ یااللہ! دنیا کی حسنات (اچھائیاں اور بھلائیاں) بھی نصیب فرما آخرت کی حسنات بھی نصیب فرما۔ یااللہ! ہمارے مسائل کو حل فرما ہماری حاجات کو پورا فرما ہماری مشکلات کو دور فرما مصائب کو دور فرما تمام اُمتِ مسلمہ کے حال پر رحم فرما اُمتِ مسلمہ کی مدد فرما اُمت مسلمہ کی نصرت فرما اُمتِ مسلمہ کو ہدایت نصیب فرما۔ یااللہ! غیروں کو بھی اسلام کی توفیق عطا فرما۔ یااللہ! عافیت و کرم کا معاملہ فرما۔ یااللہ! یہاں کے قیام کو قبول فرما کہنے سننے کو قبول فرما۔ یااللہ! ہم سب کو اپنے عشق و محبت میں گرفتار فرما۔ یااللہ! اپنا عشق و محبت ہمیں عطا فرما اپنا غمِ محبت ہمیں عطا فرما ؎

کچھ اپنا درد و غم دے دو کہ ہم دلشاد ہو جائیں
تم اپنی قید میں لے لو کہ ہم آزاد ہو جائیں

یااللہ! تو اپنی قید میں لے لے گا تو ہم نفس و شیطان کی چنگل سے آزاد ہو جائیں گے۔ یااللہ! اپنی محبت کی قید ہمیں نصیب فرما۔ یااللہ! تمام دینی مراکز کی حفاظت فرما دینی جماعتوں کی حفاظت فرما دین والوں کی حفاظت فرما ہر ہر مسلمان کی حفاظت فرما۔

یااللہ! ہمارے حال پر رحم فرما ہمارے گھر والوں بال بچوں کے حال پر رحم فرما سو فیصد آپ کو راضی رکھنے کی توفیق فرما آپ کی ناراضگی سے بچنے کی توفیق فرما۔ یااللہ! ہر لمحۂ حیات آپ کو راضی رکھنے کی توفیق عطا فرما اور آپ کی ناراضگی اور غضب وقہر والے اعمال سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ یااللہ! عافیت وکرم کا معاملہ فرما۔

اللّٰھم انا نسئلک حُبک وحبَّ من یُّحبُّکَ وحبَّ عمل یبلّغنی الٰی حُبک. اللھم اجعل حبک احب الینا من انفسنا واھلنا ومن الماء البارد اللھم انا نسئلک من خیرما سئلک منه نبیُّک محمدٌ صلی اللّٰه علیه وسلم ونعوذبک من شر ماا ستعاذ منه نبیّک محمدٌ صلی اللّٰه علیه وسلم وانت المستعان وعلیک البلاغ ولا حول ولا قوة الّا باللّٰه. وصلی اللّٰه تعالٰی علٰی خیر خلقهٖ محمدٍ وآله اصحابهٖ اجمعین.

اور پھر ذکر کرایا اس میں ذکر کی نیت سکھلائی کہ ذکر اس لیے کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائے۔ تقریباً مغرب تک یہ مجلس جاری رہی مغرب کی نماز حضرت شیخ نے پڑھائی اور مغرب کے بعد نبی کریم ﷺ یہ دعا اللّٰھم واقعة کواقیة الولید پر مختصر بیان فرمایا۔

سفرنامہ زمبیا

''اللّٰھُمَّ وَاقِیۃ کواقیۃ الولید''

کی تشریح

قطبِ زماں جنید وقت سلطان العاشقین

علامہ مولانا شاہ جلیل احمد صاحب اخون دامت برکاتہم

کا اثر انگیز وعظ

مسجدِ جمعہ

بعد نمازِ مغرب 26 مارچ 2010ء

وعظ حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامع العلوم بہاولنگر پنجاب
مقام مسجد عمر زامبیا(Zambia)
بتاریخ 26مارچ2010ءجمعۃ المبارک بعد نماز مغرب (الوداعی بیان)

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُه وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِل لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَحَبِيْبَنَا وَشَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّم اَمّا بَعْدُ

فقد قال عليه السلام صلى الله النبى اللّٰهُمَّ واقيةً كواقيةِ الوليد. او كما قال عليه الصلوٰة والسَّلام

میرے محترم بزرگو اور دوستو! پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دعا ہمیں تلقین فرمائی ہے"اللّٰھُمَّ وَاقیة کواقیة الولید"

"اے اللہ! آپ ہماری ایسی حفاظت کیجیے جس طرح ماں اپنے بچوں کی حفاظت کرتی ہے۔"

جب بندے کا اللہ سے تعلق پیدا ہوجاتا ہے تو پھر اللہ اس کو جانے نہیں دیتے جس طرح ماں کو اپنے بچے سے محبت ہوتی ہے وہ کبھی بھی اس کو گڑھے میں نہیں گرنے دے گی کبھی گندا نہیں رہنے دے گی کبھی دُشمن کے حوالے نہیں کرے گی کیونکہ ماں کو بچے سے پیار ہے۔

نسبت مع اللہ

اللہ تعالیٰ کو بھی بندے سے پیار ہوتا ہے اس لیے مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتابگڈھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نسبت اسی کا نام ہے نسبت اسی کا نام
ان کی گلی سے آپ نکلنے نہ پائی

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت نسبت کیا چیز ہے؟ فرمایا جب تمہاری کسی لڑکی سے نسبت (جس کو اردو میں منگنی کہتے ہیں) طے ہو جاتی ہے تو کیا ہوتا ہے۔ ہر وقت اسی کا دھیان رہتا ہے اس کے محلے میں سے بھی اگر کوئی آجائے گا تو اس کو بھی چائے پلائے گا۔

اس جگہ سے پیار وہاں کے رہنے والوں سے پیار وہاں سے آنے والوں سے پیار اور ہر وقت دل اس کے لیے بے قرار۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب خدا سے بندے کو نسبت ہو جاتی ہے تو پھر ہر وقت اس کے خیال میں گم رہتا ہے پھر اس کو اُن سے منسوب ساری چیزیں اچھی لگتی ہیں۔ مسجد میں مزہ آئے گا نیک آدمی کو دیکھ کر پیار آئے گا قرآن مجید کو دیکھ کر مزہ آئے گا خدا کے گھر کو دیکھ کے مزہ آئے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ جب کسی سے پیار ہو جاتا ہے تو پھر اس کے اردگرد جتنی بھی چیزیں ہوتی ہیں انسان کو اس سے بھی پیار ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ محمد احمد صاحب پرتا بگڑھی رحمۃ اللہ جو میرے شیخ کے مرشدِ اوّل ہیں اور ہمارے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے تین سال ان کی خدمت میں گزارے۔ الٰہ آباد میں سلسلۂ نقشبندیہ کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ فرمایا کرتے تھے ؎

نسبت اسی کا نام ہے نسبت اسی کا نام
ان کی گلی سے آپ نکلنے نہ پایئے

آپ جانا بھی چاہیں تو جانے نہ پائیں وہ جانے ہی نہیں دیں گے کہ ہمارے ہو کر کہاں جاتے ہو؟ آج سے پینتیس چالیس سال پہلے کی بات ہے۔ ہم نے اپنی

طالب علمی میں حضرت سے سنا کہ ایک مرتبہ کوشش اور ہمت کر کے خدا کے پیاروں کی فہرست میں نام درج کرالو پھر زندگی بھر بے پرواہ ہو جاؤ تمہیں کبھی اپنے پیار سے نکلنے ہی نہیں دیں گے۔

دعا نبوی کی شرح

جس طرح ماں اپنے بچے کو نکلنے نہیں دیتی۔ **اللّٰھمَّ واقیۃً کواقیۃ الولید.** پیغمبر علیہ الصلوٰۃ کی اس دعا کا راز یہی ہے کہ اللہ ہماری ایسے حفاظت کر جیسے ماں اپنے بچے کی حفاظت کرتی ہے میرے شیخ نے فرمایا دیکھو! اس کے تین اسٹیپ (مراحل) ہیں تین اقدام ہیں پہلا قدم مثلاً بچہ مٹی کھاتا ہے دوسری گندی چیزیں کھالیتا ہے تو ماں کی کوشش ہوتی ہے کہ مٹی ہی وہاں نہ رہنے دے اس کے ماحول میں مٹی کو نہ آنے دے جہاں سے بچہ مٹی کھا سکتا ہے۔

فرمایا اسی طرح پہلا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ اپنے اس بندے کو گناہ کے اسباب میں جانے ہی نہیں دیتے یا گناہ ہی کو اس سے دور کر دیتے ہیں جس کے ارتکاب سے بندہ خدا سے دور ہو جاتا ہے۔

بچہ مٹی کھائے گا تو پیٹ خراب ہوگا بیمار ہوگا تو ہسپتال میں داخل ہوگا یا مر جائے گا۔ اسی طرح بندہ گناہ کرے گا تو خدا سے دور ہو جائے گا کیونکہ ہر گناہ بندے کو اللہ سے دور کرتا ہے اور ہر نیکی خدا کے قریب کرتی ہے تو پہلا مرحلہ کیا ہوتا ہے کہ ماں اس ماحول میں مٹی ہی نہیں رہنے دیتی۔

بالکل گھر کو صاف ستھرا رکھتی ہے کہ کوئی ایسی چیز نہ ہو جو میرا بیٹا اپنے منہ میں ڈالے اور اس کو نقصان پہنچ جائے تو اللہ اپنے بندے کے لیے یہ انتظام فرماتے ہیں کہ گناہوں کے سامان کو دور کر دیتے ہیں کہ میرا بندہ کمزور ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ گناہوں کی مٹی میرا بندہ کھالے۔

دوسرا اقدام کہ کسی طرح بچہ مٹی تک پہنچ گیا اور مٹی کھالی تو ماں جلدی سے جاتی ہے اور اس کے منہ سے مٹی نکالتی ہے۔ اسی طرح گناہ کے قریب بندہ پہنچتا ہے اللہ وہیں سے پکڑ لیتا ہے جاتا اور بندہ ہشیار ہو جاتا ہے۔ وہیں رُک جاتا ہے

"اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْ اِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فاذا هُم مُبْصِرُوْن" (سورۃ الاعراف آیت ۲۰۱)

کہ اللہ کے پیاروں کو شیطان جب مس (چھوتا ہے) کرتا ہے **تَذَكَّرُوا** ان کو اپنا مالک یاد آ جاتا ہے اللہ ہمیں معاف کر دے۔ **فاذا هم مبصرون** اللہ دوبارہ راستہ کھول دیتے ہیں۔

اس لیے کہتے ہیں متقی کا گناہ اور غافل کے گناہ میں فرق ہے۔ متقی آدمی کی غفلت اور طرح کی ہے اور غافل کی غفلت اور طرح کی ہے۔ متقی کو کبھی گناہ ہی نہیں رہنے دیں گے کیونکہ پیارا ہے منہ میں سے مٹی نکال دیں گے۔

اور تیسرا اقدام بچہ مٹی کھا گیا تو ماں جلدی سے جلاب دیتی ہے تا کہ جلدی سے مٹی پیٹ سے نکل جائے۔ کہیں آنتوں میں جا کر سُوّے نہ بنالے گانٹھیں نہ بنالے آنتوں میں پتھر نہ بن جائے کہ اس کی آنتیں زخمی ہو جائے اور کہیں انفیکشن ہو جائے تو فوراً جلاب دیتی ہے جس سے پیٹ صاف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ جب گناہ کر لیتا ہے تو اس کو توفیقِ توبہ دے کر اپنے دربار پر گراتے ہیں۔ رو رو کے اپنے ربّ کو مناتا ہے اللہ معاف کر دیتے ہیں۔ یہ استغفار و توبہ جلاب کی طرح ہے جو گناہوں کو دھو دیتا ہے اور روح کو پاک کر کے اس میں پھر سے اللہ کے قرب کا گلاب کھل اُٹھتا ہے۔ کبھی بھی گناہ پر نہیں جمنے دیتے۔

اس دعا **اللهم واقيةً كواقية الوليد** کی تکمیل تین مرحلوں پر ہے (۱) یا تو گناہ کے قریب ہی نہ جانے دیں گے۔ (۲) یا قریب ہوا تو فوراً کھینچ لیں گے کہاں جاتا ہے

نالائق! کیوں گناہ کرتا ہے تیری نالائق کا ''نا'' ابھی تک نہیں ہٹا۔(۳) گناہ کرلیا تو فوراً اس کو استغفار و توبہ کا جلاب دے کر پاک وصاف کر لیتے ہیں۔ یہ تین مراحل ہیں اس سبق کو یاد کرلو۔

گناہوں کا تقاضا

اور ایک اہم بات سمجھ لو جس کے نہ سمجھنے سے بہت لوگ پریشان رہتے ہیں وہ یہ کہ گناہوں کے خیالات آسکتے ہیں انسان ہے اس کے دل میں گناہوں کے خبیث خیالات آئیں گے اس سے خدا کی دوستی میں فرق نہیں آئے گا۔ بس اس پر عمل نہ ہونے دو۔ گناہوں کے تقاضوں کو دبا دو اس پر عمل نہ کرو بس۔ اور خیالات کا آنا بُرا نہیں ہے اپنے اختیار سے لانا بُرا ہے۔ آنا اور لانا میں فرق ہے۔ خیالات آجائیں وساوس پیدا ہوجائیں اس کا علاج عدمِ التفات ہے کہ اس طرف توجہ ہی نہ کرو کسی مباح کام میں مشغول ہوجاؤ۔

میرے شیخ نے تو فرمایا یہ تقاضے اسی لیے دیئے ہیں کہ ان تقاضوں پر جب عمل نہیں کرو گے تو انہی تقاضوں کو اللہ نور میں تبدیل فرمادیتے ہیں۔ یہی تقاضے نور میں بدل جاتے ہیں اور میرے شیخ نے مثال دی کہ جیسے جانوروں کا گوبر جس کو ہندوستان پاکستان میں بطور کھاد استعمال کرتے ہیں نجس ہے گندی چیز ہے لیکن اس کو زمین میں ڈالنے سے نتیجتاً جو پھول پیدا ہوتا ہے اور جو پھل پیدا ہوتا ہے اور اناج پیدا ہوتا ہے وہ کتنا پاکیزہ کتنا خوبصورت کتنا ذائقہ دار کتنا طاقتور ہوتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ اعیان کے بدلنے پر قادر ہیں۔ کسی چیز کی عینیت مصطلح کو تبدیل کرنا اس کے لیے مشکل نہیں۔ وہ عین کو تبدیل فرماتے رہتے ہیں۔ عینِ نجاست کو عینِ طہارت اور عینِ پاکی میں تبدیل کر دیا تو جب وہ عینِ نجاست کو عینِ طہارت میں تبدیل کرسکتے ہیں تو پھر مرے دوستو! اپنے گنہگار بندوں کو توفیقِ توبہ دے کر پاک کیوں نہیں کرسکتے ہیں؟ تو وہ گوبر

جلانے کے کام بھی آتا ہے جب اس کو تندور میں ڈالتے ہیں اس طرح گناہ کے تقاضوں کو خوفِ الٰہی کے تندور میں ڈالنے سے تقویٰ کا تندور روشن ہوجاتا ہے۔

اللّٰھُمَّ واقیۃً کواقیۃ الولید اے اللہ! جیسے ماں اپنے بچے کو بچاتی ہے مٹی سے مضر چیزوں سے یااللہ تو ہمیں بھی بچالیجیے۔ اللہ قریب نہیں جانے دیتے گناہ کے۔ کرلیا فوراً توبہ واستغفار کی توفیق دے دیتے ہیں۔ ہمارے حضرت نے سنایا کہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتا بگڈھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ غالبؔ نے شعر کہا ہے ؎

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

غالب کے اشعار کی تصحیح

کہ اتنے گناہ کرلیے اب کعبہ کیا لینے جارہے ہو تو فرماتے تھے غالب کو اللہ کی معرفت نہیں ہے اس لیے اتنی بڑی بات کہہ دی۔ میں کہتا ہوں کعبہ جانے کے لیے کسی خاص منہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ؎

میں اسی منہ سے کعبہ جاؤں گا
شرم کو خاک میں ملاؤں گا
ان کو رو رو کے مناؤں گا
اپنی بگڑی کو یوں بناؤں گا

اس لیے میرے شیخ فرماتے ہیں اللہ کا ایک نام جبّار ہے جبّار کا مطلب کیا ہے جو ٹوٹی ہوئی چیزوں کو جوڑ دے۔ ٹوٹی ہوئی چیزوں کو جوڑنے والے کا نام جبّار ہے اس لیے کسی کی ہڈی ٹوٹ جائے تو بزرگ فرماتے ہیں یا جَبّارُ کی تسبیح پڑھو جلدی تمہاری ہڈی ٹھیک ہوجائے گی اس لیے کہ جَبّار کے معنی ہیں ٹوٹی ہوئی چیزوں کو جوڑ دے تو جب

کوئی گنہگار خدا سے ٹوٹ جاتا ہے اپنی قسمت کو بگاڑ لیتا ہے پھر جب توبہ کرتا ہے تو اللہ فرماتے ہیں میں جبّار رہوں میں تیری اس ٹوٹی ہوئی قسمت کو جوڑ کر تجھے خوش قسمت بنادوں گا اور حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (پرتا بگڈھی) بعض مشہور شعراء کے اشعار پر بڑی پیاری تضمین کرتے تھے۔ فرمایا کہ غالبؔ نے کہا تھا ؎

عشق نے غالب نکمّا کردیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

یعنی ہم کام کے آدمی تھے عشق نے ہمیں کاہل اور نکمّا کردیا ہے بیٹھے سرد آہیں کھینچ رہے ہیں۔ میرے شیخ نے فرمایا کہ غالبؔ کو گلنے سڑنے والی لاشوں کا عشق تھا ہگنے موتنے والوں کا عشق تھا تو جیسا معشوق ہوگا ویسا عاشق ہوگا کیونکہ عاشق پلس (plus) معشوق ہوتا ہے تو آپ کو پتہ ہے کہ پلس کے ساتھ جو چیز آئے گی وہ اثر انداز ہوگی یا نہیں اور اگر یہی عاشق پلس لیلیٰ ہونے کی بجائے پلس مولیٰ ہوجائے تو اس پر بھی مولیٰ کے اثرات آجائیں گے۔ جب گلنے سڑنے والوں پر مرے گا تو گلنے سڑنے کا اثر آئے گا اس پر۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

ارے یہ کیا ظلم کررہا ہے کہ مرنے والوں پہ مررہا ہے
جو دَم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوقِ نظر نہیں ہے

جو حسینوں کے چکر میں ہے وہ بلند ذوقِ نظر سے محروم ہے وہ پست ذہنیت کا شکار ہے۔ جو کرگس (گدھ) کی طرح مردار خوری اور تعفن زدہ رہنے کو اپنا مقصدِ حیات سمجھتا ہے یہ بازِ شاہی نہیں ہے جو بادشاہ کے کلائی پر بیٹھ کر اس کے قرب کے مزے لوٹتا ہے۔ اللہ والے بازِ شاہی ہیں جو ہر لمحۂ حیات اللہ کے قرب کے مزے لوٹ رہے ہیں۔

خیر! فرمایا کہ غالب نے تو کہا تھا کہ

عشق نے غالب نکمّا کردیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

تو حضرت شاہ محمد احمد صاحب پرتا بگڈھی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ لاشوں کا عشق ہے جو شاعر کی خوئے کرگسیت پر دلالت کرتا ہے اگر خدا کا عشق ہوتا تو کہتا ؎

عشق نے احمؔد مجلّٰی کردیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے نام کے

ہم تو نام کے آدمی تھے خدا کے عشق نے آج مجلّٰی کردیا۔

اللہ تعالیٰ کی دوستی دائمی

میرے دوستو! ایک دفعہ ہمت کر کے تقویٰ اختیار کر کے خدا کے پیاروں کی فہرست میں ایک بار نام درج ہو جائے پھر قیامت تک نہیں نکل سکتا کیونکہ اللہ جب کسی کو دوست بناتے ہیں تو ہمیشہ کے لیے بناتے ہیں کیونکہ اللہ کو مستقبل کا علم ہے کہ کون باوفا ہے اور کون بے وفا۔ وہ دوست بناتے ہی اس کو ہیں جو مستقبل میں بھی دوست رہے گا کوئی بات ہو جاتی ہے تو ہم کہتے ہیں کل سے دوستی ختم لیکن اللہ جب کسی بندے کو دوست بناتے ہیں تو پھر اس کو آئندہ باوفا رہنے کی توفیق بھی عطا فرماتے رہتے ہیں۔ گناہ ہو سکتا ہے لیکن توفیقِ توبہ بھی دیتے ہیں۔

جب تک منائے گا نہیں اس کو چین نہیں آئے گا معمولی گناہ کو بھی بہت بڑا سمجھے گا۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی کا قصہ لکھا ہے۔ ذرا سی نظر کی بے احتیاطی پر اتنا روتے تھے اتنا روتے تھے جبرئیل علیہ السلام آئے کہ آپ نے اپنے فلاں صحابی کی خبر نہیں لی۔ فرمایا ان کا کیا حال ہے؟ کہا آپ کا سامنا نہیں کر سکتے وہ کہ میں رسول اللہ کو ان گناہوں سے دیکھوں جن نگاہوں نے جرم کیا ہے جنگل میں چلے

گئے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہا کو بھیجا کہ جاؤ۔ یہ حضرات گئے وہاں پوچھا یہاں کوئی آیا ہے؟ کہا دن میں تو کوئی نظر نہیں آتا رات کے اندھیرے میں کوئی روتا ہے لوگوں کا جگر اور کلیجہ پھٹ جاتا ہے۔ رات ہوئی آہ و فغاں شروع ہوگئی۔ یہ وہاں پہنچے اور کہا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تجھے یاد کر رہے ہیں۔ آئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا چیخ ماری بے ہوش ہو کر گرے اور انتقال ہو گیا ؎

نکل جائے دَم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

ایسا احساسِ جرم تھا۔

میرے دستو! اللہ نے ہمیں کتنی توفیقات سے نوازا ہے کلمہ دیا نماز کی توفیق دی حج عمرے کی توفیق دی پھر ان توفیقات کے بعد ہم نالائقیاں کریں تو آپ بتائیے انسان تو شرم میں ڈوب مرتا ہے۔ اسی وقت ان کا انتقال ہوا جب اس کا جنازہ اُٹھا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پنجوں کے بَل چل رہے ہیں۔ فرمایا اتنے ہزار فرشتے آسمانوں سے اُترے ہیں کہ چلنے کی جگہ نہیں ہے۔ **انّ اللّٰہ یحبُّ التوّابیْن** اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے توبہ کرنے والوں سے بڑا پیار ہے۔ حدیث قدسی (مضمون اللہ تعالیٰ کا ہے اور الفاظ پیغمبر علیہ السلام کے ہیں) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

لَاَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْن
رونے والوں کی آہ و فغاں مجھے تسبیح والوں کی آواز سے اچھی لگتی ہے۔

جس طرح بچے بیٹھے ہوں اور وہ اماں کی بڑی تعریف کر رہے ہوں اور کوئی بچہ اپنے درد سے مجبور ہو کر رو رہا ہو تو اماں کو رونے والے کی فکر ہوتی ہے۔

میرے دوستو! جب کوئی بندہ ربّا کے دربار میں روتا ہے اللہ فرماتے ہیں جو تسبیح

کررہے ہیں وہ تو میرے ہی ہیں لیکن یہ بندہ رورو کر مجھے منانا چاہتا ہے اور میرے قریب آنا چاہتا ہے تو اللہ اس پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ **لانین المذنبین احبُّ اِلَیَّ من زجل المسبّحین.**

اللہ تعالیٰ کا راستہ زاری سے

یہ آہ وفغاں کا راستہ ہے یہ زور کا نہیں زاری کا راستہ ہے۔

زور را بگزار زاری را بگیر

رحم سوئے زاری آید اے فقیر

زور چھوڑ اللہ کا راستہ کسی نے اپنے طاقت سے طے نہیں کیا ہے زاری اختیار کر اے فقیر! رحیم کا رحم زاری ہی کی طرف آتا ہے۔

اس لیے ایک مرتبہ کوشش کر کے انسان اللہ کے پیاروں میں شامل ہوجائے اور وہ کس سے ہوگا تقویٰ سے ہوتا کہ انسان چوبیس گھنٹے کی زندگی ایسے گزارے کہ کوئی گناہ نہ ہو بچائے اپنے آپ کو گناہ سے اور یہ دعا بھی مانگے اَللّٰھُمَّ واقیۃً کواقیۃِ الو بس جس دن دعا قبول ہوگئی کام بن گیا ماں کی طرح حفاظت کریں گے جرم ہوجائے گا جلاب دے دیں گے۔ جلاب یعنی توفیقِ توبہ اسی وقت دے دیتے ہیں تھوڑی مشکل ڈال دی تھوڑی مصیبت ڈال دی فوراً کہے گا اللہ! معاف کردے۔

مصیبت ذریعہ قرب

جب پیاروں پر مشکل آتی ہے تو وہ خدا کے اور قریب ہوجاتے ہیں جس طرح بچے پر کوئی مصیبت آجائے تو کس کو پکارتا ہے اماں کو امّاں! امّاں! امّاں! اماں اماں کرتے ہوئے دوڑتا ہے تو فرمایا کہ اسی طرح اللہ کے پیاروں پر جب کوئی مشکل آتی ہے تو وہ اللہ کے اور قریب ہوجاتے ہیں مشکلات دور نہیں کرتی ان کو اللہ سے بلکہ قریب کرتی ہیں۔

ایک اللہ والے کو چیتے نے پنجہ مار کر زخمی کر دیا تو وہ زخم دھو رہے تھے اور کہہ رہے تھے الحمدللہ! الحمدللہ!

کسی نے کہا کہ یہ کون سا موقع ہے الحمدللہ پڑھنے کا تو اس اللہ والے نے بڑا عجیب جواب دیا۔ فرمایا کہ ؎

شکر آنکہ بمصیبتے گرفتارم نہ بمعصیتے

میں اس بات کا شکر ادا کر رہا ہوں کہ مصیبت میں مبتلا ہوں معصیت (گناہ) میں مبتلا نہیں ہوں۔

مصیبت میں مبتلا ہوں جو خدا سے قریب کرتی ہے۔ معصیت میں مبتلا نہیں جو خدا سے دور کرتی ہے۔ اناللہ تو مجھے معصیت پر پڑھنی چاہیے کہ میں گناہ کروں اور خدا سے دور ہو جاؤں یہ تو مصیبت آئی ہے اس پر صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے۔

ٹوٹے دل کی قیمت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب کسی مؤمن کا دل ٹوٹتا ہے کسی مصیبت کی وجہ سے یا گناہ چھوڑنے کی وجہ سے اللہ فرماتے ہیں اس کے بدلے میں ہم اس کو کیا دیتے ہیں **انا عند المنسکرۃ قلوبھم** ان ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہم آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات بدلہ میں دے دی۔

اس لیے حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے فرمایا ؎

درد دل دے کر مجھے اُس نے یہ ارشاد کیا
ہم اُسی گھر میں رہیں گے جسے برباد کیا

جب مؤمن کا دل مصائب سے ٹوٹتا ہے یا اپنی افسوسناک گنہگار حالت پر ٹوٹتا ہے کہ میری کیا حالت ہے؟ میں کدھر جا رہا ہوں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں ایسے ٹوٹے ہوئے دل کے قریب آجاتا ہوں۔ **انا عند المنسکرۃِ قلوبھم** میں ٹوٹے ہوئے

دلوں کے قریب رہتا ہوں۔

بس میرے دوستو! آپ حضرات سے یہی گزارش ہے آپ حضرات کی محبتیں سمیٹنے کا اور حاصل کرنے کا موقع ملا جو باتیں بزرگوں سے سنی اس کے سنانے کا موقع ملا۔اب واپسی کے دن قریب ہیں۔

بس میرے دوستو! یہی سبق یاد کرلو کہ ایک دفعہ ان کے پیاروں کی فہرست میں شامل ہو جاؤ پھر ان شاءاللہ ولی بن کر ہی نکلو گے وہ جانے نہیں دیں گے کیونکہ وہ جب کسی سے دوستی لگاتے ہیں اور اپنی ولایت کے لیے قبول کرتے ہیں تو ان کو پتہ ہے کہ یہ مستقبل میں بھی باوفا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ غالب بر تقدیر

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ تو اتنی بڑی بات فرماتے ہیں کہ تقدیر کی بات کرتے ہو تقدیر بھی اللہ کی محکوم ہے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اللہ تعالیٰ پر حاکم نہیں ہے اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ واپس بھی لے سکتے ہیں۔تم تقدیر کی بات کر کے گھر میں بیٹھ جاتے ہو کیوں نہیں اس سے مانگتے اور آہ وزاری کرتے اے اللہ! اور حدیث میں یہ دعا بھی آتی ہے

"اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ فِی الْاَشْقِیَاءِ"

اگر بدبختوں میں میرا نام لکھا ہے **فمحُو** تو اے اللہ اس کو مٹا دیجیے **واکتبنی فی السُّعداء** اور نیک بختوں میں لکھ دیجیے۔آپ اپنے لکھے کو تبدیل کرنے پر قادر ہیں تو اللہ تعالیٰ تقدیر بھی تبدیل کر سکتا ہے کہ اے اللہ! اگر ہم بدبخت ہیں اور شقی ہیں اے اللہ! آپ ہمیں نیک بختوں میں لکھ دیجیے۔آپ تو اپنی تقدیر پر غالب ہیں تقدیر مغلوب ہے تقدیر پر آپ کی محکوم آپ کی حاکم نہیں ہے آپ سب کے حاکم اور سب پر غالب ہیں۔

وَاِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ فِی السُّعداء فَاَثْبُتْهُ اور نیک بختوں میں ہمارا نام لکھا ہے تو اس کو پکا کر دیجیے۔ کبھی اس ''دیوانِ سعادت'' میں سے ہمیں نکلنے نہ دیجیے۔ تفسیر مظہری میں یہ دعا موجود ہے **یمحو اللّٰہ مایشاء ویثبتو و عِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰب** اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے اور وہاں کئی واقعات بھی لکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے اللہ کا سوال

اللہ تعالیٰ سے اللہ کو مانگو۔ **اَللّٰھُمَّ اِنِّی أسئلک حُبَّک** اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ پہلی بار حج پر گئے خانہ کعبہ پر نظر پڑی کہتے ہیں خانہ کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے کیونکہ پہلی نظر پڑنا ملاقات ہے اور بادشاہوں سے جب کوئی ملاقات کرتا ہے تو بادشاہ فوراً گفٹ (ہدیہ) دے دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ہدیہ دیتے ہیں کہ ہمارے گھر آئے ہو جو مانگو گے ملے گا تو کیا مانگا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ؂

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلبگار تیرا

یا اللہ تو مجھے مل جائے کیونکہ جب خدا مل جائے گا تو ساری خدائی مل گئی۔ بادشاہ مل گیا تو ساری بادشاہی مل گئی۔

دل کی پاسبانی

میرے دوستو! ہمت کر کے گناہوں کو چھوڑ و تقویٰ کے بغیر خدا نہیں مل سکتا۔ یاد رکھو! جو آدمی گناہ میں پڑا ہوا ہے وہ بالکل دور ہے اللہ کی ولایت سے۔ ہر وقت اپنے دل کا خیال رکھو کہ اس میں کوئی غیر نہ آنے پائے۔ حضرت شاہ محمد احمد صاحب پرتا بگڈھی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؂

نہ کوئی غیر آجائے نہ کوئی راہ پاجائے

حریمِ دل کا تم ہردم پاسباں رہنا

ایک اللہ والے کا انتقال ہونے لگا تو ایک آدمی آیا کہا یا اللہ! ان کا ایمان پر خاتمہ ہو ایمان پر خاتمہ ہو۔ حضرت بے ہوش تھے ہوش میں آئے فرمایا کیا دعا مانگتے تھے وہ صاحبِ کشف تھے ان کو کشف ہو گیا۔

بزرگ نے فرمایا کہ کچھ غم نہ کرو چالیس سال ہو گئے اس دل کے دروازے پر پہرہ دے رہا ہوں۔ ایک لمحے کے لیے بھی غیر اللہ کو اس میں گھسنے نہیں دیا۔ آج چوبیس گھنٹے ہمارے ایسے نہیں گزرتے کہ چوبیس گھنٹے ہمارے دل میں غیر اللہ نہ آئے۔ ہر وقت غیر اللہ گھسا ہوا ہے۔

مجالس اہل اللہ شقاوت سعادت

میرے شیخ فرماتے ہیں اللہ والے وہ ہیں جن کے قریب رہنے سے تمہاری شقاوتیں سعادتوں میں بدلیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے "**ھُمُ جُلَسَاءُ**" یہ وہ ہمنشین ہیں "**لَایَشْقٰی بھم جَلِیسُھُمْ**" جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ قسمت بدل دیتے ہیں قسمت یہاں بدلتی ہے یہ جگہ ہے قسمت بدلنے کی۔ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے پاس بیٹھو قسمت بدل جائے گی۔ ان کی صحبت تمہاری بدبختی کو نیک بختی سے بدل دے گی۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک کانٹے کی جھاڑی تھی تو لوگ گزرتے تھے تو وہاں کے لوگ پہلے سے کہہ دیتے خیال سے گزرنا وہاں ایک کانٹے دار جھاڑی ہے کپڑے پھاڑ دیتی ہے اب پہلے سے لوگ تیاری کر لیتے کہ اِدھر سے گزرنا ہے کپڑے سمیٹ رہے ہیں لپیٹ رہے ہیں۔ جب اس نے یہ عمل دیکھا کہ مخلوق مجھ سے دور دور رہتی ہے تو وہ کانٹے دار جھاڑی روئی ۔

آخر می گر لیب اے عیب پوش خلق
مستجاب دعوت او خلعت گزارشد

اے اللہ! تو عیبوں کو چھپانے والا ہے مجھے سراپا عیب بنادیا تو تو ستار ہے تو تو عیبوں کو چھپاتا ہے تو نے مجھے ایسا بنادیا کہ میرے قریب کوئی نہیں آتا ہے لوگ ایک دوسرے کو مجھ سے دور رہنے کا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری قدرتوں کو دیکھ تیری دعا قبول ہے۔ اس کے اوپر ایک خوبصورت پھول پیدا کیا جس کے دامن میں وہ کانٹے اپنا سر چھپالیتے تھے۔ اب لوگ پھول کی دوستی کی وجہ سے اس کے کانٹوں کو گوارا کرتے تھے۔

میرے دوستو! جو اللہ تعالیٰ ایک کانٹے دار جھاڑی کو خلعتِ گل (گل کا لباس) پہنا سکتا ہے اس پر پھول پیدا کر کے اس کے عیبوں کو چھپا سکتا ہے تو ہم جیسے گنہگاروں کو اللہ والوں کی صحبت سے سعادت مند اور خوش بخت کیوں نہیں بنا سکتا۔ بس طلب شرط ہے اور ان جگہوں کو تلاش کریں جہاں پر شقاویں (بدبختیاں) سعادتوں (نیک بختیوں) میں بدل جاتی ہیں۔ جہاں خدا کی رحمت کی ہوائیں چلتی ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ **ان اللّٰـه فی وهو نفحات** کہ تمہارے زمانوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ہوائیں چلتی ہیں۔ **فَتَعَرَّضُوا لَهَا** لوگو! ان ہواؤں کے سامنے آجاؤ **لعلكم يصيبكم تفحة منها فلاتشقون بعد ماايذا** شاید ایک جھونکا تمہیں بھی لگ جائے اس کے بعد تم کبھی بھی بدبخت نہیں ہو سکتےلیکن یہ ہوائیں کہاں چلتی ہیں۔ میرے شیخ نے فرمایا یہ بھی اللہ والوں کے ہاں ہی چلتی ہیں۔

میرے شیخ نے فرمایا یہ بھی اللہ والوں کے ہاں ہی چلتی ہیں وہاں جاؤ! رحمت کی ہوائیں چل رہی ہیں کیوں؟ دلیل کیا ہے؟ حدیث میں آتا ہے تتنزل الرحمۃ عند ذکر الصّالحین کہ جب نیک لوگوں کے تذکرے سے رحمت نازل ہوتی ہے فضلاً عند

وجود، ہم تو جہاں خود رہتے ہوں گے وہاں کتنی رحمت نازل تو ہوگی۔

جن کے نام پر رحمت ملتی ہے تو خود ان کی ذات پر کتنی رحمت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

اللّٰھم لک الحمد کما انت اھله فصل علٰی محمدٍ کما انت اھله وافعل بنا ماانت اھله فانک انت اھل التقوی واھل المغفره ربّنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین.

یااللہ! ہم سب کو تو اللہ والا بنادے۔ یااللہ! ہماری شقاوتوں کو سعادتوں سے تبدیل فرما۔ ہر خریدار پر تو غالب ہے نفس وشیطان ہمیں کھینچتے ہیں اپنی طرف یااللہ! تو اپنی شانِ جذب کے صدقے ہمیں جذب فرمالے اور ہمیں اور ہمارے بال بچوں کو اپنی طرف کھینچ لے اور اپنی دوستی میں ہمارے دل کو گرفتار فرما۔ یااللہ! ہماری نالائقیوں کو کوتاہیوں کو معاف فرما اپنے قرب کے لیے دوستی کے لیے آج فیصلہ فرما۔ یااللہ! اپنے دوستوں میں ہمیں درج فرما اور آدابِ دوستی ہمیں سکھا اور اپنے دوستوں کی دوستی ہمیں نصیب فرما۔ یااللہ! عافیت وکرم کا معاملہ فرما۔ یااللہ! اپنی ولایت اور دوستی نصیب فرما اپنے عبادِ صالحین میں ہمیں شامل فرما۔ یااللہ! جتنی بھی باتیں بیان ہوئیں یہاں کے قیام کے دوران سب کو تو قبول فرما جنہوں نے سنا ہے ان کو بھی قبول فرما جنہوں نے نہیں سنا ان کو بھی قبول فرما۔ یااللہ! مجھے بھی میری آل واولاد کو میرے دودستوں کو اوران کی آل واولاد کو قیامت تک آنے والی ہماری نسلوں کو یااللہ! اپنی ولایت اور دوستی کے لیے قبول فرما ہماری دنیا بھی آسان فرما آخرت بھی آسان فرما۔

وصلی اللّٰہ علٰی خیر خلقہٖ سیّدِ نا محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین